بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

حضرت عارف باللہ ڈاکٹر محمد عبدالحی صاحب قدس سرہ

خلیفہ مجاز

حکیم الامت مجدد الملت

حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ

مکتبہ عمر فاروق شاہ فیصل کالونی نمبر 4 کراچی

021-4594144
03343432345

اسوۂ رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمہ اللہ تعالیٰ

بیت السلام
کراچی - پاکستان

قرآن وسنت اور مستند علمی کتب کی معیاری اشاعت کا مرکز

جملہ حقوق .... بحق ناشر محفوظ ہیں
طبع جدید .... جون 2010ء
تعداد 2200
ناشر .... بیت السلام

بیت السلام
کراچی ۔ پاکستان

شان پلازہ، نزد مقدس مسجد، اردو بازار، کراچی
فون: 2038163 موبائل: 0321-3817119

فہرست

تقدمہ	17
تاثرات	19
عرض مؤلف	21
حصہ اوّل (مضامین افتتاحیہ)	24
خطبہ، لمعات (آیات قرآنیہ)	25
عزم اتباع اسوۂ رسولِ اکرمؐ	33
فلاح دارین	35
دنیاوآخرت میں عافیت کی دعا	35
بشارت تبلیغ	35
دین مبین فی اربعین چالیس احادیث	36
حصہ دوم (مکارم اخلاق)	38
صفاتِ قدسیہ، تعارف ربانی (حدیث)	38
بشریت کاملہ، امتیازی خصوصی	40
صورتِ زیبا، طیب ومطیب ہونا	41
خلق عظیم	42
حلم وعفو، صبر واستقامت، واقعہ طائف	43
رحمت عالم کی شان عفووکرم	45
فطرت سلیمہ، ایفائے عہد	45
شجاعت	46
سخاوت	47
قناعت وتوکل، انکسار طبعی	48
دیانت وامانت، تواضع	49
صاف دل ہونا، نرمی وشفقت	51
ایثار وتحمل	52
زہد وتقویٰ	54
خشیت الٰہی، رقت قلبی	55
رحم وکرم	56
مقام عبدیت	57
معیت الٰہیہ	58
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر	59
بعض عوارض بشریت کے ظہور کی حکمت	61
بعض شمائل وعاداتِ طیّبہ	62
تحمل ودرگذر	63
مسکنت، رفق وتواضع	64
فکر آخرت، جود وسخا	64
امورِ طبعی	65
حصہ سوم (خصوصیاتِ اندازِ زندگانی)	69
درس گاہ رشد وہدایت، مجالس خیر وبرکت	69
اہل مجلس کے ساتھ سلوک	71
الطاف کریمانہ	71
سلام میں سبقت، اندازِ کلام	72
وعظ فرمانے کا انداز	73

اندازِ سکوت، انتظام اُمور	74
نظام الاوقات اندرون خانہ، تقسیم اوقات	74
اوقات خلوت	75
خواب اور بیداری میں طرز وطریقہ	76
بستر استراحت	77
اندازِ استراحت	78
دیگر معمولات،	79
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اثاثہ	80
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ	81
حسن سلوک ازواجِ مطہرات کے ساتھ	81
ازدواجی معاملات ومعلومات	82
بعض واقعات	84
ایثار حقوق	85
رفیق اعلیٰ، کھانے پینے کا انداز	86
عاداتِ طیبہ، کھانے کیلئے وضو	88
کھانے سے پہلے بسم اللہ	89
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا	89
مرغوبات	90
مہمان کی رعایت	91
کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ	91
نئے پھل کا استعمال	92
مشروبات میں عاداتِ طیبہ	93
لباس کا معمول مبارک (لباس وآرائش)	94
پاجامہ، قمیض مبارک	96
عمامہ، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی	97
تہبند اور پاجامہ	97
نعلین شریف	99
عاداتِ برگزیدہ خوشبو کے بارے میں	99
سرمہ لگانا، سر کے موئے مبارک	100
عادات پسندیدہ	101
سر میں کنگھا کرنے ورتیل لگانے میں	101
اعتدال تزئین	101
سر میں تیل کا استعمال، ریش مبارک	102
موئے بغل، موئے زیر ناف، ناخن کٹوانا	103
سر کے بالوں کے متعلق	103
بال ڈاڑھی اور مونچھوں کے متعلق	103
بعض عاداتِ مبارکہ، آپ کی نشست	104
انداز رفتار	104
تبسم، گریہ، مزاح مبارک	105
بچوں سے خوش طبعی	106
اشعار سے دلچسپی	107
خواب پوچھنے کا معمول	108
سیدھے اور الٹے ہاتھ سے کام لینا	108
پیغام پر سلام کا جواب، خط لکھنے کا انداز	108
تفریح، تیرنے کا شوق	108
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کے معمولات	109
سفر کے متعلق ہدایات	110
حصہ چہارم	112
(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات)	112
باب ① ایمانیات	113

اسلام، ایمان اور احسان 112
ایمان دین کی تصدیق کرنے کا نام ہے 113
اسلام کامل 114
اللہ تعالیٰ سے حسن ظن، علامت ایمان 115
ایمان اور اسلام کا خلاصہ 116
ایمان کا آخری درجہ 117
اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت 117
محبت ذریعہ قرب ومعیت 118
اللہ کیلئے آپس میں میل محبت کرنے والے 119
نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا 120
وسوسے ایمان کے منافی نہیں 120
تقدیر کا ماننا بھی شرط ایمان ہے 121
تقویٰ 122
اعمال صالحہ کی وجہ سے اچھی شہرت 123
اسلام کی خوبی، دولت دنیا کا مصرف 124
دنیا وآخرت کی حقیقت 125
خدا کا خوف اور تقویٰ 125
دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر رہنا 125
موت کی یاد 127
تبلیغ 128
دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا 129
جامع اور اہم وصیتیں اور نصیحتیں 130
عورتوں کو نصیحت 135
نذر، قسم، فال، خواب 136
علم دین شروع کرنے کے دن کی فضیلت 137
کسی سنت کے احیاء کی فضیلت 137
وصیت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم 137
باب ② عبادت، نماز ومتعلقات نماز 138
عادات ستودہ قضائے حاجت میں 138
طہارت جزو ایمان ہے، استنجا 138
قضائے حاجت اور استنجا سے متعلق ہدایت 140
قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دُعا 140
استنجے سے متعلق مسائل 140
مسواک 142
مرض الوفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل 143
مسواک سے متعلق سنتیں 143
جن اوقات میں مسواک کرنا سنت ہے 143
غسل 143
جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے 145
وضو کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھتے 145
وضو کی سنتیں اور آداب، وضو پر وضو 146
وضو کا مسنون طریقہ، وضو کے متعلق مسائل 147
تیمّم، تیمّم کے فرائض، تیمّم کا مسنون طریقہ 148
نماز کا اعادہ ضروری نہیں، نماز 149
پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات 149
نماز ظہر، نماز عشاء 150
نماز فجر، نماز میں تاخیر کی ممانعت 151
سونے یا بھول جانے پر نماز قضا 151
نماز میں تساہل، دوسری نماز کا انتظار 151
جمع بین الصلوٰتین، نماز کے اوقاتِ ممنوعہ 152

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز 152
درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دُعا 155
سجدہ سہو 155
نماز کے بعد کے معمولات 156
نمازوں کے بعد کی خاص دُعائیں 156
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت 157
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نمازیں 158
نماز تہجد و وتر، شعبان کی پندرھویں شب 159
اوراد مسنونہ صبح و شام 160
نماز فجر کے بعد اور رات میں 160
تسبیحات شام و سحر، تسبیح فاطمہ 162
دیگر تسبیحات، تسبیحات کا شمار 163
عقد انامل، اوراد بعد نماز 164
انداز قرات 165
سواری پر نماز نوافل، سجدہ تلاوت 166
سجدہ تلاوت واجب، سجدۂ شکر 166
قرات مختلف نمازوں میں 167
فجر کی سنت میں قرأت 168
حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں 168
ظہر و عصر، سنت ظہر 168
نماز عشاء، جمعہ اور نماز عیدین میں قرأت 169
سورۃ کا تعین 169
سنت مؤکدہ، سنت فجر، سنت ظہر 170
سنت مغرب و عشاء، وتر (نماز واجب) 171
دعائے قنوت 172
وتر کے بعد نفل، قیام لیل یا تہجد 174
نماز تہجد 175
نماز اشراق و چاشت اور دیگر نوافل، اشراق 176
نماز چاشت 176
عصر سے قبل نوافل 177
بعد نماز مغرب نماز اوابین 177
عشاء کی رکعتیں، نماز سے متعلق ہدایتیں 177
نماز میں نگاہ کا مقام 178
گھر سے نوافل کا پڑھنا، عورت کی نماز 178
نمازی کے آگے سے نکلنا 178
مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق 178
صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں، نماز استخارہ 180
صلوٰۃ الحاجات 181
نماز کسوف، نماز استسقاء، تسبیحات 182
افضل الذکر 183
اسم اعظم 184
ذکر اللہ 185
قرآن مجید کی عظمت و فضیلت، تلاوت 187
سورۂ فاتحہ 189
سورۂ کہف، سورہ یٰسین، سورۂ واقعہ 190
سورۂ ملک، الم تنزیل، سورۂ تکاثر 190
سورۂ اخلاص، معوذتین، آیت الکرسی 191
سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں 192
سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں 192
سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں 192

سورۂ طلاق کی آیت، دعاء، دعاء کا طریقہ	193	درود شریف کی برکات	210
دعاء میں ہاتھ اٹھانا، آمین، عافیت کی دعا	194	صلوٰۃ تنجینا، دیگر درود شریف	211
دعاء دافع بلا، دعاء یقین کے ساتھ	195	استغفار، استغفار کی برکات	215
دعا میں عجلت، دعاء میں قطعیت	195	بار بار گناہ اور بار بار استغفار	216
موت کی دعاء کی ممانعت	195	مرنے والوں کے لیے بہتر تحفہ، دعا مغفرت	216
سجدہ میں دعاء	196	سیّد الاستغفار	217
دعاء کی قبولیت پر شکر، مقبول دعائیں	196	صلوٰۃ استغفار	217
بھائی کی دعائے غائبانہ	197	استعاذہ، پناہ مانگنے کی دعائیں	219
اپنے سے چھوٹوں سے دعا کرانا	197	جمعۃ المبارک	220
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دعائیں	197	نماز جمعہ کا اہتمام اور اس کے آداب	220
متفرق دعائیں	197	موت بروز جمعہ	221
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ دعائیں	200	جمعہ کے لیے اچھے کپڑوں کا اہتمام	221
دعائے سحر گاہی	200	جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن ترشوانا	221
بے خوابی کے لیے دعا	201	آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کا لباس	221
فکر اور پریشانی کے وقت کی دعا	201	جمعہ کے دن مسجد جانے کی اوّل فضیلت	221
رنج وغم اور ادائے قرض کے لیے دعا	202	نماز جمعہ کے بعد کی سنتیں	222
مصیبت اور غم کے موقع پر دعا	203	نماز جمعہ وخطبہ میں رسول اللہ کا معمول	222
کسی کو مصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دعا	203	خطبہ جمعہ	224
سخت خطرے کے وقت، خواب میں ڈرنا	204	خطبہ جمعہ کے مسائل	225
جامع دعاء	204	مسجد ومتعلقات مسجد، سنن ھدیٰ	226
قنوت نازلہ	205	مسجد کی فضیلت	226
بازار کی ظلماتی فضاؤں میں اللہ کا ذکر	205	شاندار مساجد، آداب مسجد، مسجد بنانا	227
آیات شفا، صلوٰۃ وسلام	206	مسجد میں صفائی، مسجد جانے کا ثواب	227
درود شریف، دعا کی قبولیت کی شرط	207	مسجد میں بچوں کو لانے اور شور کی ممانعت	228
احادیث میں درود وسلام کی ترغیبات، فضائل	208	مسجد میں قدم رکھنے کا ادب	228

نماز فجر میں جاتے وقت کی دعا 228
مسجد میں داخل ہونے، باہر جانے کی دعا 229
مسجد میں داخل ہو جانے کے بعد کی دُعا 229
مسجد سے باہر جانے لگے تو دُعا کرے 229
نماز تحیۃ الوضو، نماز تحیۃ المسجد 229
مسجد میں تسبیحات پڑھنا 230
مسجد سے بلا عذر باہر جانا 230
بدبودار چیز کھا کر مسجد آنے کی ممانعت 230
اذان و اقامت، اذان کا طریقہ 230
اذان اور اقامت کا حق 231
اذان کا جواب اور دعا 231
اذان کے بعد کی دعا 232
سفر میں اذان و اقامت و امامت 232
اذان کے متعلق مسائل 233
جماعت، کفارات اور درجات 233
جماعت کی اہمیت 234
جماعت کی نیت پر ثواب، صف اوّل 234
نماز با جماعت کی فضیلت اور برکت 234
تکبیرِ اولیٰ، جماعت سے عذر، امامت 235
امامت کا حق اور فرض 235
مقتدیوں کی رعایت 236
دعا میں اخفا، مقتدی کو ہدایت 236
جماعت میں شرکت 237
نماز میں حدث 237
امام سے پہلے سجدہ میں سر اٹھانا 237
استنجا کی حاجت، صف بندی 237
صف کی درستی کا اہتمام 237
صف کی ترتیب 238
امام کا وسط میں ہونا، مقتدیوں کی جگہ 238
مسجد کے متعلق احکام 239
(ماہ صیام) رمضان المبارک کا خطبہ 240
روزے کی فضیلت 240
روزے میں احتساب، روزے کی برکت 241
روزے کی اہمیت 242
روزہ چھوڑنے کا نقصان، رؤیت 242
رؤیت ہلال کی تحقیق اور شہادت 242
سحری، افطار 242
تراویح، قرآن مجید کا پڑھنا 243
تراویح پورے مہینے پڑھنا 243
تراویح میں جماعت 244
تراویح دو دو رکعت کر کے پڑھنا 244
تراویح کی اہمیت 244
تراویح کی بیس رکعتوں پر حدیث 244
تراویح کے درمیان ذکر 244
رمضان المبارک کی راتوں میں قیام 245
اعتکاف، مستحبات اعتکاف 245
اعتکاف مسنون 246
اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال 246
شب قدر، شب قدر کی دعا 246
رمضان کی آخری رات، صدقہ فطر 246

خوشی منانا، رمضان کے علاوہ روزے 247
ہر ماہ تین روزے 247
دوشنبہ اور پنج شنبہ کے روزے 247
مسلسل روزے رکھنے کی ممانعت 247
شوال کے چھ روزے 248
خاص روزے، ایام بیض کے روزے 248
عشرۂ ذی الحجہ کے روزے 248
پندرھویں شعبان کا روزہ 248
پیر و جمعرات کا روزہ، یوم عاشورہ کا روزہ 249
صوم وصال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل 249
عیدین کے اعمال مسنونہ، عیدگاہ 250
تذکیر و موعظت 251
نماز عید کی ترکیب 252
عید کا خطبہ، خطبہ میں تکبیر 252
صدقہ فطر کا وجوب 252
مسنون اعمال عید الاضحیٰ 253
قربانی کا ثواب، امت کی قربانی 253
قربانی کا طریقہ 254
حج وعمرہ، حج کی فرضیت، عمرہ کی حقیقت 255
حج وعمرہ کی برکت 255
حاضری عرفات عین حج ہے 256
عرفات کی منزلت، عرفات کی دعا 256
میقات، احرام کا لباس 257
احرام میں غسل، خوشبو قبل احرام 258
تلبیہ، دعا بعد تلبیہ، طواف میں ذکر و دعا 259
استلام، ملتزم، رمی 260
حلق کرانے والوں کے لیے دعا 261
قربانی کے ایام 261
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کا منظر 261
طواف زیارت، سواری پر طواف 261
عورتوں کا شرعی عذر، طواف وداع 262
زیارت روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم 262
حاجی کی دعا 263
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج وعمرہ کی تعداد 263
حجۃ الوداع میں آخری اعلان 263
حجۃ الوداع، مدینہ منورہ سے روانگی 263
بیت اللہ میں حاضری 264
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف فرمانا 265
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعی 265
منیٰ میں قیام 266
عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور وقوف 266
خطبہ حجۃ الودع 266
عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقوف 268
مزدلفہ میں قیام و وقوف 268
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمی فرمانا، خطبہ منیٰ 269
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قربانی فرمانا 270
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کرانا 270
طواف زیارت وزمزم 270
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ اور مدینہ واپسی 271
زکوٰۃ وصدقہ، زکوٰۃ کی حلاوت 271

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید 271
صدقہ کی ترغیب، صدقہ کی برکات 272
صدقہ کا مستحق، اپنی حاجتوں کا اخفا 273
صدقہ کی حقیقت 274
جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ 275
ایصالِ ثواب صدقہ ہے، ہجرت 275
جہاد و شہادت 275
جہاد، شہادت 276
باب ③ معاملات، حقوق 278
حقوق نفس، حقوق والدین 278
ماں کے ساتھ اچھا سلوک 279
والدین کا حق بعد موت 280
والد کے دوست کا حق، ماں باپ پر لعنت بھیجنا 281
شوہر و بیوی کے حقوق 281
اولاد کے حقوق 283
اولاد کا نام اور ادب، لڑکیوں کی پرورش 284
اولاد صالح، وصیت 284
ناجائز وصیت، بھائی اور بہنوں کے حقوق 285
یتیم کا حق، یتیم پر رحم کرنا، یتیم کی پرورش 285
یتیم سے محبت و شفقت، صلہ رحمی 286
پڑوسی کے حقوق 287
دوست کا حق، مسلمان کے حقوق 288
حفاظت مسلم، دوستوں کو جدا کرنا 288
دوستوں کی دلشکنی 288
مشورہ دینا لوگوں پر رحم کرنا 289
مسلمانوں کو حقیر سمجھنا 289
دوستوں سے ملاقات کرنا 289
حقوق مسلم، قطع تعلق 289
مسلمانوں کی آبرو کا حق 290
حق طریق (راستہ) 290
حقوق مریض، مسکین کا حق، جانور کا حق 290
حقوق حاکم و محکوم 290
فریقین کا فیصلہ 292
خدمت گار کا حق، کسب معاش 293
مال کی قدر، قناعت، معاملہ میں صداقت 293
حلال روزی کی تلاش 294
والدین اور اولاد کے لیے نان نفقہ 294
ناجائز آمدنی، اپنے ہاتھ کی کمائی 294
حلال کمائی، تلاش رزق کا وقت 294
معاملہ میں نرمی 294
تاجر کی نیک خصلتیں 295
مزدور کی اجرت، رزق مقدر 295
رعایت باہمی، تجارت میں صدق و امانت 295
کم ناپنا اور تولنا، تاجر کی صداقت 295
ذخیرہ اندوزی، مال کا صدقہ 296
قرض (قرض دار کی رعایت) 296
قرض کی لعنت، قرض کی ادائیگی کی نیت 296
قرض کا وبال، قرض سے پناہ 297
دعا ادائے قرض، قرض دینے کا ثواب 297
قرض دار کو مہلت، حرمت سود (سود کا گناہ) 298

مقروض کے ہدیہ سے احتیاط 298
سود کا وبال، سود کا معاملہ 298
حرمت رشوت (رشوت پر لعنت) 298
رشوت پر دوزخ کا عذاب 299
باب ④ معاشرت
گھر میں داخل ہونے کے آداب 300
استیذان (اجازت چاہنا) 300
سوتے ہوئے کو سلام کرنا 300
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ 301
سلام کے آداب 301
سلام کے حقوق، مصافحہ، معانقہ، دست بوسی 302
ہاتھ چومنا 303
ہدیہ، چھینک اور جمائی 304
سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا، لکھنے کے آداب 305
قلم کی عظمت 305
ہر تحریر کی ابتدا میں درود شریف 305
امتیاز قومی اور لباس 306
متکبرانہ لباس، لباس کے آداب 306
میز بانی و مہمانی کے حقوق 307
دعوت طعام 308
فاسق کی دعوت، کھانے میں تکلف 308
ساتھ مل کر کھانا 308
مسلم خواتین کیلئے اللہ اور رسول اللہ کے احکامات 308
پردہ کے احکام 309
عورتوں کے حقوق کا تحفظ 309
عند اللہ مسلم خواتین کا وقار وحیا 310
نابینا غیر محرم مرد سے بھی پردہ 310
عورت کے باہر نکلنے کا ضابط 310
عورتوں کے ساتھ تنہائی 311
ستر عورت، عورت کی آواز 311
نامحرم عورت کو دیکھنا، نامحرم کے گھر میں جانا 311
جنت سے محرومی 311
نامحرم عورتوں سے سلام ومصافحہ 312
عورت کی وضع قطع اور لباس 312
ممنوعات شرعیہ، حرمت شراب 312
شراب، سود اور عیاشی، لغو کھیل شطرنج وغیرہ 313
تصاویر 314
راگ راگنی 315
درر منثورہ (بکھرے ہوئے موتی) 316
قرآن مجید کی برکت، صحبت نیکاں 316
عہد شکنی کا وبال، ہم نشین کا اثر 316
کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال 316
ہمسایہ کا انتخاب 316
پریشان حال کی مدد، اہل وعیال کا فتنہ 317
مسلمان بھائی سے بحث 317
غیبت پر حمایت، پاکی وصفائی 317
جسمانی آرائش، مدح میں مبالغہ 318
قناعت، بہتان 318
بوڑھے کی تعظیم، ظالم ومظلوم کی اعانت 319
مصیبت زدہ کا مذاق، چند نصیحتیں 319

دوست سے ملاقات 319
مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے 320
سوال کی مذمت 320
مسلمان کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے 320
عذر قبول کرنا 321
ایمان کے ساتھ عمل، احسان کا شکریہ 321
سفارش، سرگوشی، سونے چاندی کے برتن 321
فحش کلامی، بے جا مدح، فاسق کی مدح 322
صحت اور خوشبو 322
زمین کا تبادلہ، غیرت واحسان 322
عیش وعشرت، باہم دعوتیں کرنا، آداب دعا 323
آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں 323
کسب حلال، سادگی، بدعت 324
بدعت کی ممانعت، طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم 325
دعاؤں اور دواؤں سے علاج 325
دعاؤں سے علاج 325
نظر بد کے لیے جھاڑ پھونک 326
بدنظری کا نبوی علاج 326
آیۃ الکرسی، لاحول ولاقوۃ کا عمل 327
جامع دعا، دعائے فقر 327
دردسر کی دعاء، ہر درد و بلا کی دعا 328
دعائے طعام 328
دانت کے درد کی دعا 329
دواؤں سے علاج، امراض وعلاج 329
پیٹ میں کھانے کا اندازہ 329
مریض کی غذا، حرام چیز میں شفا نہیں 329
مرض میں دودھ کا استعمال 329
شہد کی تاثیر، قرآن وشہد میں شفاء 330
مرض لگنا اور فال بد، کلونجی کی تاثیر 330
منتروں کا استعمال 330
روغن زیتون، دوا میں حرام چیز کی ممانعت 330
ضعف قلب کا علاج 330
مرگی، مکھی 331
باب⑤ اخلاقیات (اخلاق حمیدہ) 332
حسن اخلاق، سایہ الٰہی کا مستحق 332
نیک کام کا اجراء، احسان 333
توکل اور رضا بالقضاء 334
کام میں متانت اور وقار 334
صدق مقالی اور انصاف 334
جذبات پر قابو، جنت کی ذمہ داری 335
جنت کی بشارت 335
صدق وامانت اور کذب وخیانت 335
اللہ ورسول کی حقیقی محبت 335
امانت، عمر کا لحاظ، شرم وحیا 336
نرم مزاجی، ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی 337
تواضع 337
عفو الٰہی سے محرومی، ادائے شکر، صبر 338
خلاصہ، صبر وشکر 339
سخاوت وبخل، قناعت واستغنا 340
کفایت شعاری، معافی چاہنا 341

خاموشی، ایثار، ترک لایعنی 341
خطا معاف کرانا، رحمدلی اور بے رحمی 342
نیکی، صدقات جاریہ، تدبر و تفکر 343
اخلاق رذیلہ (خود بینی) 343
بے حیائی کی اشاعت 343
دوسروں کو حقیر سمجھنا، ریا 344
زنا، غصہ 345
غیبت، خیانت، بدگمانی 346
دوزخی، چغل خوری، جھوٹ 347
مصلحت آمیزی، ایمان والوں کو رسوا کرنا 348
بخل، انتقام، بغض و کینہ 349
حسد کا علاج، قساوت قلبی، منافقت، ظلم 350
ظالم کی اعانت، بدگوئی، عیب چینی 351
بدنگاہی، لعنت کرنا، خودکشی 352
گناہ (معصیت سے اجتناب) گناہ کا علاج 352
گناہوں کی پاداش، گناہوں کا وبال 353
گناہ کبیرہ، بعض کبائر 354
اشراک فی العبادت، بدعات القبور 355
بدعات الرسوم، علاماتِ قہر الٰہی 355
باب ⑥ حیات طیبہ کے صبح و شام 357
معمولات صبح و شام، بعد فجر، بعد ظہر 357
بعد عصر، بعد مغرب، بعد عشاء 358
دن کی سنتیں، گھر سے باہر جانے کی دعاء 359
اشراق کی نماز، صبح کی دعا 360
قیلولہ، رات کی سنتیں (نماز اوّابین) 361
نماز عشا 361
تہجد، تہجد کا افضل وقت 362
گھر میں آمد و رفت کی دعائیں و سنتیں 362
رات کی حفاظت، شام اور رات کی احتیاط 363
بستر صاف کرنا 364
متفرق سنتیں، رات کی دعائیں 364
بستر پر جاتے وقت 364
خواب، تتمہ 365
ہدایت 366
باب ⑦ مناکحت اور نومولود 367
مناکحت اور متعلقہ معاملات 367
نکاح کی ترغیب، عورت کا انتخاب 367
نکاح کا پیغام، نکاح کے لیے اجازت 367
نکاح میں برکت، مہر، مہر ادا کرنے کی نیت 368
نکاح کا انعقاد 368
نکاح کے لیے استخارہ کی دُعا 369
نکاح کے لیے خطبہ مسنونہ 369
نکاح کے بعد مبارکباد کی دعا 370
ولیمہ، نکاح کے بعض اعمال مسنونہ 371
نکاح کا طریقہ، طلاق اور خلع 372
حضرت فاطمہؓ کا بابرکت نکاح 372
حضرت فاطمہؓ کی رخصتی کے بعد 373
نومولود کے کان میں اذان دی جائے 374
تحنیک، اچھے نام کی تجویز 374
بچہ کو پہلی تعلیم، تعویذ حفاظت 374

عقیقہ، ختنہ	375	میت کا سوگ منانا، پسماندگان سے تعزیت	385
باب ⑧ مرض و عیادت	376	میت کا غسل اور کفن	385
(موت اور مابعد موت)	376	میت کو نہلانے کا مسنون طریقہ	386
مرض و علاج، ہر مرض کی دوا ہے	376	کفن پہنانے کا مسنون طریقہ	387
علاج کا اہتمام اور اس کی احتیاط	376	میت کو نہلانے کے بعد غسل	388
مریض کی عیادت	376	جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ	388
تسلی و ہمدردی، عیادت کے فضائل	377	جنازے کے ساتھ چلنے اور نماز پڑھنے کا ثواب	389
مریض پر دم اور دعائے صحت	377	جنازے کے ساتھ تیز رفتاری	389
حالت مرض کی دعا	379	نماز جنازہ کے مسائل	390
بیماری میں حالت تندرستی کا ثواب	379	نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں	390
تکلیف وجہ رفع درجات	379	نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون	390
وجہ کفارہ سیات	380	ترکیب نماز جنازہ	390
موت کی یاد اور اس کا شوق	380	جنازے میں کثرت تعداد کی برکت	391
موت کی تمنا اور دعا کرنے کی ممانعت	380	قبر کی نوعیت	391
موت کے آثار ظاہر ہوتے وقت	380	دفن کے بیان	392
سکرات الموت	380	تدفین کے بعد	393
جان کنی	381	قبر پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت	393
میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہیے	382	وہ کام جو خلاف سنت ہیں، نماز غائبانہ	393
میت کے لیے آنسو بہانا جائز ہے	383	زیارت قبور، تعزیت	394
آنکھ کے آنسوں اور دل کا صدمہ	383	ایصالِ ثواب	395
میت کا بوسہ لینا	383	حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مکتوب تعزیت	395
تجہیز و تکفین میں جلدی	384	درود شریف	397
اہل میت کے لیے کھانا بھیجنا	384	نعت شریف	398
موت پر صبر اور اس کا اجر	384	مناجات	399

مآخذ

1 قرآن مجید 2 صحیح بخاری شریف 3 شمائل ترمذی شریف

4 خصائل نبوی (شرح شمائل ترمذی)......از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

5 مشکوٰۃ شریف 6 جامع ترمذی 7 حصن حصین

8 الادب المفرد 9 مدارج النبوۃ (حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہٗ)

10 کتاب الشفاء (حضرت قاضی عیاض قدس سرہ العزیز) 11 زادالمعاد

12 طبقات ابن سعد 13 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حضرت سیّد سلیمان ندوی قدس سرہٗ)

14 تفسیر بیان القرآن (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

15 نشر الطیب (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

16 زادالسعید (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

17 حیاۃ المسلمین (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

18 بہشتی زیور (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

19 بہشتی گوہر (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

20 کثرۃ الازواج لصاحب المعراج (حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ)

21 معارف الحدیث (مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ)

22 ترجمان السنۃ (مولانا سید بدر عالم صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝

تقدمہ

عالی مرتبت جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا
مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم و مدفیوضہم
مفتی اعظم پاکستان وبانی صدر دارالعلوم کراچی
خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

قرآن کریم کی بے شمار نصوص اور احادیث صحیحہ شاہد ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی تعلیمات اور سنتوں کا اتباع ہی انسان کی مکمل اصلاح کا نسخۂ اکسیر اور دنیا و آخرت کی ہر کامیابی کا ضامن ہے۔ مگر اکثر لوگوں نے اطاعت و اتباع کو صرف نماز، روزہ وغیرہ چند عبادات میں منحصر سمجھ رکھا ہے، معاملات اور حقوق باہمی، خصوصاً عادات اور آداب معاشرت سے متعلق قرآن وحدیث کے ارشادات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو عام طور پر ایسا سمجھ لیا گیا ہے کہ یہ نہ دین کا کوئی جزو ہے اور نہ اطاعت و اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی تعلق ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ بہت سے ایسے مسلمان بھی دیکھے جاتے ہیں جو نماز روزے کے اعتبار سے اچھے خاصے دیندار کہلاتے ہیں، مگر معاملات و معاشرت وحقوق باہمی کے معاملہ میں بالکل غافل اور بے شعور ہونے کی بناء پر اسلام اور مسلمانوں کے لئے ننگ عار ہوتے ہیں، جس کی بڑی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ناواقفیت اور آپ کی عادات و خصائل اور سنن سے غفلت ہے، اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے اور لوگوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ، ہر دور، ہر حال میں اور عبادات و معاملات و معاشرت و عادات میں اس نمونے کے مطابق خود بھی بنیں اور دوسروں کو بھی بنانے کی فکر کریں۔ آیت قرآنی "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" کا

یہی مطلب ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور شمائل ایک حیثیت سے عملی قرآن ہے۔

اسی لئے ہر زمانے کے علماء نے عربی، فارسی، اردو اور ہر زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل و خصائل کو مختصر اور مفصل مستقل رسالوں اور کتابوں کی صورت میں جمع فرمادیا ہے جو ایک حیثیت سے پوری تعلیمات نبویہ کا خلاصہ ہے۔

حال ہی میں ہمارے محترم بزرگ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی نے (جو سیّدی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ کے خلیفہ خاص ہیں۔) عام لوگوں کو اطاعت رسولؐ اور اتباع سنت کا صحیح مفہوم سمجھانے کے لئے شمائل و خصائل کی مستند کتابوں سے ہر شعبہ زندگی کے متعلق ہدایات کو واضح اور نمایاں کر کے جمع فرمادیا ہے جو کتب شمائل کا اصل مقصد ہے، افسوس ہے کہ احقر اپنی علالت اور ضعف کی بناء پر اس مبارک مجموعہ کو خود نہیں دیکھ سکا خاص خاص مقامات اور عنوانات کو پڑھوا کر سنا ہے مگر بعض علماء نے اس کو بالاستیعاب دیکھ کر توثیق فرمائی ہے اور جن کتابوں سے یہ مضامین لئے گئے ہیں ان کا مستند و معتبر ہونا خود اس مجموعہ کی مستند ہونے کی ضمانت ہے، الحمد للہ شمائل نبویہ کا یہ بہت اچھا مجموعہ عام فہم اور سلیس زبان میں جمع ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصنف کو جزائے خیر عطا فرمادیں اور کتاب کو مقبول و مفید بنادیں۔

واللہ المستعان

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۲۷ رجب ۱۳۹۳ء، دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

تاثرات

بقیۃ السلف و حجۃ الخلف عالی جناب حضرت شیخ الحدیث مولانا حافظ

محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کتاب اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (طبع اوّل) معظم ومحترم حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم کی خدمت بابرکت میں پیش کی گئی (آج کل مدینہ طیبہ میں قیام پذیر ہیں)۔ حضرت ممدوح نے بعد ملاحظہ اپنے جن تاثرات کا اظہار فرمایا: اس کا اقتباس درجِ ذیل ہے۔ (مولف)

جناب کا پہلا گرامی نامہ ملا تھا اور میں اس سے بھی پہلے سے عریضہ لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا مگر ان دنوں میری طبیعت بہت ہی خراب رہی۔

آپ کی مبارک کتاب بہت ہی برکات کی حامل ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور لوگوں کو زیادہ سے زیادہ منتفع فرمائے اور جناب کو دارین کی ترقیات سے نوازے، آپ کی کتاب تو بہت پسند آئی مگر میرے پاس بے وقت پہنچی، حج کے زمانہ میں مدینہ پاک میں عصر کے بعد کی مجلس میں چار پانچ سو کے قریب کم سے کم لوگ ہوتے تھے اور جو وقت گزرتا گیا اور ہندو پاک کے جہاز جاتے رہے آدمیوں کی کمی ہوتی رہی، اگر پہلے آ جاتی تو اوروں کے کان میں بھی پڑ جاتی۔ میں اس دوران اکثر بیمار رہا، بہت ہی امراض و انتشار کی حالت میں رسالہ کو سنا، سنتے ہوئے جہاں شبہ ہوا وہاں حاشیہ پر نشان لگا دیا، ممکن ہے کہ کچھ سماع سے رہ گیا ہو۔

فقط والسلام

محمد زکریا

(از مدینہ طیبہ) ۲۲ مئی ۱۹۷۵

پھر دوسرا خط صادر ہوا اس میں ارقام فرمایا:

کتاب کے متعلق میرا تو خیال ہے کہ میں پہلے خط میں لکھوا چکا تھا، دُعائیں ہی تو ہمارے یہاں اصل ہوا کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی دُعائیں اس سیہ کار کے حق میں قبول فرمائیں۔ اس میں تو شک نہیں کہ طبیعت تو بہت گری ہوئی تھی اور ہے، مگر جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا، شوق میں (کتاب کو) سن ہی لیا۔ اس کا ضرور قلق ہوا کہ کتاب دیر میں پہنچی، اگر حج کے زمانے میں پہنچ جاتی تو لوگوں کو زیادہ نفع ہوتا، آپ نے صحیح فرمایا کہ اس زمانے میں اتباع سنت تو مفقود ہوتا جارہا ہے عوام تو درکنار خواص میں بھی اس کا اہتمام کم ہوتا جارہا ہے۔ فالی اللہ المشتکی۔

آپ نے جو اہتمام اس کتاب میں کیا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ (آمین) میں تعمیل ارشاد میں چند کلمات لکھوا رہا ہوں۔

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ اس ناکارہ نے عالی جناب ڈاکٹر محمد عبدالحئی صاحب زادمجدہم خلیفہ حضرت حکیم الامت تھانوی نوراللہ مرقدہٗ کی تالیف اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت شوق سے بڑے مجمع میں جو حج وعمرہ کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے، سنا اور کہیں کہیں مجھے اشتباہ ہوا تو علماء سے مراجعت کے بعد طبع ثانی میں اس کی اصلاح کے لئے بھی توجہ دلائی۔ رسالہ بہت ہی مفید اور آسان ہے اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر مشتمل ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ بہت مفید ہے، اور باطنی خوبیوں کے ساتھ ظاہری خوبیاں طباعت کی عمدگی و دل کشی سے بھی آراستہ ہے۔ یہ ناکارہ دُعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے فضل وکرم سے لوگوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ انتفاع وتمتع نصیب فرمائے اور حضرت مولف دام مجدہم کیلئے اس کو صدقہ جاریہ بنائے۔ فقط

والسلام

محمد زکریا کاندھلوی

واردحال مدینہ منورہ

۱۷ر جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۹۷۵ء

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّـا بَـعْـد ! ادنیٰ خادم بارگاہِ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہ احقر ناکارہ محمد عبدالحیؒ عرض گزار ہے کہ حضرتِ اقدسؒ کی عام تعلیمات اور دوسرے سبھی اکابر کے ارشادات سے یہ امر بحمد للہ مرکوز خاطر رہا ہے کہ دین ودنیا کی فلاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات وسنن کے اتباع پر موقوف ہے جو صرف نماز روزہ اور دیگر عبادات کی حد تک نہیں، بلکہ زندگی کے ہر شعبے اخلاق و عادات، معاشرت و معاملات سب پر حاوی ہے۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شمائل نبویہ کے متعلق جتنا عظیم الشان ذخیرہ کتب ہر زمانے کے مشائخ ومحدثین نے امت کے لئے مہیا کیا ہے ان سب کا حاصل یہ ہے کہ امت ہر شعبہ زندگی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی اور عملی ہدایات سے واقف ہو اور ان کو اپنا مقصدِ زندگی بنائے۔ موجودہ دور میں جبکہ سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے مغائرت بڑھتی جارہی ہے، اور مسلمان اپنے دین کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیروں کے طور طریقے اختیار کررہے ہیں، اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمانوں کو بار بار اسلامی تعلیمات اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی طرف دعوت دی جائے کیونکہ مسلمانوں کی دُنیوی اوراخروی ہر طرح کی صلاح وفلاح اتباع سنت ہی میں مضمر ہے۔

اس غرض کے لئے عرصہ دراز سے دل میں آرزو تھی کہ ایک ایسی آسان اور مختصر کتاب مرتب کی جائے، جس کا مطالعہ عام مسلمانوں کو اتباع سنت کی دلکش زندگی سے روشناس کرا سکے اور جس سے وہ آسانی کے ساتھ سنت کے مطابق زندگی کے بنیادی تقاضے معلوم کرسکیں۔ یہی وہ داعیہ تھا جس نے مجھے اس کتاب کی ترتیب پر آمادہ کیا۔ احقر کوئی عالم نہیں لیکن یہ محض اللہ تعالیٰ شانہٗ کا فضل عظیم ہے کہ اس نے علماء اہل تقویٰ اور مشائخ کی بابرکت صحبت وتربیت سے

فیضیاب وسرفراز ہونے کی سعادت نصیب فرمائی ہے۔ یہ انہیں بزرگوں کا فیضان نظر ہے کہ احقر کے دل میں ایک ایسی کتاب مرتب کرنے کا تقاضا پیدا ہوا جس میں نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے متعلق ایسی احادیث جمع کی جائیں جن کا تعلق انسان کی زندگی کے ہر شعبہ اور ہر حال سے ہو، اور جن کی روشنی میں اتباع سنت کا صحیح مفہوم علمی و عملی طور پر خوب واضح ہوجائے اور جن کی بدولت ہر مسلمان اس بڑھتے ہوئے الحاد وزندقہ کے ماحول و معاشرے میں اپنے ایمان واسلام کو محفوظ وسلامت رکھ سکے۔

چنانچہ احقر نے خود اپنے لئے اور اپنے ایسے عام مسلمانوں کے لئے بمشورۂ علماء کرام احادیث وشمائل نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند کتابوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنن و تعلیمات کا انتخاب کرکے اردو زبان میں آسان عنوانات کے ساتھ ایک مفید اور معتد بہ ذخیرہ جمع کرلیا۔ احقر باوجود اپنے ضعف اور دیگر مشاغل کے اس کام کے سرانجام دینے میں ایک طویل مدت تک والہانہ انداز میں محو ومتوجہ رہا اور الحمد للہ کہ بقدر اپنی استعداد علمی وصلاحیت فہم جو کچھ بن پڑا اس کو ہدیہ ناظرین کردیا۔ اللہ تعالیٰ شانہ کا احسان عظیم ہے کہ اس کتاب کو منصہ شہود میں آتے ہی اس قدر مقبولیت حاصل ہوئی کہ تقریباً ایک ہی ماہ کے اندر مطبوعہ کتاب ختم ہوگئی اور مشتاقین کی تشنگی اور فرمائش باقی رہ گئی۔ اس لیے پیہم تقاضوں کے پیش نظر پھر جلد از جلد دوسرے ایڈیشن کا اہتمام کرنا پڑا۔ اس اثناء میں یہ کتاب اپنی مطبوعہ شکل میں بعض مستند اہل علم کی نگاہ سے بھی گزری اور اس میں بعض باتیں فقہی نقطۂ نظر سے اصلاح طلب معلوم ہوئیں، چنانچہ یہ ایڈیشن بعض مستند اہل علم کی نظر ثانی کے بعد شائع ہورہا ہے اور اس میں مذکورہ فقہی اشکالات کو دور کردیا گیا ہے۔ اس کے باوجود یہ بات میں ایک بار پھر عرض کردینا چاہتا ہوں کہ یہ فقہ کی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے، جس میں موضوع سے متعلق تمام تفصیلی جزئیات موجود ہوں یا مسئلہ کے ہر پہلو کا پورا احاطہ کیا گیا ہو۔ لہٰذا ایسی فقہی تفصیلات کیلئے مستند اہل علم وفتویٰ سے رجوع کرکے یا مفصل فقہی کتابوں کو دیکھ کر اور سمجھ کر عمل کرنا چاہئے اور اس غرض کے لئے سیّدی ومرشدی حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کی کتاب ''بہشتی زیور'' بےنظیر ہے۔

اس طرح یہ علم حدیث کی بھی کوئی باقاعدہ کتاب نہیں ہے جس میں اصولِ حدیث کی تمام فنی باریکیوں کی رعایت ہو، بلکہ اگر فنی نقطہ نظر سے اس میں اب بھی کچھ فروگزاشتیں ہوں تو بعید نہیں۔ اگرچہ میں نے تمام تر مواد ان مستند کتابوں سے لیا ہے جن کے نام مآخذ کے عنوان کے

تحت مذکور ہیں، لیکن یہ سب مآ خذ عربی سے اردو میں کئے ہوئے تراجم ہیں۔ لہٰذا یہ ممکن ہے کہ نقل در نقل اور ترتیب وانتخاب میں وہ احتیاط باقی نہ رہ سکی ہو جو حدیث کے نقل کرنے میں ضروری ہے۔ چنانچہ اگر کسی حدیث کی علمی تحقیق مقصود ہو تو اصل مآ خذ سے مراجعت کی جائے۔ مثلاً ایسا ممکن ہے کہ کسی حدیث کے ساتھ تشریحی اضافے جو قوسین میں آنے چاہیے تھے۔ کہیں بغیر قوسین کے دیئے گئے ہوں۔ البتہ بار بار اہل علم کو دکھانے کے بعد اس بات پر بحمداللہ اطمینان ہے کہ احادیث کا مرکزی مفہوم ضرور واضح ہو گیا ہے اور کوئی بات علمی نقطۂ نظر سے ایسی باقی نہیں رہی جو غیر مستند ہو۔

اسی کے ساتھ کتاب کے ظاہری حسن اور ترتیب میں بعض ایسی باتیں باقی رہ گئی تھیں جو بعض اصحابِ ذوق کو گراں گزرتی تھیں۔ اس اشاعت میں ان کو بھی دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ احقر کی کوتاہیوں سے درگزر فرما کر اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ اس سے عام مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور محبت رسول کو اتباع سنت کا سچا جذبہ بیدار کرنے کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین انه علیٰ کل شیء قدیر

احقر محمد عبدالحئی عفی عنہ

(۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء)

حصّہ اوّل

رُوْحٌ وَّرِیْحَانٌ وَّجَنَّۃُ نَعِیْمٍ
مضامین افتتاحیہ

خطبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ. اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ، اَرْسَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی کَافَّۃِ النَّاسِ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًامُّنِیْرًا ، وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُo

لمعات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالتِ شان اور کمالاتِ نبوت خود اللہ تعالیٰ کے کلامِ مبین میں ہے۔

محمد حامد حمد خدا بس　　　　خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس

حق تعالیٰ جل شانہٗ نے ہمارے رسول مقبول احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء اور رُسل علیہم السلام میں ایک خاص امتیاز عطا فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیّد الانبیاء قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو دنیا کے لئے ایک مثالی نمونہ بنا کر بھیجا ہے۔ اسی لیے اہل علم عالم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعارف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ کمال بتانے کا بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی اپنے کلام مبین میں اہتمام فرمایا اور ارشاد فرمایا:

آیاتِ قرآنیہ

1 هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَكَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًاo مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا o (سورہ فتح، آیت: ۲۹) وہ (اللہ) ایسا ہے کہ اس نے اپنے رسول کو ہدایت کا سامان یعنی (قرآن) دیا اور سچا دین (یعنی اسلام) دے کر دنیا میں بھیجا ہے تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اے مخاطب! تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی

سجدے کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں۔(بیان القرآن) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

2 لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ط (آل عمران) حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جبکہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی (خیالات و رسومات جہالت سے) صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں بتاتے رہتے ہیں نیز یہ بھی واضح فرمایا کہ:

3 اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ط (سورہ اعراف، آیت: ۱۵۷) جو لوگ ایسے رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں (جن کی صفت یہ بھی ہے) وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور وہ پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال بتاتے ہیں اور گندی چیزوں کو (بدستور) ان پر حرام فرماتے ہیں اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق (یعنی شرائع سابقہ کے احکاماتِ شدیدہ) تھے ان کو دور کرتے ہیں۔ سو جو لوگ اس نبی (موصوف) پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔ (بیان القرآن) آپ کے نطق کی شان یوں ارشاد فرمائی:

4 وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ط (سورہ النجم)

پھر اپنے بندوں سے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کا اس طرح تعارف فرمایا:

5 لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ط (سورۂ توبہ، آیت: ۱۲۸) (اے لوگو!) تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر

تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس (بشر) سے ہیں۔ جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے۔ جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں۔ (یہ حالت تو سب کے ساتھ ہے، پھر بالخصوص) ایمانداروں کے ساتھ تو بڑے شفیق (اور) مہربان ہیں۔

6 اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ وَاَزْوَاجُهٗ اُمَّھٰتُھُمْ ط (سورۂ احزاب، آیت ۶) نبی مومنین کے ساتھ خود ان کے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں ان (مومنوں کی) مائیں ہیں، یعنی مسلمانوں پر اپنی جان سے بھی زیادہ آپؐ کا حق ہے اور آپ کی اطاعت مطلقاً اور تعظیم بدرجہ کمال واجب ہے۔ اس میں احکام اور معاملات آ گئے۔ (بیان القرآن) پھر لوگوں کو اپنے رسول برحق اور ہادیٔ دین مبین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیلئے اس طرح حکم فرمایا:

7 لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ○ (احزاب، آیت:۲۱) تم لوگوں کیلئے رسول اللہ (کی ذات) میں ایک عمدہ نمونہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ (بیان القرآن)

8 وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا ○ (الحشر، آیت:۷) اور رسول تم کو جو کچھ دے دیا کریں، وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بالعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رک جایا کرو۔ (بیان القرآن)

9 مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ○ (النساء آیت ۸) جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔ (بیان القرآن)

10 وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ○ (سورۂ احزاب، آیت:۷۱) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔ (بیان القرآن) پھر اپنے محبوب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیوں کو یہ بھی بشارت عطا فرمائی۔

11 وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ○ (النساء:۸۰، آیت:۶۹) اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مان لے گا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء و صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں۔ اور اس پر بھی متنبہ فرمایا کہ:

12 وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَھَنَّمَ ○ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا ○ (النساء، آیت:۱۱۵) اور جو شخص رسول کی

مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق واضح ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ ہولیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی۔ (بیان القرآن)

13 وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (النساء، آیت:۱۴) اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اس کے ضابطوں سے نکل جائے گا اس کو آگ میں داخل کریں گے اس طور سے کہ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اس کو ایسی سزا ہوگی جس میں ذلت بھی ہے۔ (بیان القرآن) پھر اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زبان مبارک سے اپنے منصب رسالت اور مرتبہ رشد وہدایت کے اعلان کیلئے یہ الفاظ عطا فرمائے۔

14 قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۪ (الاعراف، آیت:۱۵۸) آپ کہہ دیجیے کہ اے (دنیا جہان کے) لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا (پیغمبر) ہوں۔ جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ (بیان القرآن)

15 قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْۤ اَدْعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ ؔ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ○ (سورۃ یوسف: ۱۰۸) آپ فرما دیجیے! کہ یہ میرا طریق ہے میں (لوگوں کو توحید) خدا کی طرف اس طور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں۔ (بیان القرآن)

16 قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (الانعام، آیت:۱۶۱) آپ کہہ دیجیے کہ مجھ کو میرے رب نے ایک سیدھا راستہ بتلا دیا ہے۔ (بیان القرآن)

17 قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (آل عمران، آیت:۳۱) آپ فرما دیجیے! کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو، تو تم لوگ میرا اتباع کرو۔ خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے اور تمہارے سب گناہوں کو معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی عنایت فرمانے والے ہیں۔ (بیان القرآن) (پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب وحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت لطف وکرم سے ان محترم الفاظ کے ساتھ مخاطب فرمایا: يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۙ اِنَّكَ لَمِنَ

الْمُرْسَلِيْنَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ط

18 یٰسٓ: قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بے شک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں (اور) سیدھے راستہ پر ہیں۔

19 يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ط (الاحزاب، آیت:۴۵) اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ امت کیلئے گواہ ہوں گے اور آپ (مومنین کے لیے) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کے لیے) ڈرانے والے ہیں (سب کو) اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں۔ (بیان القرآن)

20 وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ط (سورہ سبا، آیت:۲۸) آپ کی بعثت کا مقصد تمام انسانوں کیلئے بشیر ونذیر ہونا ہے۔ (بیان القرآن)

21 وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ط (سورۃ الانبیاء، آیت:۱۰۷)

اور ہم نے (ایسے مضامین نافعہ دے کر) آپ کو اور کسی بات کے واسطے نہیں بھیجا مگر جہاں کے لوگوں (یعنی مکلفین) پر مہربانی کرنے کے لئے۔ (بیان القرآن)

22 اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (سورۃ ن، آیت:۴)

بے شک آپ اخلاق حسنہ کے اعلیٰ پیمانہ پر ہیں۔ (بیان القرآن)

23 وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ (الم نشرح:۴)

اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کیا۔ (بیان القرآن)

24 وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ○ (والضحیٰ، آیت:۵)

اور عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو (آخرت میں بکثرت نعمتیں) دے گا سو آپ خوش ہوجائیں گے۔

25 وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ط (سورہ حجر، آیت:۸۷)

اور ہم نے آپ کو سات آیتیں دیں جو (نماز میں) مکرر پڑھی جاتی ہیں۔ (مراد سورۂ فاتحہ) اور قرآن عظیم دیا۔ (بیان القرآن)

26 وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ط (النساء، آیت:۱۱۳)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت کی باتیں نازل فرمائیں اور آپ کو وہ باتیں بتلائی ہیں جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ (بیان القرآن)

باوجود کثیر التعداد دشمنانِ اسلام کی پیہم اور بے انتہا مخالفتوں، ایذا رسانیوں اور معرکہ آرائیوں کے نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت قلیل عرصہ میں اپنے منصب رسالت و اعلائے کلمۃ الحق میں جو بے مثال اور لازوال کامیابی حاصل کی اس پر اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوب خاتم النبیین وسیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خصوصی پروانہ خوشنودی اور رضائے کاملہ کی سند امتیازی عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

27 اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ (سورۃ النصر)

ترجمہ: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح مکہ (مع اپنے آثار کے) آپہنچے (یعنی واقع ہو جائے اور جو آثار اس فتح پر مرتب ہونے والے ہیں یہ ہیں کہ) آپ لوگوں کو دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتا دیکھ لیں (تو اس وقت سمجھ لیجیے کہ مقصود دنیا میں رہنے کا آپ کی بعثت کا کہ تکمیل دین ہے وہ پورا ہو گیا اور اب سفر آخرت قریب ہے اس کیلئے تیاری کیجیے) اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجیے اور اس سے استغفار کی درخواست کیجیے یعنی ایسے امور جو خلاف اولیٰ واقع ہو گئے ہوں ان سے مغفرت مانگئے وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ (بیان القرآن)

پھر اپنے خاتم المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق عالم پر اپنے تمام احسانات و انعامات کا اس طرح اعلان فرمایا:

28 اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ط (المائدہ:۳) آج کے دن تمہارے لیے دین کو میں نے مکمل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کیلئے پسند کر لیا۔ (بیان القرآن)

پھر اللہ جل شانہٗ نے انسانیت کے اس محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب و محبت خصوصی کی خلعت سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

29 اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط (الاحزاب:۵۶) یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں تو اے ایمان والو! تم

بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے رہا کرو۔ (بیان القرآن)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط خالق کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کو حصول شرف انسانیت وتکمیل عبدیت کیلئے اور اپنے تمام احسانات اور انعامات سے مشرف اور بہرہ اندوز ہونے کیلئے جب ایسے خیر البشر نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیکر مثالی بنا کر مبعوث فرمایا تو ایمان لانے والوں پر ادائے شکر وامتنان کیلئے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا واجب فرمایا ہے اسی طرح ان کو ہر شعبہ زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت واتباع کا بھی مکلّف بنایا ہے۔ ان تصریحات ربانی سے بالکل واضح ہے جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا قرب حاصل کرے گا وہ اسی قدر اللہ جل شانہٗ سے قریب ہوگا اور محبوب بندہ بن جائے گا، گویا اتباع سنت ہی روح عبادت ہے اور حاصل زندگی ہے اور بندہ کا جو فعل سنت کے خلاف ہے وہ فی نفسہٖ عبادت نہیں ہے۔ بلکہ دانستہ خلاف سنت ہونے کے باعث موجب حرمان ضرور ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افراد امت پر کن امور میں واجب اور کہاں بطور تقاضائے محبت مستحب ہے۔

سیرت طیبہ کا ایک حصہ وہ عقائد واعمال ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور شرعی کے طور پر ادا کیا اور جن کا ہر شخص مکلّف ہے۔ ان کو ''سنن ہدیٰ'' کہا جاتا ہے اور ایک حصہ ان امور کا ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت وکرامت تھی۔ مثلاً صوم وصال وغیرہ۔ امت کو ان امور کی اجازت نہیں اور ایک حصہ ان امور کا ہے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور شرعی کی حیثیت سے نہیں۔ بلکہ ''اتفاقیہ عادات'' کے طور پر اختیار فرمایا۔ یہ ''سنن زوائد'' کہلاتے ہیں، امت ان امور کی اگرچہ مکلّف نہیں، مگر حتی الامکان ان امور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنا عشق ومحبت کی بات ہے کہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ ایسے اتفاقیہ امور میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا بہت اہتمام فرماتے تھے اور حضرات عارفین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادنیٰ سے ادنیٰ سنت کی پیروی کو ہفت اقلیم کی دولت سے زیادہ قیمتی سمجھتے ہیں۔ مگر یہ فیصلہ کرنا کہ کونسی چیز ''سنن ھُدیٰ'' میں داخل ہے اور کونسی ''سنن زوائد'' میں، کونسا حکم عام امت کیلئے ہے اور کونسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ مخصوص ہے؟ یہ ماوشما کا کام نہیں بلکہ حضرات مجتہدین اور آئمہ دین کا منصب ہے اور ان اکابر نے ان تمام امور کی بخوبی نشاندہی فرمادی ہے۔

یہ بھی یادرہنا چاہیے کہ ''سُنَنِ هُدیٰ'' کے دو پہلو ہیں۔ایک یہ معلوم کرنا کہ فلاں چیز فرض ہے یا واجب؟ مؤکدہ ہے یا مستحب؟ اور پھر جو چیز جس مرتبہ کی ہو اسے اسی کے مرتبہ کے موافق عمل میں لانا۔ یہ پہلو بہت ہی لائق اہتمام ہے کہ اس میں خلط ملط ہوجانے سے سنت و بدعت کا فرق پیدا ہوجاتا ہے اور دین میں تحریف کا راستہ کھل جاتا ہے۔ دوسرا پہلو ہر عمل کے بارے میں یہ جاننا ہے کہ آخرت میں اس پر کیا ثواب یا عقاب مرتب ہوگا۔ یہ پہلو بھی اپنی جگہ بہت اہم ہے کیونکہ اعمال کی ترغیب وترہیب کا اسی پر مدار ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ کسی نیک عمل کی جو فضیلت یا برے عمل کی جو سزا قرآن کریم اور حدیث نبوی میں آئی ہے اسی کو بیان کیا جائے۔اپنی رائے سے اس میں کمی بیشی کردینا غلطی ہے۔امور مذکورہ کے مطابق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام مکارم اخلاق انداز اطاعت وعبادت، حالات جلوت وخلوت اور تمام اعمال واقوال اور تعلقات ومعاملات زندگی ہر قوم اور ہر طبقہ وہر جماعت اور ہر فرد کیلئے ہر زمانہ اور ہر وقت میں بہترین نمونہ ومثال ہیں۔اسی لیے اللہ جل شانہ نے فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بابرکت سنتوں کی اتباع کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات پر اخلاص وصدق کے ساتھ عمل کی توفیق وافر وراسخ عطا فرمائیں اور اس کی بدولت اس دنیا میں حیات وممات طیبہ اور آخرت میں اپنی رضائے واسعہ وکاملہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعتِ کبریٰ کی دولت لازوال نصیب فرمائیں۔آمین

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا حُبَّكَ وَحُبَّ نَبِيِّكَ وَاتِّبَاعَ سُنَّتِهٖ وَتَوَفَّنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَاحْشُرْنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ اٰمِيْنَ ۔ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ بِحَقِّ مَحْبُوْبِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَرَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ صَلٰوةً وَّسَلَامًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا ۔

عزم اتباع اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات (صحیح بخاری)

ترجمہ: ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہے

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں: کہ یہ حدیث اصولِ دین سے اصل وعظیم اور تمام حدیثوں میں جامع ترین اور مفید ترین ہے۔ بعض حضرات تو اسے علم دین کا تہائی حصہ کہتے ہیں بایں لحاظ کہ دین قول وعمل اور نیت پر مشتمل ہے اور بعض نے اسے نصف علم دین قرار دیا ہے اس اعتبار سے کہ اعمال دو قسم کے ہیں ایک عمل بالقلب دوسرا عمل بالجوارح۔ اعمال قلب میں نیت سب سے زیادہ افضل ہے۔ اس بنا پر عمل اس نصف علم (نیت) سے متعلق ہوگا بلکہ دونوں نصفوں میں بہت زیادہ۔

دراصل نیت ہی قلبی، جسمانی اور جملہ عبادات کی اصل بنیاد ہے۔ اگر اس اعتبار سے اسے تمام علم کہیں تو یہ مبالغہ بھی درست ہوگا۔ (مدارج النبوۃ)

اس تالیف کی حقیقی غرض و غایت اور مقصد و اہمیت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور سرورِ کائنات نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ خصائل وشمائل اور عادات وعبادات کا پورا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے جو انسانیت کی فلاح وسعادت کا نصاب کامل بھی ہے اور مکمل ضابطہ ء حیات بھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''شاہراہ سنت'' ہر خطرہ سے مامون اور ہر شائبہ نقص سے پاک ہے۔ اس لیے ہماری سعادت وکامرانی اور دانش مندی کا فطری تقاضا یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کریں اور ہر عمل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں اور جب حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اختیار کرنے پر محبوبیت کا انعام دینے کا وعدہ بھی ہے تو حکم ربانی کا تقاضا بھی ہے کہ ہمارے تمام اعمال، فرائض وواجبات اور اوامر ونواہی کی تعمیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی کی نیت سے ہونی چاہئے اور بتقاضائے محبت آپ کے تمام آداب وخصائل اور سنن عادیہ کو بھی شعار زندگی بنایا

جائے اور اس میں بھی اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت وعزم ہونا چاہئے۔ تاکہ ہمارا ہر عمل ان شاء اللہ مقبول بھی ہو اور عند اللہ محبوب بھی، دنیا میں حیاتِ طیبہ کا باعث بھی ہو اور آخرت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت گرامی کی بدولت میزان عمل میں گراں بہا اور گراں قدر بھی ہو اور یہ نیت وعزم ایک اختیاری امر ہے اور امر اختیاری کا ہر شخص مکلّف ہے اور یہ اس کیلئے نہایت آسان بھی۔ پس اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے سے پہلے اپنے ہر عمل اور ہر انداز زندگی میں حضور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا عزم کیجیے۔ ان شاء اللہ دونوں جہان کی عافیت کاملہ حاصل ہوگی۔ واللہ المستعان.

مپندار سعدی کہ راہ صفا — تواں یافت جز در پے مصطفٰے
خلاف پیغمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا ط

بندۂ عاجز
محمد عبد الحیٔ عفی عنہ

فلاح دارین

دنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا...... حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے مروی ہے، فرمایا: کہ میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ اللہ سے یقین اور معافات کی دُعا کرو کیونکہ یقین کے بعد عافیت سے زیادہ بہتر کوئی چیز نہیں جو کسی کو عطا ہو۔ اس میں آپ نے دنیا و آخرت کی عافیت جمع فرمادی ہے اور امر واقعہ بھی یہی ہے کہ دارین میں بندے کے حالات یقین اور عافیت کے بغیر اصلاح پذیر نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ یقین سے آخرت کی سزائیں دور ہوتی ہیں اور عافیت سے قلب و بدن امراض سے نجات پاتا ہے۔ پس جب عافیت اور صحت کی یہ شان ہے تو ہم ان امور میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بیان کرینگے جو انھیں پڑھے گا وہ محسوس کرے گا کہ آپ کی سُنّت طیبہ علی الاطلاق سب سے کامل طریق زندگی ہے جس سے ہر دو یعنی بدن و قلب اور دنیا و آخرت کی زندگی کی صحت و نعمت حاصل کی جاسکتی ہے۔ (زادالمعاد)

بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً (حدیث)

بشارت تبلیغ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندہ کو سرسبز و شاداب رکھے گا جو میری بات سنے، پھر اسے یاد کرلے اور محفوظ رکھے اور دوسروں تک اسے پہنچائے۔ پس بہت سے لوگ فقہ (یعنی علم دین) کے حامل ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے اور بہت سے علم دین کے حامل اس کو ایسے بندوں تک پہنچادیتے ہیں جو ان سے زیادہ فقیہ ہوں۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

دین مبین فی اربعین

عَنْ سَلْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنه قال سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَرْبَعِیْنَ حَدِیْثًا نِ الَّتِیْ قَالَ مَنْ حَفِظَهَا مِنْ اُمَّتِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَال:

1 اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ 2 وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ 3 وَالْمَلَائِکَةِ 4 وَالْکُتُبِ 5 وَالنَّبِیِّیْنَ 6 وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ 7 وَالْقَدْرِ خَیْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی 8 وَاَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ 9 وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ بِوُضُوْءٍ سَابِغٍ کَامِلٍ لِوَقْتِهَا 10 وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوةَ 11 وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ 12 وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنْ کَانَ لَکَ مَالٌ 13 وَتُصَلِّیَ الشِّنْتَی عَشْرَةَ رَکْعَةً فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ 14 وَالْوِتْرَ لَا تَتْرُکْهُ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ 15 وَلَا تُشْرِکْ بِاللّٰهِ شَیْئًا 16 وَلَا تَعُقَّ وَالِدَیْکَ 17 وَلَا تَاْکُلْ مَالَ الْیَتِیْمِ ظُلْمًا 18 وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ 19 وَلَا تَزْنِ 20 وَلَا تَحْلِفْ بِاللّٰهِ کَاذِبًا 21 وَلَا تَشْهَدْ شَهَادَةَ زُوْرٍ 22 وَلَا تَعْمَلْ بِالْهَوٰی 23 وَلَا تَغْتَبْ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ 24 وَلَا تَقْذِفِ الْمُحْصَنَةَ 25 وَلَا تَغُلَّ اَخَاکَ الْمُسْلِمَ 26 وَلَا تَلْعَبْ 27 وَلَا تَلْهُ مَعَ اللَّاهِیْنَ 28 وَلَا تَقُلْ لِّلْقَصِیْرِ یَا قَصِیْرُ تُرِیْدُ بِذٰلِکَ عَیْبَهٗ 29 وَلَا تَسْخَرْ بِاَحَدٍ مِنَ النَّاسِ 30 وَلَا تَمْشِ بِالنَّمِیْمَةِ بَیْنَ الْاَخَوَیْنِ 31 وَاشْکُرِ اللّٰهَ تَعَالٰی عَلٰی نِعْمَتِهٖ 32 وَاصْبِرْ عَلَی الْبَلَاءِ وَالْمُصِیْبَةِ 33 وَلَا تَاْمَنْ مِنْ عِقَابِ اللّٰهِ 34 وَلَا تَقْطَعْ اَقْرِبَائَکَ 35 وَصِلْهُمْ 36 وَلَا تَلْعَنْ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ 37 وَاَکْثِرْ مِنَ التَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ وَالتَّهْلِیْلِ 38 وَلَا تَدَعْ حُضُوْرَ الْجُمْعَةِ وَالْعِیْدَیْنِ 39 وَاعْلَمْ اَنَّ مَا اَصَابَکَ لَمْ یَکُنْ لِّیُخْطِئَکَ وَمَا اَخْطَئَکَ لَمْ یَکُنْ لِّیُصِیْبَکَ 40 وَلَا تَدَعْ قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ۔ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا ثَوَابُ مَنْ حَفِظَ هٰذِهِ الْاَرْبَعِیْنَ؟ قَالَ حَشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَعَ الْاَنْبِیَاءِ وَالْعُلَمَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ۔ (کنز العمال صفحہ ۲۴۸ ج ۵)

ترجمہ: حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ وہ

چالیس حدیثیں کیا ہیں؟ جن کے بارے میں یہ فرمایا: کہ جوان کو یاد کر لے جنت میں داخل ہوگا؟

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: 1 تو اللہ پر ایمان لائے 2 اور آخرت کے دن پر 3 اور فرشتوں کے وجود پر 4 اور سب آسمانی کتابوں پر 5 اور تمام انبیاء پر 6 اور مرنے کے بعد دوبارہ زندگی پر 7 اور تقدیر پر کہ بھلا اور برا جو کچھ ہوتا ہے سب اللہ ہی کی طرف سے ہے 8 اور گواہی دے اس پر کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے (سچے) رسول ہیں 9 اور ہر نماز کے وقت کامل وضو کر کے نماز کو قائم کرے (کامل وضو وہ کہلاتا ہے جس میں آداب و مستحبات کی رعایت رکھی گئی ہو، اور ہر نماز کیلئے نیا وضو مستحب ہے، اور نماز کے قائم کرنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے تمام ظاہری و باطنی آداب کا اہتمام کرے) 10 زکوٰۃ ادا کرے 11 رمضان کے روزے رکھے 12 اگر مال ہو تو حج کرے 13 بارہ رکعات سنت مؤکدہ روزانہ ادا کرے صبح سے پہلے دو رکعت، ظہر سے قبل چار رکعت، ظہر کے بعد دو رکعت، مغرب کے بعد دو رکعت اور عشاء کے بعد دو رکعت 14 وتر کسی رات میں نہ چھوڑے 15 اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کر 16 والدین کی نافرمانی نہ کر 17 ظلم سے یتیم کا مال نہ کھا 18 شراب نہ پی 19 زنا نہ کر 20 جھوٹی قسم نہ کھا 21 جھوٹی گواہی نہ دے 22 خواہشات نفسانیہ پر عمل نہ کر 23 مسلمان بھائی کی غیبت نہ کر 24 اور عفیفہ عورت یا مرد کو تہمت نہ لگا 25 اپنے مسلمان بھائی سے کینہ نہ رکھ 26 لہو و لعب میں مشغول نہ ہو 27 تماشائیوں میں شریک نہ ہو 28 کسی پستہ قد کو عیب کی نیت سے ٹھگنا مت کہہ 29 کسی کا مذاق مت اڑا 30 نہ مسلمانوں کے درمیان چغل خوری کر 31 اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں پر اس کا شکر کر 32 بلا اور مصیبت پر صبر کر 33 اللہ کے عذاب سے بے خوف مت ہو 34 اعزہ سے قطع تعلق مت کر 35 بلکہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کر 36 اللہ کی کسی مخلوق کو لعنت مت کر 37 سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا اکثر ورد رکھا کر 38 جمعہ اور عیدین میں حاضری مت چھوڑ 39 اس بات کا یقین رکھ کہ جو تکلیف اور راحت تجھے پہنچی وہ مقدر میں تھی جو ٹلنے والی نہ تھی اور جو کچھ نہ پہنچا وہ کسی طرح بھی پہنچنے والا نہ تھا 40 اور کلام اللہ کی تلاوت کسی حال میں بھی مت چھوڑ۔

حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ جو کوئی ان کو یاد کرے اسے کیا اجر ملے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حق سبحانہٗ اس کا حشر انبیاء علیہم السلام اور علمائے کرام کے ساتھ فرمائیں گے۔

حصہ دوم

مظہرِ خُلقِ عظیم
(صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
کے مکارم اخلاق

مکارم اخلاق (صفاتِ قدسیہ)

تعارفِ ربّانی، حدیثِ قدسی

صحیح بخاری میں بروایت حضرت عطاءؒ سے ایسی حدیث مروی ہے جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر اخلاقِ کریمہ کیلئے جامع ہے اور ان میں کچھ صفاتِ عالیہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہیں چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔

1 يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ.

اے نبی بے شک ہم نے آپ اکو اپنی امت پر گواہ بنا کر بھیجا۔ فرمانبرداروں کو بشارت دینے والا اور گمراہوں کو عذاب سے ڈرانے والا اور امتیوں کیلئے پناہ دینے والا ہے۔

2 اَنْتَ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ. آپ میرے خاص الخاص بندے اور رسول ہیں۔

3 سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ. میں نے آپ کا نام متوکل رکھ دیا۔ کیونکہ ہر معاملے میں آپ مجھ پر توکل کرتے ہیں۔

4 لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ. نہ آپ درشت خو ہیں اور نہ سخت دل ہیں۔

5 وَلَا سَخَّابٍ فِی الْاَسْوَاقِ. نہ بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہیں۔

6 وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ. برائی کا بدلہ برائی سے کبھی نہیں دیتے۔

7 وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ. بلکہ معاف فرماتے اور درگزر کرتے ہیں گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی حکم اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ. برائی کا بدلہ بہت عمدہ طریقے پر دیا کرو، پر عمل پیرا ہیں۔

8 وَلَا يَقْبِضُهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ. اللہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس

وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک گمراہ قوم کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سیدھے راستے پر نہ لے آئے۔ یعنی جب تک یہ لوگ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھ کر سیدھے مسلمان نہ ہو جائیں۔

9 وَيَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا. آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس وقت تک وفات نہیں دے گا جب تک کافروں کی اندھی آنکھوں کو بینا نہ فرما دے۔

10 وَاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا. اور بہرے کان اور پردے پڑے دلوں کو نہ کھول دے۔ بعض روایتوں میں یہ صفات بھی مزید بیان کی گئی ہیں۔

11 اُسَدِّدُهٗ بِكُلِّ جَمِيْلٍ. ہر عمدہ خصلت سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تسدید یعنی درستی کرتا رہوں گا۔

12 وَاَهَبُ لَهٗ كُلَّ خُلُقٍ كَرِيْمٍ. ہر اچھی خصلت آپ کو عطا کرتا رہوں گا۔

13 وَاَجْعَلُ السَّكِيْنَةَ لِبَاسَهٗ وَشِعَارَهٗ. میں اطمینان کو آپ کا لباس اور شعار اور بدن سے چمٹے ہوئے کپڑوں کی طرح بنا دوں گا۔

14 وَالتَّقْوٰى ضَمِيْرَهٗ. پرہیزگاری کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ضمیر یعنی دل بنا دوں گا۔

15 وَالْحِكْمَةَ مَعْقُوْلَهٗ. حکمت کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سوچی سمجھی بات بنا دوں گا۔

16 وَالصِّدْقَ وَالْوَفَاءَ طَبِيْعَتَهٗ. سچائی اور وفاداری کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طبیعت بنا دوں گا۔

17 وَالْعَفْوَ وَالْمَعْرُوْفَ خُلُقَهٗ. معافی اور نیکی کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عادت بنا دوں گا۔

18 وَالْعَدْلَ سِيْرَتَهٗ وَالْحَقَّ شَرِيْعَتَهٗ وَالْهُدٰى اِمَامَهٗ وَالْاِسْلَامَ مِلَّتَهٗ. انصاف کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سیرت حق کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی شریعت ہدایت کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا امام اور دین اسلام کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملت کا درجہ دوں گا۔

19 اَحْمَدُ اِسْمُهٗ. آپ کا نام نامی (لقب) احمد ہے۔

20 اُهْدِیْ بِهٖ بَعْدَ الضَّلَالَةِ. آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی کے ذریعے تو میں لوگوں کو گمراہی کے بعد سیدھا راستہ دکھاؤں گا۔

21 وَاُعَلِّمُ بِهٖ بَعْدَ الْجَهَالَةِ. جہالت تامہ کے بعد میں آپ ہی کے ذریعہ علم و عرفان لوگوں

کو عطا کرونگا۔

22 وَارْفَعُ بِهِ الْخَمَالَةَ. آپ ہی کے ذریعے میں اپنی مخلوق کو پستی سے نکال کر بامِ عروج تک پہنچاؤں گا۔

23 وَاُسْمِیْ بِهٖ بَعْدَ النَّكِرَةِ. آپ کی بدولت اپنی مخلوق کو جاہل و ناشناس حق ہونے کے بعد بلندی عطا کروں گا۔

24 وَاُكْثِرُ بِهٖ بَعْدَ الْقِلَّةِ. آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہدایت کی بدولت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متبعین کی کم تعداد کو بڑھا دوں گا۔

25 وَاُغْنِیْ بِهٖ بَعْدَ الْعَيْلَةِ. لوگوں کے فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جانے کے بعد میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ ان کی حالت کو غنا (فراغت) میں تبدیل کروں گا۔

26 وَاُؤَلِّفُ بِهٖ بَيْنَ قُلُوْبٍ مُّخْتَلِفَةٍ وَّاَهْوَاءٍ مُّشَتَّةٍ وَاُمَمٍ مُّتَفَرِّقَةٍ. اختلاف رکھنے والے دلوں پراگندہ خواہشات اور متفرق قوموں میں، میں آپ ہی کے ذریعے الفت پیدا کروں گا۔

27 وَاَجْعَلُ اُمَّتَهٗ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کو بہترین امت قرار دوں گا جو انسانوں کی ہدایت کے لئے ظہور میں آئے گی۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط (مدارج النبوۃ)

- بشریت کاملہ...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات عالی صفات تمام اخلاق و خصائل، صفات جمال میں اعلیٰ واشرف واقویٰ ہے، ان تمام کمالات ومحاسن کا احاطہ کرنا اور بیان کرنا انسانی قدرت وطاقت کے باہر ہے کیونکہ وہ تمام کمالات جن کا عالم امکان میں تصور ممکن ہے سب کے سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔ تمام انبیاء مرسلین آپ کے آفتاب کمال کے چاند اور انوار جمال کے مظہر ہیں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام خوبیاں ہیں) وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ قَدْرَ حُسْنِهٖ وَجَمَالِهٖ وَكَمَالِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ. (مدارج النبوۃ)

- امتیازی خصوصیت...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تہذیب'' میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق و عادات کی تمام خوبیاں اور کمالات اور اعلیٰ صفات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

کی ذات گرامی میں جمع فرمادی تھیں، آپ کو اللہ تعالی نے اوّلین وآخرین کے علوم سے جو آپ کے شایان شان تھے بہرہ ورفرمایا تھا، حالانکہ آپ اُمی تھے، کچھ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے، نہ انسانوں میں سے کوئی آپ کا معلم تھا اس کے باوجود آپ کو ایسے علوم عطا فرمائے گئے تھے جو اللہ تعالی نے تمام کائنات میں کسی اور کو نہیں دیئے۔ آپ کو کائنات ارضی (زمین) کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں مگر آپ نے دنیوی مال ومتاع کے بدلے ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں: کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم علم وحکمت کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ سب سے زیادہ محترم، سب سے زیادہ منصف، سب سے زیادہ حلیم وبردبار، سب سے زیادہ پاکدامن وعفیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر وتحمل کرنے والے تھے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

بخاری ومسلم میں سیّدنا انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ تمام انسانوں میں سب سے اشرف تھے اور آپ کے مزاج میں سب سے زیادہ اعتدال تھا اور جس میں یہ اوصاف ہوں تو اس کا ہر فعل بہترین افعال کا نمونہ ہوگا۔ وہ تمام لوگوں میں حسین ترین صورت والا ہوگا اور اس کا خلق اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ جسمانی اور روحانی کمالات کے جامع اور خوبصورتی اور نیک سیرتی کے حامل تھے اور سب سے زیادہ کریم، سب سے بڑھ کر سخی اور سب سے بڑھ کر جود وسخا والے تھے۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیراً

صورتِ زیبا...... (حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسی کو خوبصورت نہیں دیکھا گویا آپ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے۔ جب آپ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی۔ (مدارج النبوۃ، از کتاب الشفاء)

ہند ابن ابی ہالہؓ سے روایت ہے، دیکھنے والوں کی نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور عظیم، بزرگ اور دبدبہ والا تھا۔ آپ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔

حضورِ اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا طیب ومطیب ہونا...... حضرت انسؓ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی خوشبودار چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار ہرگز نہیں دیکھی۔ آپ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور جب کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب

دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی راستہ سے گزرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔ یہ خوشبو بغیر خوشبو لگائے ہوئے خود آپ کے بدن مبارک میں تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیراً کثیراً

وہ جہاں بھی جدھر سے گزرے ہیں بس گئی ہے فضا میں نکہت حسن
(عارفی)

خلق عظیم...... اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریم میں مکارم اخلاق محامد صفات اور ان کی کثرت وقوت اور عظمت کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح وثنا فرمائی ہے ارشاد ہے: اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ترجمہ: بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔ اور فرمایا: کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ترجمہ: آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔ ترجمہ: مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: لِاُکَمِّلَ مَحَاسِنَ الْاَفْعَالِ ترجمہ: اچھے کاموں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ کی ذات مقدس میں تمام محاسن ومکارم اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جبکہ آپ کا معلم حق تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

سیّدنا حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں آپ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ۔ ترجمہ: آپ کا اخلاق قرآن ہے۔

اس سے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں اخلاق وصفات محمودہ مذکور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے متصف تھے۔ کتاب الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید ذکر فرماتے ہیں (کہ نیز یہ بھی ہے) کہ آپ کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ کی ناراضگی قرآن کی ناراضگی کے ساتھ تھی مطلب یہ ہے کہ آپ کی رضا امر الٰہی کی بجا آوری میں اور آپ کی ناراضگی حکم الٰہی کی خلاف ورزی میں اور ارتکاب معاصی میں تھی۔ اور عوارف المعارف میں مذکور ہے کہ سیّدنا عائشہ صدیقہؓ کی مراد یہ تھی کہ قرآن کریم ہی حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کا مہذب اخلاق تھا، یعنی کان خلقه القران کے یہی معنی و مطلب ہیں۔

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ کسی کا فہم اور کسی کا قیاس حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی حقیقت اور آپ کے حال کی کنہ عظیم تک نہیں پہنچ سکتا اور بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند کما حقہ، کوئی نہیں پہچان سکتا۔ لَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهُ اِلَّا اللّٰهُ. ترجمہ: اس کی تاویل بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ (حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز) (مدارج النبوۃ)

حلم وعفو...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر، بردباری اور درگزر کرنے کی صفات، نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملہ اور مال و دولت کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے بدلہ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ اشد و سخت صبر غزوۂ احد میں تھا کہ کفار نے آپ کے ساتھ جنگ و مقابلہ کیا اور آپ کو شدید ترین رنج والم پہنچایا۔ مگر آپ نے ان پر نہ صرف صبر وعفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت ورحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم و جہل میں معذور گردانا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِىْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ترجمہ: اے اللہ میری قوم کو راہِ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ (اے اللہ انہیں معاف فرمادے) اور جب صحابہ کو بہت شاق گزرا تو کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ان پر بددُعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہوجاتے۔ آپ نے فرمایا کہ میں لعنت کیلئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لئے رحمت ہو کر مبعوث ہوا ہوں۔ (الشفاء، مدارج النبوۃ)

صبر واستقامت...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ڈرایا گیا۔ اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اور کو اتنا نہیں ستایا گیا۔ اور ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کیلئے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلالؓ نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔ (معارف الحدیث، شمائل ترمذی)

واقعہ طائف...... حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم توحید کی تبلیغ کیلئے حضرت زید بن

حارثؓ کو ساتھ لئے ہوئے پا پیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت فرمائی جس سے وہ سب برافروختہ ہو کر درپے آزار ہو گئے۔ وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقوں اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا۔ وہ لوگ وعظ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکتے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لہو میں تر بہ تر ہو جاتے۔ خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم جاتا اور وضو کیلئے پاؤں جوتے سے نکالنا مشکل ہو جاتا۔ ایک دفعہ بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں چیخیں ماریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔ اسی مقام پر ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتنی چوٹیں آئیں کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زیدؓ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا۔ آبادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا۔ اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے بعد اور ایک شخص تک کے مسلمان نہ ہونے کے رنج وصدمہ کے وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا۔ اس وقت آپ نے جو دُعا مانگی اس کے الفاظ یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ اِلَیْکَ اَشْکُوْا ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَقِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ یَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَاَنْتَ رَبِّیْ اِلٰی مَنْ تَکِلُنِیْ اِلٰی بَعِیْدٍ یَّتَھَجَّمُنِیْ اَوْ لِیْ عَدُوٍّ مَلَّکْتَہٗ اَمْرِیْ اِنْ لَّمْ یَکُنْ بِکَ عَلَیَّ غَضَبٌ فَلَا اُبَالِیْ وَلٰکِنَّ عَافِیَتَکَ ھِیَ اَوْسَعُ لِیْ اَعُوْذُ بِنُوْرِ وَجْھِکَ الَّذِیْ اَشْرَقَتْ لَہُ الظُّلُمَاتُ وَصَلُحَ عَلَیْہِ اَمْرُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مِنْ اَنْ یَّنْزِلَ بِیْ غَضَبُکَ اَوْ یَحِلَّ عَلَیَّ سَخَطُکَ لَکَ الْعُتْبٰی حَتّٰی تَرْضٰی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ. (تاریخ طبری)

''اے اللہ! میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین! اے درماندہ، ناتوانوں کے مالک! تو ہی میرا رب ہے۔ اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک وبد پر قابو رکھے گا۔ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لیے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہوئے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں، اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہوئے۔ تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا

تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو اور تجھ کو منانا ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں''۔ (طبری جلد ۲ ص ۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس آتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ''میں ان لوگوں کی تباہی کیلئے کیوں بد عا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا؟ امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہوں گی۔'' (عن عائشہؓ صحیح مسلم، کتاب رحمۃ للعالمین)

رحمت عالم کی شان عفو و کرم...... کفارِ مکہ اکیس سال تک رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے، ظلم و ستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو، حتیٰ کہ وہ گھر بار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے، لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم و کرم پر تھے اور آپ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک و خون میں ملا سکتا تھا۔ لیکن ہوا کیا؟

ان تمام جبارانِ قریش سے جو خوف اور ندامت سے سر نیچے ڈالے آپ کے سامنے کھڑے تھے آپ نے پوچھا: ''تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟'' انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا۔ ''اے صادق، اے امین، تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادرزادے ہو۔ ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔'' آپ نے فرمایا: آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم پر کچھ الزام نہیں۔ جاؤ آج تم سب آزاد ہو۔'' (کتاب الشفاء، ابن ہشام)

فطرتِ سلیمہ...... آپ تمام احوال و اقوال و افعال میں کبائر سے اور محققین کے نزدیک صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں۔ (نشر الطیب)

ایفائے عہد...... جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ حذیفہ بن یمانؓ اور ابوحسیلؓ دو صحابی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم مکہ سے آرہے ہیں، راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کر لیا تھا اور اس شرط پر رہا کیا ہے کہ ہم لڑائی میں آپ کا ساتھ نہ

دیں گے۔ لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم (مسلمان) ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔'' (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن ابی الحمساءؓ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز خریدی کچھ رقم باقی رہ گئی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں، پھر میں بھول گیا۔ تین دن کے بعد مجھے یاد آیا، میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا۔ تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ (ابو داؤد نے اس کو روایت کیا) اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع اور ایفائے عہد کی انتہا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (مدارج النبوۃ)

شجاعت...... حضرت انسؓ فرماتے: ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔ سخاوت، شجاعت، قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ اور آپ نبوت سے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔ (نشر الطیب)

غزوہ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام میں ایک قسم کا ہیجان پریشانی اور تزلزل اور ڈگمگاہٹ پیدا ہوگئی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی۔ حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے، اور ابوسفیان بن حارث آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ کفار چاہتے تھے کہ حضور پر حملہ کردیں، چنانچہ آپ گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا، جس کی آنکھ اس خاک سے بھر نہ گئی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ شعر پڑھے:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ	اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ
میں نبی ہوں اس میں کذب نہیں	میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں

اس روز آپ سے زیادہ بہادر، شجاع اور دلیر کوئی نہ دیکھا گیا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا

جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ کے نزدیک رہتا جبکہ آپ دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔ (نشر الطیب)

سخاوت ...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اوّل تو تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے کوئی بھی آپ کی سخاوت کا مقابلہ نہ کرسکتا تھا، کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کے حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ نے پہنی، اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی، آپ نے مرحمت فرمادی۔ آپ قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے اور قرض خواہ کے سخت تقاضے کے وقت کہیں سے اگر کچھ آ گیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جائے گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے۔ بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو کلام اللہ سناتے، اس وقت آپ بھلائی اور نفع رسائی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ ترمذی کی حدیث سے نقل کیا گیا ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ نوے ہزار درہم جس کے قریباً بیس ہزار روپے سے زیادہ ہوتے ہیں کہیں سے آئے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بورے پر ڈلوادیئے اور وہیں پڑے پڑے سب تقسیم کرادیئے۔ ختم ہو جانے کے بعد ایک سائل آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرے پاس تو کچھ رہا نہیں تو کسی سے میرے نام سے قرض لے لے جب میرے پاس ہوگا ادا کر دوں گا۔ (خصائل نبوی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کیلئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔ خاص کر ماہِ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ (صحیح بخاری)

ایک دفعہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے فرمایا: ''اے ابوذرؓ! مجھے پسند نہیں کہ میرے پاس کوہِ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچی رہے۔ سوائے اس کے جو ادائے قرض کیلئے ہو۔ تو اے ابوذرؓ میں اس مال کو

دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا۔'' (صحیح بخاری کتاب الاستقراض ص ۳۲۱)

ایک دن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں، چار تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچ کر دیں اور دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بچ رہیں۔ ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام رات نیند نہ آئی۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجیے گا، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ''اے حمیرا (حضرت عائشہؓ کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں۔'' (مشکوۃ)

قناعت وتوکل...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔ (شمائل ترمذی) فائدہ: یعنی جو چیز ہوتی کھلا پلا کر ختم فرما دیتے اس خیال سے کہ کل پھر ضرورت ہوگی اس کو محفوظ نہ رکھتے تھے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا غایت درجہ توکل تھا کہ جس مالک نے آج دیا ہے وہ کل بھی عطا فرمائے گا یہ صرف اپنی ذات کیلئے تھا ورنہ ازواج کا نفقہ ان کے حوالہ کر دیا جاتا تھا کہ وہ جس طرح چاہیں تصرف میں لائیں چاہے رکھیں یا تقسیم کر دیں۔ مگر وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج تھیں۔ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں ایک بار دو گونین درہموں کی نذرانہ کے طور پر پیش کی گئیں جن میں ایک لاکھ درہم سے زیادہ تھے، انہوں نے طباق منگوایا اور بھر بھر کر تقسیم کر دیا، خود روزہ دار تھیں افطار کے وقت ایک روٹی اور زیتون کا تیل تھا جس سے افطار فرمایا، باندی نے عرض کیا، کہ ایک درہم کا اگر آج گوشت منگا لیتیں تو آج ہم اسی سے افطار کر لیتے۔ ارشاد فرمایا: کہ اب طعن دینے سے کیا ہو سکتا ہے اسی وقت یاد دلاتی تو میں منگا دیتی۔ (خصائل نبوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں آتی کہ میرے لئے کوہِ احد سونا بن جائے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے۔ بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کیلئے تھام لوں۔ اور یہ بات آپ کے کمال سخاوت وجود وعطا کی دلیل ہے۔ چنانچہ اسی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے جس وقت وفات پائی تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ (نشر الطیب)

انکسار طبعی...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: کہ آپ بردئے عادت سخت گو نہ تھے اور نہ بہ تکلف سخت گو بنتے تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ

برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرما دیتے تھے۔ غایت حیا سے آپ کی نگاہیں کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھیں اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے۔ اور حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے، بات کے سچے تھے، طبیعت کے نرم تھے، معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے، اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی، اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہائے آبادی پر بھی اگر مریض ہوتا اس کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداء مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ جس سے اوروں پہ جگہ تنگ ہوجائے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کیلئے بچھا دیتے اور گدہ تکیہ چھوڑ کر اس کو دے دیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے، جب تک کہ حالت نزول وحی یا خطبہ کی نہ ہوتی کیونکہ ان حالتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جوش ہوتا تھا، جس میں تبسم اور خوش مزاجی ظاہر نہ ہوتی تھی۔ (نشر الطیب)

دیانت و امانت..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ کی دشمن بن گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیانت وامانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علیؓ کو پیچھے چھوڑنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔ (مدارج النبوۃ)

تواضع...... حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے۔ کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے

اور اس کے رسول ہیں۔ (مدارج النبوۃ، زاد المعاد، شمائل ترمذی)

حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصاء پر ٹیک لگائے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھڑے ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوتے ہیں، اس طرح تم نہ کھڑے ہوا کرو اور فرمایا: میں خدا کا بندہ ہوں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندے کھاتے ہیں اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندے بیٹھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بردباری اور متواضعانہ عادت کریمہ کی وجہ سے تھا۔ (مدارج النبوۃ)

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہؓ نے ایک بکری ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام آپس میں تقسیم فرمالیا ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا، دوسرے نے کھال نکالنا، کسی نے پکانا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ پکانے کیلئے لکڑی اکٹھا کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کام ہم خود کرلیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلوگے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (خصائل نبوی)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بازار آیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سرابیل (پاجامہ) کو چار درہم میں خریدا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وزن کرنے والے سے فرمایا قیمت میں مال کو خوب کھینچ کر تولو (یعنی وزن میں کم یا برابر نہ لو بلکہ زیادہ لو) وہ شخص وزن کرنے والا حیرت زدہ ہوکر بولا میں نے کبھی بھی کسی کو قیمت کی ادائیگی میں ایسا کہتے نہیں سنا اس پر حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا افسوس ہے تجھ پر کہ تو اپنے نبی کو نہیں پہچانتا۔ پھر تو وہ شخص ترازو کو چھوڑ کر کھڑا ہوگیا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو بوسہ دیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک کھینچ کر فرمایا: یہ عجمیوں کا دستور ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں اور سربراہوں کے ساتھ ایسا کرتے ہیں۔ میں بادشاہ نہیں ہوں میں تو تم ہی میں سے ایک شخص ہوں (یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ تواضع فرمایا جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سرابیل کو اٹھایا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آگے بڑھ کر ارادہ کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرابیل کو لے لوں مگر آپ نے فرمایا: کہ سامان کے مالک ہی کا حق ہے کہ وہ اپنے سامان کو اٹھائے۔ مگر وہ شخص جو کمزور ہے اور اٹھا نہ سکے تو اپنے اس

بھائی کی مدد کرنا چاہئے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر حج کیا اس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درہم کا بھی نہ ہوگا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا مانگ رہے تھے یا اللہ اس حج کو ایسا حج فرمائیں جس میں ریا اور شہرت نہ ہو۔ جب مکہ فتح ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور تواضع سے سر کو پالان پر جھکا دیا تھا۔ یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس لکڑی کے اگلے سرے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر لگ جائے۔ (کتاب الشفا) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی شخص دنیا میں نہیں تھا۔ اس کے باوجود پھر بھی وہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اس لئے کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ تھی۔ (شمائل ترمذی)

غالباً اس وقت کپڑا تول کر فروخت ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے کچھ ایلچی آئے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خاطر مدارات کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے تو صحابہؓ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ان کی خدمت کی سعادت ہمیں عنایت فرمایئے۔ فرمایا: انہوں نے ہمارے صحابہؓ کی بڑی خدمت و تکریم کی ہے میں پسند کرتا ہوں کہ ان کا بدلہ ادا کردوں۔ (مدارج النبوۃ)

صاف دل ہونا...... ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی ہے کہ میرے صحابہ میں سے مجھ تک کوئی شخص کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔ (ابوداؤد، ترجمان السنہ، کتاب الشفاء)

نرمی اور شفقت...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے۔ ایک روز مجھے کسی ضرورت کیلئے بھیجا۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اس کیلئے ضرور جاؤں گا۔ پھر میں نکلا اور میرا گذر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، اتنے میں ناگاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے۔ جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ

کو ہنستا پایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسؓ تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا؟ میں نے کہا ہاں جاؤں گا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (مشکوٰۃ، حیاۃ المسلمین)

حضرت انسؓ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اس وقت سے کی جبکہ میں آٹھ برس کا تھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دس برس تک کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی مجھے ملامت نہیں کی۔ اگر اہل بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو اگر تقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایثار و تحمل...... ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ پہلے یہودی تھے، ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ دیکھا ہو بجز دو علامتوں کے جس کے تجربے کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی، ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ پر غالب ہوگا، دوسرے یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا، اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحمل زیادہ ہوگا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمد و رفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لائے، حضرت علیؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری قوم مسلمان ہو چکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہو جاؤ گے تو بھرپور رزق تم کو ملے گا اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا، مجھے ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں اگر رائے مبارک ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اعانت ان کی فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علیؓ تھے، دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم موجود تو کچھ نہیں رہا۔ زید جو اس وقت تک یہودی تھے، اس منظر کو دیکھ رہے تھے کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کر سکیں کہ فلاں شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دے دیں تو میں قیمت پیشگی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر باغ کا تعین نہ کرو تو میں معاملہ کر سکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کر لیا اور کھجوروں کی قیمت اسی (۸۰) مثقال سونا (ایک مثقال مشہور قول کے موافق ۲/۱-۴ ماشہ کا ہوتا ہے) دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا اس بدوی کے حوالہ کر دیا اور فرمایا کہ انصاف کی

رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کرلو۔ زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ بھی تھے۔ کسی کے جنازے کی نماز سے فارغ ہو کر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتہ اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے۔ خدا کی قسم تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب اچھی طرح جانتا ہوں کہ بڑے نا دہندہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کی دشمن یہ کیا بک رہا ہے خدا کی قسم اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ڈر نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجے میں حضرت عمرؓ سے فرمایا: کہ عمرؓ میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے، وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقے کی نصیحت کرتے جاؤ اس کو لے جاؤ اس کا حق ادا کر دو اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلے میں بیس صاع (تقریباً دو من کھجوریں) زیادہ دے دینا۔ حضرت عمرؓ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمرؓ تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا: کہ نہیں، میں نے کہا کہ میں زید بن شعنہ ہوں۔ انہوں نے فرمایا: کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے، میں نے کہا کہ ہاں وہی ہوں، انہوں نے فرمایا: کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا؟ میں نے کہا کہ علاماتِ نبوت میں سے دو (۲) علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی، ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ پر غالب ہوگا، اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلم کو بڑھائے گا۔ اب دونوں کا بھی امتحان کر لیا اب میں تم کو اپنے اسلام کا گواہ بناتا ہوں اور میرا آدھا مال امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صدقہ ہے۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے۔ اس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ (جمع الفوائد، خصائل نبوی) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں نجرانی سخت حاشیہ دار چادر تھی۔ ایک اعرابی نے قریب آ کر چادر کو پکڑ کر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھینچا اور چادر کو سخت لپیٹنے لگا۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی طرف دیکھا تو سخت حاشیہ دار لپیٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کو چھیل دیا تھا۔ اس کے بعد اعرابی کہنے لگا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس مال میں سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے مجھے دینے کا حکم فرمادیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا: اور مجھے اس کے دینے کا حکم دیا۔ (مدارج النبوۃ) ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا۔ لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کردیئے ابوسفیان جو ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ''محمد! صلی اللہ علیہ وسلم تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو، تمہاری قوم ہلاک ہورہی ہے، اپنے خدا سے دُعا کیوں نہیں کرتے۔'' گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک دعا کیلئے اٹھ گئے، اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ہوگیا اور قحط دور ہوگیا۔ (صحیح بخاری، تفسیر سورۂ دخان)

زہد و تقویٰ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (جامع ترمذی، بیہقی، ابن ماجہ، معارف الحدیث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل مجلس ایک مرتبہ دولت مندی اور دنیاوی خوش حالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے۔ (کہ یہ چیز اچھی ہے یا بری اور دین اور آخرت کیلئے مضر ہے یا مفید) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا: کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کیلئے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں، اور صحت مندی صاحب تقویٰ کیلئے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ (جس پر شکر واجب ہے) (مسند احمد، معارف الحدیث) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عروہؓ سے فرمایا: میرے بھانجے، ہم (اہل بیت نبوت، اس طرح گزارہ کرتے تھے) کہ کبھی کبھی لگاتار تین تین چاند دیکھ لیتے تھے، (یعنی کامل دو مہینے گزر جاتے تھے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں چولہا گرم نہ ہوتا تھا۔ (عروہؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ پھر آپ لوگوں کو کیا چیز زندہ رکھتی تھی؟ حضرت

عائشہؓ نے جواب دیا بس کھجور کے دانے اور پانی (ان ہی پر ہم جیتے تھے) البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض انصاری پڑوسی تھے ان کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے دودھ بطور ہدیہ کے بھیجا کرتے تھے اور اس میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو بھی دے دیتے تھے۔ (بخاری و مسلم، معارف الحدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے حال میں وفات پائی، آپ کی زرہ تیس صاع جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔ (بخاری، معارف الحدیث)

خشیت الٰہی...... عبداللہ بن شخیرؓ سے روایت ہے: کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم برابر مغموم رہتے تھے۔ کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہ تھا (یہ کیفیت فکر آخرت سے تھی) اور دن بھر میں ستّر یا سو بار استغفار فرماتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ یا تو تعلیم امت کیلئے تھا یا خود امت کیلئے مغفرت طلب کرنا مقصود تھا یا یہ وجہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریائے قرب و عرفان میں مستغرق رہتے تھے اور آناً فاناً ترقی کرتے رہتے تھے۔ کیونکہ تجلیات متجدد ہوتی رہتی ہیں اور تجلی حسب استعداد محل تجلی کے ہوتی ہے اور آپ کی استعداد برابر متزائد ہوتی جاتی تھی اس لئے تجلیات بھی لا تقف عند حد (جن کی کوئی غایت نہ ہو) فائز ہوتی تھیں۔ پس جب مرتبہ مابعد کو اعلیٰ دیکھتے تھے تو اپنے آپ کو مرتبہ ماقبل کے اعتبار سے تقصیر کی طرف منسوب فرماتے۔ (نشر الطیب)

رقتِ قلبی...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نواسی قریب الوفات تھیں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے سامنے رکھ لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہوگئی۔ ام ایمن (جو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیز تھیں) چلا کر رونے لگیں، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ کے نبی کے سامنے بھی رونا شروع کردیا؟ (چونکہ آپ کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لیے) انہوں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو رو رہے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ رونا ممنوع نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے (کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرمادیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرمادیں) پھر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے۔ حتیٰ کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد کرتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا، اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ (شمائل ترمذی) عبداللہ بن شخیرؓ فرماتے ہیں: کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ کے سینہ سے ایسی آواز نکل رہی تھی۔ جیسے ہنڈیا کا جوش ہوتا ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (شمائل ترمذی) عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قرآن مجید سناؤں، میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو سناؤں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں، میں نے امتثال امر میں پڑھنا شروع کیا اور سورۂ نساء پڑھنا شروع کی۔ میں جب اس آیت پر پہنچا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ ۭ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰي هٰٓؤُلَاۗءِ شَهِيْدًا

ترجمہ: سو اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ کو ان لوگوں پر جن کا آپ سے سابقہ ہوا ہے گواہی دینے کیلئے حاضر کریں گے۔ تو میں نے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔ (شمائل ترمذی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی (اُم کلثومؓ) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ کے آنسو جاری تھے۔ (شمائل ترمذی)

رحم و کرم...... ایک دفعہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے ہاتھ میں کسی پرندے کے بچے تھے اور وہ چیں چیں کر رہے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ بچے کیسے ہیں؟ صحابیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آرہی تھی، میں ان کو نکال لایا، ان کی ماں نے دیکھا تو بے تاب ہوکر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (مشکوۃ بحوالہ ابوداؤد، باب الرحمۃ والشفقۃ علی الخلق) ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلا رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت سے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور اس کے مالک کو بلا کر فرمایا: اس جانور کے بارے میں تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ (ابوداؤد باب رحمۃ) ایک دفعہ

حضرت ابو مسعود انصاریؓ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے، اتفاق سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رنجیدہ ہو کر فرمایا: ''ابو مسعودؓ اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے۔'' حضرت ابو مسعودؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر تھرا اٹھے اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں۔''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی۔'' (ابوداؤد)

مقام عبدیت...... حضرت فضلؓ فرماتے ہیں: کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میرا ہاتھ پکڑ لے، میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا: کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کر لو، میں نے لوگوں کو جمع کر لیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا: ''میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آ گیا ہے، اس لیے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو میری کمر موجود ہے بدلہ لے لے اور جس کی آبرو پر میں نے حملہ کیا ہو میری آبرو سے بدلہ لے لے جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو وہ مال سے بدلہ لے لے۔ کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے نہ میرے لیے موزوں ہے، خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہٗ کے یہاں بشاشت قلب کے ساتھ جاؤں، میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا کرنا نہیں چاہتا پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔'' چنانچہ اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا: نیز بغض سے متعلق بھی مضمون بالا کا اعادہ فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے۔ ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تین درم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کے پاس آیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضلؓ سے فرمایا: کہ تین درہم اس کو دے دو۔ اس کے بعد ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا کہ میرے ذمہ تین درہم بیت المال کے ہیں، میں نے خیانت سے لے لیے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیوں خیانت کی تھی؟ عرض کیا میں اُس وقت بہت محتاج تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضلؓ سے فرمایا ان سے وصول کرلو۔ اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: کہ جس کسی کو اپنی کسی حالت کا اندیشہ ہو وہ بھی دعا کرالے (کہ اب روانگی کا وقت ہے) ایک صاحب اٹھے اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹا ہوں میں منافق ہوں بہت سونے کا مریض ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمادی، یا اللہ اس کو سچائی عطا فرما۔ ایمان (کامل) عطا فرما اور زیادتی نیند کے مرض سے صحت بخش دے۔ اس کے بعد اور ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں جھوٹا ہوں، منافق ہوں، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو نہ کیا ہو۔ حضرت عمرؓ نے اس کو تنبیہ فرمائی کہ اپنے گناہوں کو پھیلاتے ہو۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمرؓ چپ رہو دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے ہلکی ہے، اس کے بعد حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یا اللہ اس کو سچائی اور (کامل) ایمان نصیب فرما اور اس کے احوال کو بہتر بنادے۔ ایک اور صاحب اٹھے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں بزدل ہوں سونے کا مریض ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے بھی دُعا فرمائی۔ حضرت فضلؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے ہم دیکھتے تھے کہ ان کے برابر کوئی بھی بہادر نہ تھا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان فرمایا اور جو جو ارشادات مردوں کے مجمع میں فرمائے تھے یہاں بھی ان کا اعادہ فرمایا۔

ایک صحابیہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی زبان سے عاجز ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی دُعا فرمائی۔ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ (مجمع الزوائد خصائل نبوی)

معیت الٰہیہ...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات یادِ حق، حمد وثنا توحید و

تمجید، تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتہلیل میں ہوتی تھی، اور اسماء وصفات الٰہی وعدہ ووعید، امر ونہی، احکام شرع کی تعلیم، ذکر جنت ونار اور ترغیب وترہیب کا بیان یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر سانس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب وزبان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا پینا، سونگھنا، آنا جانا، سفر واقامت، پیدل وسواری غرضیکہ کسی حالت میں ذکر حق جدا نہ تھا۔ جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی، خواہ دل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکر الٰہی ہوتا۔ دن اور رات کے اعمال واشغال، وقت تہجد سے لے کر سونے کے وقت تک مختلف اوقات ولمحات وحالات واوضاع اور اطوار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعائیں وغیرہ پڑھا کرتے تھے، یہی ادعیہ ماثورہ تمام مقاصد ومطالب اور حاجات کو شامل وحاوی ہیں اور ہر خاص مقصد ومطلب کیلئے بھی جداگانہ دُعا بیان فرمانے سے نہیں چھوڑی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فقر..... امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب میں کہتے ہیں نبی علیہ السلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے بارے میں ایک طرف تو روایات میں یہ آتا ہے کہ آپ حضرات کئی کئی وقت بھوکے رہتے تھے۔ کھانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے پاس کچھ نہ ہوتا تھا۔ کبھی کھجوریں کھا کر گزارہ کرلیا اور کبھی یہ بھی میسر نہ ہوئیں تو صرف پانی ہی پی لیا اور دوسری طرف روایات میں یہ بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا روزینہ ایک ہی بار دیدیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چالیس ساتھیوں میں چالیس اونٹ تقسیم فرمائے۔ کہیں یہ ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے دوران سو (۱۰۰) اونٹ ذبح کیے۔ کسی دیہاتی کو بکریوں کا ریوڑ عنایت فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے بھی بعض ایسے ساتھیوں کے واقعات کثرت سے ملتے ہیں جو صاحب ثروت تھے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ، عثمان غنیؓ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جنہوں نے بہت سے مواقع پر اپنے مال ودولت سے مسلمانوں کی مدد کی۔ تو اگر یہ فراخی اور وسعت تھی تو پھر کئی کئی روز بھوکا رہنے۔ مہینہ مہینہ بھر گھر میں چولہا نہ جلنے کے کیا معنی، اور اگر اتنی تنگ دستی تھی کہ کھانے پینے کیلئے کچھ میسر نہ آتا تھا تو پھر یہ داد ودہش کیسے تھی؟ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو عام آدمی کے ذہن میں الجھن پیدا کرتی ہے۔

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیا ہے۔ فتح الباری میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی

اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی اپنی جان پر یہ سختیاں اس لیے نہیں تھیں کہ درحقیقت آپ حضرات نان شبینہ سے بھی محتاج اور عاجز ودرماندہ تھے۔ ایسے صحابہؓ کی تعداد کم تھی جو واقعی انتہائی عسرت اور تنگدستی میں زندگی بسر کرتے تھے۔ اصل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا بھوکا پیاسا رہنا اچھے کھانوں سے گریز کرنا کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے بھی ہوا۔ ورنہ عام طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بھوک پیاس کی سختیاں بہ اختیار خود اس لئے برداشت کرتے تھے کہ دوسروں کیلئے ایثار اور جاں نثاری کا جذبہ پیدا ہو۔ دنیاوی مال ومنال اور عیش وراحت سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا جائے۔ کیونکہ دنیوی ساز وسامان اور عیش وعشرت انسان کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور حق کی حمایت سے غافل بنادیتی ہے۔ (فتح الباری)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ میں سے اکثر جب تک مکہ میں رہے تنگدست تھے جب مکہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے وہاں انصار نے ہر طرح ان کے ساتھ تعاون کیا۔ انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا۔ کاروبار میں شریک کیا۔ جہاد کا آغاز ہوا۔ دوسرے علاقے فتح ہوئے اور مال غنیمت آنا شروع ہوا تو تقریباً تمام صحابہؓ وسعت اور خوش حالی سے آسودہ ہوگئے۔ لیکن اس کے باوجود صحابہؓ اپنے مال ودولت اپنی ذاتی عیش سامانی پر خرچ نہیں کرتے تھے۔ ان کے تمام مالی ذرائع اور وسائل عام مسلمانوں کی فلاح وبہبود پر خرچ ہوتے تھے۔

ابوامامہؓ کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے رب نے مجھ سے کہا کہ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اگر تم چاہو تو تمہارے لیے وادی مکہ سونے کی بنادی جائے۔ میں نے عرض کی نہیں پروردگار، میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور گریہ زاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہوکر کھانا کھاؤں دل کی گہرائی سے تیرا شکر اور تیری تعریف کروں۔ (فتح الباری، مدارج النبوۃ)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ سے پہلے انبیاء پر بھی فقر وفاقہ کی سختیاں گزری ہیں اور مجھے بھی اللہ تعالیٰ کی نوازشوں میں یہ نوازش سب سے زیادہ پسند ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں نبی علیہ السلام کبھی بھی سیر ہوکر کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپ نے کبھی کسی سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فقر غنا سے بھوک پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بھوک کی وجہ سے تمام رات بے چین رہتے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بھوک آپ صلی اللہ علیہ وسلمکو اگلے روز روزہ رکھنے سے

نہ روک سکتی۔ رات کو کچھ کھائے پیئے بغیر ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھ لیتے حالانکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تو اللہ رب العزت سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم کی نعمتیں اور فراوانیاں مانگ سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقر و فاقہ کو عیش سامانی پر ہمیشہ ترجیح دی۔ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری اپنی یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگتی، کاش ہمیں صرف گزر بسر ہی کی حد تک کھانے پینے کا سامان میسر ہوتا، فراخی اور عیش سامانی نہ سہی کم از کم اتنا تو ہوتا کہ اطمینان سے ہمارا گزر بسر چلتا۔ میری یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ! ہمیں دنیا سے کیا غرض مجھ سے پہلے میرے بہت سے بھائی جو جلیل القدر پیغمبر تھے اس دنیا میں آئے انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کیں مگر صبر کیا اور اسی حال میں اپنے ربّ سے جا ملے، وہاں انہیں بلند مقامات سے نوازا گیا اور طرح طرح کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت کی لازوال نعمتوں میں کمی ہو جائے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا ملوں۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی اس کے بعد مشکل سے ایک ماہ آپ ہم میں رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا کَثِیْرًا۔ (کتاب الشفاء، مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض عوارض بشریت کے ظہور کی حکمت...... حضور صلی اللہ علیہ وسلمکو بھی مثل دوسرے انسانوں کے شدائد جھیلنے کا اتفاق ہوا ہے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب بہت زیادہ ہو اور درجات بلند ہوں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض بھی لاحق ہوا اور درد وغیرہ کی بھی شکایت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرمی و سردی کا بھی اثر ہوا اور بھوک پیاس بھی لگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو (موقع پر) غصہ بھی آیا اور انقباض بھی ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ماندگی و خستگی بھی ہوئی اور کمزوری و بیماری بھی ہوئی اور سواری پر سے گر کر خراش بھی آئی اور جنگ احد میں کفار کے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور سر مبارک پر زخم بھی ہوا اور کفار طائف نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک کو خون آلود بھی کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر بھی کھلایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو بھی کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا بھی

کی، پچھنے بھی لگوائے، جھاڑ پھونک کا بھی استعمال کیا اور اپنا وقت پورا کر کے عالم بالا سے ملحق ہو گئے اور اس دار الامتحان والبلاء سے آزاد ہو گئے۔ (اگر یہ جسمانی تکلیف نہ ہوتی تو شاید کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر الوہیت کا شبہ ہو جاتا) اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات و واقعات زندگی سبق آموز ہیں تا کہ مصائب میں آپ کی امت کیلئے تسلی کا سبب ہو کہ جب سیّد الانبیاء کو بھی تکلیف پہنچی ہے تو ہم کیا چیز ہیں اور یہ عوارض مذکورہ صرف آپ کے عنصری جسد شریف پر بوجہ مشارکت نوعی کے طاری ہوتے تھے رہا آپ کا قلب مبارک سو وہ تعلق بالخلق سے منزہ و مقدس اور مشاہدہ حق میں مشغول تھا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر آن، ہر لحظہ اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اللہ تعالیٰ ہی میں مستغرق اور اللہ تعالیٰ ہی کی معیت میں تھے۔ حتیٰ کہ آپ کا کھانا پینا، پہننا، حرکت و سکون، بولنا، خاموش رہنا سب اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے تھا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحَىٰ (اور آپ نفسانی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ سب وحی ہی ہے جو آپ پر نازل کی جاتی ہے)۔ (نشر الطیب)

بعض شمائل و عادات طیبہ...... رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے جس کی عیادت کروں یا کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں، اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھتے اور زمین ہی پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین ہی پر استراحت فرماتے۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے۔ کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے، ہمیشہ غریبوں کے جنازے میں شریک ہوتے، کمزور، فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے، غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرما لیتے۔ غریبوں اور تنگدستوں کی مدد کرتے ان کا بوجھ اٹھاتے اور مہمانوں کی مدارات کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا كَثِيْرًا۔ اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیں کا حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو یہی نصیحت فرماتے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا، ان کیلئے آسانیاں پیدا کرنا، دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو، انہیں احکام سے مصیبت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔ جو لوگ اہل علم و فضل ہوتے اور اچھے اخلاق والے ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عزت و

احترام فرماتے، جولوگ عزت ومرتبہ والے ہوتے ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسان فرماتے، عزیز واقارب کی عزت کرتے اوران کے ساتھ صلہ رحمی کرتے، اپنے عزیز واقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اورکون نہیں جس کوزیادہ مستحق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے، جب اپنے ساتھیوں سے ملتے تو پہلے خودسلام کرتے اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کیلئے تیار ہوجاتے اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔ (ماخوذازسائل الوصول الی شمائل الرسول)

تحمل و درگذر...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کوایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔ برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی کرتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے نیک سلوک کرتے تھے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو دیتے اور جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پرظلم کرتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے درگذر فرماتے اور کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا (اس میں اپنے متبعین کیلئے آسانی کی رعایت فرمائی نیز تجربہ ہے کہ آسانی پسند طبیعت دوسروں کیلئے بھی آسانی تجویز کرتی ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کسی سے انتقام نہیں لیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا اللہ کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے۔ (شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے اللہ تعالیٰ کیلئے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کونہیں مارا۔ نہ کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی یاباندی) کو مارا۔ آپؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو۔ (مثلاً کسی حرام فعل کا کوئی مرتکب ہوتا ہو) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ بدوی آیا اور حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور یہ کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لدوادو۔ تم اپنے مال سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں

غلہ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرما رہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔ (خصائل نبوی)

- مسکنت...... حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مریضوں کی عیادت فرماتے تھے، جنازوں میں شرکت فرماتے تھے۔ دراز گوش پر سوار ہو جاتے تھے، اور غلاموں کی دعوت قبول فرما لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی) اور اپنی بکری کا دودھ دوہ لیتے اور اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنے پاپوش کو (وقت ضرورت) سی لیا کرتے اور اپنے اور اپنے گھر والوں کا کام کر لیا کرتے۔ (ابن سعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے خود لے آتے، اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے۔ (مدارج النبوۃ)
- رفق و تواضع...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت حلیم تھے، نہ کسی کو دشنام دیتے تھے، نہ سخت بات فرماتے تھے، نہ لعنت کرتے نہ بددعا دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کافر اور دشمن سے بھی اس کی تالیف قلب کی توقع پر کشادہ روئی کے ساتھ پیش آتے تھے اور ظاہر کی بے تمیزی کی بات پر صبر فرماتے، اور اپنے گھر میں آ کر گھر والوں کے کام کا انتظام فرماتے اور چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے کہ اس میں ہاتھ اور پیر ظاہر نہ ہوں۔ (غالباً بیٹھنے کی حالت میں ایسا ہوتا ہوگا) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کشادہ روئی اور انصاف سب کیلئے عام تھا اور غصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیتاب نہیں کرتا تھا اور اپنے جلیسوں سے کوئی بات (خلاف ظاہر) دل میں نہ رکھتے تھے، اور آنکھوں کی خیانت (یعنی دزدیدہ نظر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھی تو قلب کی خیانت کا تو کیا احتمال ہے۔ (نشر الطیب) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بری عادتوں میں جھوٹ بہت ناگوار ہوتا تھا۔ (بیہقی، ابن سعد)
- فکر آخرت...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو دنیا میں مسافر کی طرح سمجھتے تھے۔ دنیوی عیش و آرام سے تعلق نہ تھا۔ بلکہ "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ" (دنیا میں غریب الوطن مسافر یا راستہ گزرنے والے کی طرح رہو) کا عملی نمونہ تھے۔ (نشر الطیب)
- جود و سخا...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کہیں سے کوئی صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیتے گھر کے اندر

تشریف نہ لے جاتے۔ (نشر الطیب) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت مند محتاج کو دیکھتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ضرورت ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں سے ہوتی تھی، کسی کو کوئی چیز ہبہ فرما دیتے، کسی کو اس کا حق دیتے، کسی کو کوئی ہدیہ دیتے۔ کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور اس سے زیادہ عطا فرما دیتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس کی قیمت سے زیادہ رقم عطا فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا فرما دیتے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں: کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی شخص سے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا (اگر اس وقت موجود ہوتا تو عطا فرما دیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرما لیتے، یا اس کے حق میں دُعا فرماتے کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو کسی اور طریقے سے عطا فرما دیں)۔ (شمائل ترمذی) بہرنوع جس طرح بھی ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح کی صورتوں میں خیرات وعطیات تقسیم فرمایا کرتے تھے باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی زندگی فقیرانہ طور پر بسر ہوتی تھی۔ ایک ایک دو دو مہینے گزر جاتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانہ میں چولہا تک نہ جلتا اور بسا اوقات شدت بھوک سے اپنے شکم اطہر پر پتھر باندھ لیا کرتے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فقر تنگی ومجبوری اور کچھ نہ ہونے کے سبب سے نہ تھا بلکہ اس کا سبب زہد اور جود وسخا تھا اور کبھی اپنی ازواج کیلئے ایک سال کا گزارہ مہیا فرما دیتے لیکن اپنے لیے کچھ بچا کر نہ رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

امور طبعی...... سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے سخی تھے۔ کسی سوال کرنے والے کو ''نہیں'' کبھی نہیں کہا، ہوا تو فوراً دے دیا ورنہ نرمی سے سمجھا دیا کہ دوسرے وقت آنا تو لے جانا۔ (ابن سعد) بات کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت سچے تھے، سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کا سب کا خیال رکھتے۔ ان کے حالات کو دریافت کرتے رہتے جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اُٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر چلے جاتے اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تاکہ سونے والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خوش وخرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تاکہ انسیت ہو جائے۔ (ابن سعد)

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسا شخص آتا جس کا نام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب نہ ہوتا تو اس کا نام تبدیل کر دیتے تھے۔ (ابن سعد) جب کوئی (شخص) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلمکے پاس مال زکوٰۃ اس غرض سے لاتا کہ مستحقین میں تقسیم فرما دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لانے والے کودُعا دیتے اے اللہ اس فلاں شخص پر رحم فرما۔ (مسند احمد)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کیلئے فرماتے، السلام علیکم۔ رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا۔ (زاد المعاد) چلتے تو نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے، مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے، اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرتے، عاجزانہ صورت سے بیٹھتے، غریبوں، مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے۔ خاص مہمانوں کی مہمانی خود بہ نفس نفیس انجام دیتے۔ (زاد المعاد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات خاموش رہتے، بلاضرورت کلام نہ فرماتے، جب بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے، نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے۔ کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے۔ نرمی کو پسند فرماتے اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ فرماتے، نہ کسی کی بات کاٹتے، اگر خلافِ شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے، اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے۔ (نشر الطیب) کسی چیز کے ٹوٹ جانے بگڑ جانے پر مثلاً کوئی چیز کسی نے توڑ دی یا کام بگاڑ دیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ نہ آتا تھا، البتہ اگر کوئی بات دین کے خلاف ہوتی تو آپ کو سخت غصہ آتا تھا۔ (نشر الطیب) کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا، کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرے کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے سخت سست نہیں کہتے، جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو شرم و حیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے، شدت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے، کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔ (ابن سعد) کسی شخص کو اتفاقاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے کوئی تکلیف پہنچ جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بلا تکلف بدلہ لینے کا حق دیتے اور کبھی اس کے عوض میں اس کو کوئی چیز مرحمت فرماتے۔ (زاد المعاد) اگر کوئی غریب آتا

یا کوئی باندی یا بڑھیا آپ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کیلئے کھڑے ہوجاتے یا بیٹھ جاتے، بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے کسی کا جنازہ ہوتا تو اس میں شریک ہوجاتے۔(ابن سعد) آپ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی امت کو اس کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ، فرمایا: لَا تَطْرُوْنِیْ (زادالمعاد) جب صحابہ کرام ملتے تو آپ ان سے مصافحہ کرتے اور دُعا فرماتے تھے۔(نسائی) جب کسی کا نام معلوم نہ ہوتا اور اس کو بلانا ہوتا تو یا عبداللہ (اے اللہ کے بندے) کہہ کر بلاتے۔ جب آپ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔(حاکم ابن سعد) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب کی دلجوئی فرماتے، ایسا برتاؤ نہ کرتے جس سے کوئی گھبرا جائے۔ ظالموں اور شریروں سے خوش اسلوبی کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر سب کے ساتھ خندہ پیشانی خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے، ہر کام کو انتظام کے ساتھ کیا کرتے، بیٹھتے اٹھتے خدا تعالیٰ کی یاد کرتے، کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں بھی کنارے پر جگہ ملتی بیٹھ جاتے، اگر بات کرنے والے کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے۔(نشر الطیب)

آپ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے تھے۔(ابن سعد) آنحضرت جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے، اگر کوئی آپ سے سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہوجاتے۔(ابن سعد) عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کوئی شخص اپنے خلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ تھا خواہ کوئی صحابی بلاتا، یا گھر کا کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں لبیک (حاضر ہوں) ہی فرمایا کرتے، عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرماتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔(زادالمعاد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ، رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔(زاد المعاد) نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے۔(زادالمعاد) جب آپ کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے (تاکہ غصہ فرو ہوجائے)(زادالمعاد)

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھا ہاتھ وضو اور کھانے پینے کیلئے استعمال فرماتے تھے اور بایاں ہاتھ استنجا اور اس جیسے کاموں کیلئے استعمال فرماتے تھے۔(زادالمعاد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک تھی کہ جب آپ کے صحابہ میں سے

کوئی آپ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ خود نہ جاتا آپ ٹھہرے ہی رہتے اور جب کوئی آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ ہاتھ نہیں چھڑاتے تھے۔ (ابن سعد) ایک روایت میں ہے کہ آپ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ کان اس کی طرف کر دیتے تھے اور جب تک وہ فارغ نہ ہو جاتا آپ کان نہیں ہٹاتے تھے۔ (ابن سعد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے۔ (زادالمعاد) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جو کوئی شخص یکبارگی آجاتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت کرتا تھا، میں نے آپ جیسا صاحب جمال وصاحب کمال نہ آپ سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔ (نشر الطیب) خوشی کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نظر نیچی فرما لیتے۔ جب آپ کو کسی کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا۔ ایسا ایسا کرتا ہے، بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ (شمائل نبوی) زبان مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے، کوئی پردیسی آتا تو اس کی خبر گیری کرتے، ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے ہر شخص کو یہی محسوس ہوتا کہ حضور کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے، اگر کوئی شخص بات کرنے بیٹھ جاتا تو جب تک وہ نہ اٹھے آپ نہ اٹھتے تھے۔ (نشر الطیب) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب فکر مند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرماتے: سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اور جب زیادہ گریہ زاری اور دُعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے: يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ. (ترمذی) ایک روایت میں ہے: کہ غم کے وقت اکثر آپ ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے کبھی انگلیوں سے اس میں خلال فرماتے، اور فرماتے: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ترجمہ: میرے لیے اللہ رب العزت کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ (زادالمعاد)

حصّہ سوم

خَيْرُ الْبَشَرِ رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ
(صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)
کی خصوصیات اندازِ زندگانی

درسگاہ رشد و ہدایت

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس خیر و برکت...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس حلم وعلم، حیا وصبر اور متانت وسکون کی مجلس ہوتی تھی، اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی تشہیر نہ کی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ طور پر مائل ہوتے تھے، اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔ (نشر الطیب) حضرت زید بن حارثؓ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایہ تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ مجھے بلا بھیجتے، میں حاضر ہو کر اس کو لکھ لیتا تھا۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے ساتھ حد درجہ دلداری اور بے تکلفی فرماتے تھے) جس قسم کا ذکر تذکرہ ہم لوگ کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی قسم کا تذکرہ فرماتے (یہ نہیں کہ بس آخرت ہی کا ذکر ہمارے ساتھ کرتے ہوں اور دنیا کی بات سننا بھی گوارا نہ کریں) اور جس وقت ہم آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آخرت کے تذکرے فرماتے یعنی جب آخرت کا کوئی تذکرہ شروع ہو جاتا تو اسی کے حالات وتفصیلات حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے اور جب کھانے پینے کا کچھ ذکر ہوتا تو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ویسا ہی تذکرہ فرماتے، کھانے کے آداب وفوائد لذیذ کھانوں کا ذکر مضر کھانوں کا تذکرہ وغیرہ وغیرہ، یہ سب کچھ آپ ہی کے حالات کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (خصائل نبوی) آپ مجلس میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما

ہوتے تو اپنے زانوئے مبارک کو ہم جلیسوں سے آگے نہیں بڑھنے دیتے کہ امتیاز پیدا نہ ہو جائے۔ (زادالمعاد)

اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ اس کو ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھتے۔ اگر کسی مسئلہ کے بیان میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مصروف ہوتے اور قبل اس کے کہ سلسلہ بیان ختم ہو، کوئی شخص دوسرا سوال پیش کر دیتا تو آپ اپنے سلسلہ تقریر کو بدستور جاری رکھتے، معلوم ہوتا کہ گویا آپ نے سنا ہی نہیں، جب گفتگو ختم کر لیتے تو سائل سے اس کا سوال معلوم کرتے اور اس کا جواب دیتے۔ صحابہ کرامؓ کے مجمع میں ہوتے تو درمیان میں تشریف رکھتے اور صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد حلقے پر حلقہ لگائے بیٹھے ہوتے اور آپ بوقت گفتگو کبھی اُدھر رخ کر کے مخاطب فرماتے اور کبھی اِدھر۔ گویا حلقہ میں سے ہر شخص بوقت گفتگو آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ لیتا۔ آپ جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی آپ کی نشست اسی ہیئت سے ہوا کرتی تھی اور یہ سادگی اور تواضع کی صورت ہے بعض اوقات آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات بغل میں ہاتھ دے کر اکڑوں بھی بیٹھے ہیں۔ (نشر الطیب)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا اور اپنے لیے کوئی جگہ بیٹھنے کی ایسی متعین نہ فرماتے کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھا دیں اور دوسروں کو بھی جگہ معین کرنے سے منع فرماتے تھے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے تمام جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصّہ اپنے خطاب وتوجہ سے دیتے یعنی سب سے جدا جدا متوجہ ہو کر خطاب فرماتے یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔

جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ اٹھ جائے آپ اس کے ساتھ مقید رہتے۔ جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بغیر اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے۔ آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام مسلمانوں کیلئے عام تھی، کیوں نہ ہوتی کہ آپ ان کے روحانی باپ تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں فی نفسہٖ مساوی تھے، البتہ تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے۔ یعنی

تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے اور دیگر امور میں سب باہم مساوی تھے اور حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے۔ (روایات از حسن ابن علیؓ)

اہل مجلس کے ساتھ سلوک...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے۔ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے، نہ سخت خو تھے نہ درشت گو تھے، نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے۔ جو بات (یعنی خواہش) کسی شخص کی آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی تو اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی) اس پر گرفت نہ فرماتے اور (تصریحاً) اس سے باز پرس بھی نہ فرماتے بلکہ خاموش رہتے۔ آپ نے تین چیزوں سے اپنے آپ کو بچا کر رکھا تھا۔ 1 ریا سے 2 کثرت کلام سے 3 بے سود بات سے اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا۔ 1 کسی کی مذمت نہ فرماتے 2 کسی کو عار نہ دلاتے 3 اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے۔

آپ وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آ کر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات پر نزاع نہ کرتے۔ آپ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا) اہل مجلس میں ہر شخص کی بات رغبت کے ساتھ سنے جانے میں ایسی ہوتی جیسے سب سے پہلے شخص کی بات تھی (یعنی کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی تھی) جس بات سے سب ہنستے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے یعنی حد اباحت تک اپنے جلیسوں کے ساتھ شریک رہتے۔ پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثنا کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جائز نہ رکھتے، البتہ اگر کوئی احسان کے مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (بوجہ مشروع ہونے کے اس ثنا کو بشرط عدم تجاوز حد کے گوارا فرما لیتے) اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اٹھ کر کھڑے ہو جانے سے منقطع فرما دیتے۔ (نشر الطیب)

الطاف کریمانہ ...... حضور نبی کریم اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے، لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرو دار آدمی کی

عزت کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے۔ لوگوں کو نقصان دینے والی باتوں سے بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے اور ان کے شر سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ فرماتے تھے، اپنے ملنے والوں کے بارے میں استفسار فرماتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ وہ پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری کی تقبیح (مذمت) اور تحقیر فرماتے۔ (نشر الطیب)

سلام میں سبقت...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع میں یہ بھی ہے کہ جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے اور آنے والے کے سلام کا جواب بھی دیتے تھے۔ اس جگہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کرنے والوں کیلئے بشارت ہے کہ آپ جب اپنی ظاہری حیات میں اس خوبی کے ساتھ متصف رہے تو اب بھی ہر زیارت کرنے والا آپ کے سلام سے مشرف ہوتا ہوگا۔ چنانچہ بعض مقربین بارگاہ ایسے ہوئے جو طریق کرامت اپنے کانوں سے حضور کا سلام سننے سے مشرف ہوئے ہیں۔ بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کیلئے اس دنیوی حیات میں بھی رحمت ہیں اور بعد وفات بھی رحمت۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً (مدارج النبوۃ، روایات از حسن ابن علیؓ)

انداز کلام...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت آخرت کے غم میں اور ہمیشہ امورِ آخرت کی سوچ میں رہتے، کسی وقت آپ کو چین نہ ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا، کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اوّل سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) کلام جامع فرماتے تھے، جس کے الفاظ مختصر ہوں مگر پر مغز ہوں۔ آپ کا کلام حق و باطل میں فیصلہ کن ہوتا جو نہ حشو وزائد ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔ آپ نرم مزاج تھے، مزاج میں سختی نہ تھی اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے، نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے، مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لیے نہ فرماتے کہ وہ نعمت ہے اور مدح زیادہ اس لیے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے) جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔ جب تک اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کیلئے غضب ناک نہ ہوتے تھے اور

نہ اپنے نفس کیلئے انتقام لیتے اور گفتگو کے وقت جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور آپ جب بات کرتے تو اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نیچی نظر کر لیتے (یہ دونوں امر ناشی حیا سے ہیں) اکثر ہنسنا آپ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔ (نشر الطیب، شمائل ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب کی سب زبانیں (لغات) جانتے تھے۔ ام معبدؓ کہتی ہیں: کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے، نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرمادیں اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول ہوں۔ آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے موتی کے دانے پرودیئے گئے ہوں۔ حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے: کہ آپ کے کلمات میں نہایت وضاحت ہوتی تھی اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: کہ آپ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی الفاظ کو شمار کرنا چاہے تو شمار کر سکتا تھا۔ (نشر الطیب)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح سے لگاتار جلدی جلدی نہ ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر مضمون دوسرے مضمون سے ممتاز ہوتا تھا، پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے ذہن نشین کر لیتے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں: کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بعض مرتبہ کلام کو حسب ضرورت تین تین بار دہراتے تا کہ آپ کے الفاظ اچھی طرح سمجھ لیں۔ (شمائل ترمذی) جس بات کا تفصیل سے ذکر کرنا تہذیب سے گرا ہوا ہوتا تو اس کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کنایہ میں بیان فرماتے: بات کرتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے، اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ (نشر الطیب)

وعظ فرمانے کا انداز...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں وعظ فرماتے تو عصاء مبارک پر ٹیک لگا کر قیام فرماتے اور اگر میدان جہاد میں نصیحت فرماتے تو کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے۔ وعظ و تلقین کے خصوصی اور مختصر جلسے تو تقریباً ہر نماز اور خاص طور سے نماز صبح کے بعد منعقد ہوا ہی کرتے تھے مگر افادۂ عام کی غرض سے ایک جلسہ بھی کبھی کبھی طلب فرمالیا کرتے تھے۔ دوران وعظ جس امر پر نہایت زور دینا ہوتا اس پر ان الفاظ سے قسم کھاتے وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ یعنی قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔

- اندازِ سکوت...... آپ کا سکوت چار امور پر مشتمل ہوتا تھا۔ 1 حلم 2 بیدار مغزی 3 انداز کی رعایت 4 فکر

انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اوران کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر، باقی وفانی میں فرماتے تھے یعنی دنیا کے فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے اور حلم، کو اپنے صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع فرمالیا تھا سو آپ کو کوئی چیز اتنا غضب ناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو از جارفتہ کردے اور بیدار مغزی آپ کی چار چیزوں کی جامع ہوتی تھی۔ 1 ایک نیک بات کا اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کی اقتدا کریں۔ 2 دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں۔ 3 تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کے لئے مصلحت ہوں۔ 4 چوتھے امت کیلئے ان امور میں اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (نشر الطیب)

- انتظام امور...... آپ کا ہر معمول اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا، اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کرلیا، کبھی کسی طرح کرلیا) لوگوں کی تعلیم میں مصلحت پیش نظر رکھتے اس میں غفلت نہ فرماتے، اس احتمال سے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض تو خود دین سے غافل ہوجائیں گے یا بعض امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہوکر دین سے اکتا جائیں گے۔ ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا، حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور کبھی تجاوز کرکے ناحق کی طرف نہ جاتے۔ سب سے افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری اور اعانت بخوبی کرتا۔ (نشر الطیب)

نظام الاوقات اندرون خانہ

- تقسیم اوقات...... حضرت حسنؓ اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: آپ کا اپنے گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام ومنام) کیلئے تشریف لے جانا ظاہر ہے اور آپ اس بات کیلئے منجانب اللہ ماذون تھے۔ سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے: 1 ایک حصہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے۔ 2 ایک حصہ اپنے گھر والوں کے معاشرتی حقوق ادا کرنے کیلئے (جس میں ان سے ہنسنا بولنا شامل تھا)۔ 3 اور ایک

حصہ اپنے نفس کی راحت کیلئے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرمادیتے (یعنی اس میں سے بھی بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے) اور اس حصہ وقت کو خاص احباب کے واسطہ سے عام لوگوں کے کام میں لگادیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہ آسکتے تھے مگر خاص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے اس طرح عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہوجاتے) اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے نہ تو احکام دینیہ کا اور نہ متاعِ دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے اور اس حصہ وقت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم وعمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت عطا فرماتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے۔ سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوتیں، کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو۔ وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور آپ ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کردیا کرے اور یہ بھی فرماتے کہ جو شخص اپنی حاجت مجھ تک کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیرہ کے سبب نہ پہنچا سکے تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچادیا کرو۔ کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچادے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہیں باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج ومنافع کے سوا دوسری لایعنی یا فضول باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے)۔ لوگ آپ کے پاس طالب ہوکر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے تھے) اور ہادی یعنی فقیہ ہوکر آپ کے پاس سے باہر نکلتے۔ (نشر الطیب)

اوقاتِ خلوت ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اچانک گھر میں کبھی تشریف نہ لاتے کہ گھر والوں کو پریشان کردیں بلکہ اس طرح تشریف لاتے کہ گھر والوں کو پہلے سے آپ کی تشریف آوری کا علم ہوتا۔ پھر آپ سلام کرتے۔ جب آپ اندر تشریف لاتے تو کچھ نہ کچھ دریافت فرمایا کرتے، بسا اوقات پوچھتے کہ کیا کچھ کھانے کو ہے؟ اور بسا اوقات خاموش رہتے یہاں تک کہ ماحضر پیش کردیا جاتا۔ نیز منقول ہے کہ جب آپ گھر میں تشریف لاتے تو یہ دُعا

پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَفَانِیْ وَاٰوَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ وَسَقَانِیْ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیَّ اَسْأَلُکَ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنَ النَّارِ ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے میری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور مجھے ٹھکانا بخشا، اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے کھلایا اور پلایا اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھ پر احسان فرمایا (اے اللہ!) میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے (عذاب) نار سے بچالیجیے۔

نیز ثابت ہے کہ آپ نے حضرت انسؓ سے فرمایا: کہ جب تم گھر والوں کے پاس جاؤ تو انہیں سلام کرو یہ تمہارے اور تمہارے گھر والوں کیلئے باعث برکت ہوگا۔ (زادالمعاد، شمائل ترمذی)

1 حضرت اسودؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں میں آکر کیا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ اپنے گھر والوں کی خدمت یعنی گھریلو زندگی میں حصہ لیتے تھے، مخدوم اور ممتاز بن کر نہ رہتے تھے بلکہ گھر کا کام بھی کرلیتے تھے مثلاً بکری کا دودھ دوھ لینا۔ اپنی نعلین مبارک سی لینا۔ (ہکذا فی نشر الطیب) (اس میں دوسرے اعمال اور دیگر معمولات ومشاغل کی نفی نہیں ہے)۔ (مسند احمد) 2 حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں اور خادموں کے ساتھ بہت خوش اخلاقی کا سلوک فرماتے اور کبھی کسی سے سرزنش اور سختی سے پیش نہ آتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر والوں کیلئے اس کا بڑا اہتمام فرماتے کہ کسی کو کسی قسم کی ناگواری نہ ہو۔ 3 جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے پاس ہوتے تو بہت نرمی اور خاطر داری کرتے اور بہت اچھی طرح ہنستے بولتے تھے۔ (ابن عساکر) 4 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف رکھتے تو خانگی کاموں میں مصروف رہتے۔ خالی اور بے کار کبھی نہ بیٹھتے۔ معمولی معمولی کام خود انجام دے لیتے مثلاً گھر کی صفائی، مویشی کو چارہ دینا، اونٹ اور بکری کا انتظام فرمانا اور بکری کا دودھ بھی خود ہی نکال لیا کرتے، خادم کے ساتھ مل کر کام کیا کرتے، آٹا گندھوا لیتے، بازار سے خود سودا خریدنے جاتے اور کپڑے میں باندھ کر لے آتے، اپنا جوتا خود ہی سی لیتے، اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے وغیرہ وغیرہ۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (زادالمعاد، مدارج النبوۃ)

خواب اور بیداری میں آنحضرت کا طرز وطریقہ...... آپ ابتدائے شب میں سوتے اور نصف شب کی ابتداء میں بیدار ہوجاتے اٹھ کر مسواک فرماتے اور وضو کر کے جس قدر اللہ تعالیٰ

نے مقدر کر رکھی ہوتی نماز پڑھتے، گویا بدن کے جملہ اعضاء اور تمام قوی کو نیند اور استراحت سے حصہ مل جاتا۔ آپ ضرورت سے زیادہ نہیں سوتے تھے اور ضرورت سے زیادہ جاگتے بھی نہ تھے چنانچہ جب ضرورت لاحق ہوتی تو آپ دائیں طرف اللہ کا ذکر کرتے ہوئے آرام فرماتے حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں پر نیند غالب آجاتی، اس وقت آپ شکم سیر نہ ہوتے، نہ آپ سطح زمین پر لیٹ جاتے اور نہ زمین سے بچھونا اونچا ہوتا بلکہ آپ کا بستر چمڑے کا ہوتا، جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوتی، آپ تکیہ پر ٹیک لگاتے اور کبھی رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ لیتے اور سب سے بہتر نیند دائیں جانب کی ہے۔ (زادالمعاد) حضورِ اکرم کی نیند بقدر اعتدال تھی، قدر ضرورت سے زیادہ آپ نہ سویا کرتے تھے اور نہ قدر ضرورت سے زیادہ اپنے آپ کو سونے سے باز رکھا کرتے تھے یعنی حضورِ اکرم خواب بھی فرماتے اور قیام بھی فرماتے جیسا کہ نوافل عبادات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی، کبھی رات میں سوجاتے پھر اٹھ کر نماز پڑھتے اس کے بعد پھر سوجاتے، اس طرح چند بار سوتے اور اٹھتے تھے اس صورت میں یہ بات درست ہے کہ جو نیند میں دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا اور جو بیدار دیکھنا چاہتا وہ بھی دیکھ لیتا۔ (زادالمعاد، مدارج النبوۃ)

بستر استراحت...... حضرت امام باقرؒ فرماتے ہیں: کہ حضرت عائشہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا: کہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کے درخت کی چھال بھری ہوئی تھی۔ حضرت حفصہؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آپ کا بستر کیسا تھا؟ انہوں نے فرمایا: کہ ایک ٹاٹ تھا جس کو دوہرا کرکے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے تو ایک روز مجھے خیال ہوا کہ اگر اس کو چوہرا کرکے بچھا دیا جائے تو زیادہ نرم ہو جائے گا میں نے اسی طرح بچھا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کو دریافت فرمایا کہ میرے نیچے رات کو کیا چیز بچھائی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ وہی روزمرہ کا بستر تھا رات کو اس کو چوہرا کردیا تھا تاکہ زیادہ نرم ہوجائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو پہلے ہی حال پر رہنے دو، اس کی نرمی رات کو مجھے تہجد سے مانع ہوئی۔ (شمائل ترمذی)

اکثر حدیثوں میں وارد ہے کہ بستر کبھی ٹاٹ کا ہوتا تھا کبھی صرف بوریا ہوتا تھا۔ متعدد احادیث میں یہ مضمون ہے کہ صحابہ کرام جب نرم بستر بنانے کی درخواست کرتے تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرمادیا کرتے تھے کہ مجھے دنیوی راحت و آرام سے کیا کام، میری مثال تو اس راہ گیر کی سی ہے جو چلتے چلتے راستہ میں ذرا آرام لینے کیلئے کسی درخت کے سایہ کے نیچے

بیٹھ گیا ہو اور تھوڑی دیر بیٹھ کر آگے چل دیا ہو۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: کہ ایک مرتبہ ایک انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر دیکھا کہ عبا بچا کر رکھا ہے انہوں نے ایک بستر جس میں اون بھری ہوئی تھی تیار کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے میرے پاس بھیج دیا جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس کو رکھا ہوا دیکھا تو دریافت فرمایا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ فلاں انصاری عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بنوا کر بھیجا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اس کو واپس کر دو، مجھے وہ اچھا معلوم ہوتا تھا اس لیے دل نہ چاہتا تھا کہ واپس کروں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اصرار فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا: کہ اگر میں چاہوں حق تعالیٰ شانہ میرے لیے سونے اور چاندی کے پہاڑ چلتے ہوئے کر دیں اس ارشاد پر میں نے وہ بستر واپس کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: کہ میں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ایک بوریئے پر آرام فرمارہے تھے جس کے نشانات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن اطہر پر ظاہر ہو رہے تھے، میں دیکھ کر رونے لگا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ قیصر و کسریٰ تو ریشم و مخمل کے گدوں پر سوئیں اور آپ اس بوریئے پر! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رونے کی بات نہیں ہے ان کیلئے دنیا ہے اور ہمارے لیے آخرت ہے۔ (خصائل نبوی) حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے سے بوریئے پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) (ابن سعد)

انداز استراحت...... حضرت براءؓ فرماتے ہیں: کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت آرام فرماتے اپنا دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ دُعا پڑھتے: رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ. ترجمہ: اے رب تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا۔ (شمائل ترمذی) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا ترجمہ: اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔ (شمائل ترمذی) اور جب جاگتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ ط ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ (خصائل نبوی)

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر رات میں جب بستر

پر لیٹتے تھے تو دونوں ہاتھوں کو دُعا مانگنے کی طرح ملا کر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر ان پر دم فرماتے پھر تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں جہاں ہاتھ جاتا پھیر لیا کرتے تھے، تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے، سر سے ابتداء کرتے اور پھر منہ اور بدن کا اگلا حصہ پھر بقیہ بدن پر۔ (شمائل ترمذی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سونے کے وقت مختلف دُعائیں پڑھنا بھی ثابت ہے اور کلام اللہ کی مختلف سورتیں پڑھنا بھی ثابت ہے۔ ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی نقل ہے کہ جو شخص قرآن شریف کی کوئی سورۃ سوتے ہوئے پڑھے اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ محافظ اس کیلئے مقرر ہو جاتا ہے جو جاگنے کے وقت تک اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔ مذکورہ بالا تین سورتوں کا پڑھنا خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ ان کے علاوہ مُسَبِّحَات یعنی ان سورتوں کا پڑھنا جو سَبَّحَ، یُسَبِّحُ، سُبْحَانَ سے شروع ہوتی ہیں وارد ہے، نیز الم سجدہ اور تبارک الذی کا ہمیشہ پڑھنا وارد ہے نیز آیۃ الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کا پڑھنا بھی وارد ہے۔ (فتح الباری، خصائل نبوی)

• ایک صحابی کہتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سوتے ہوئے ہمیشہ قل یاایھا الکفرون پڑھ کر سویا کرو۔ اس کے علاوہ بہت سی دُعائیں پڑھنا بھی حضور سے ثابت ہے۔ (فتح الباری، خصائل نبوی)

• حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِیَ ط ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور ہماری (تمام ضروریات کی) کفالت فرمائی اور ہمیں ٹھکانا بخشا۔ چنانچہ کتنے ہی ایسے شخص ہیں جن کا نہ کوئی کفالت کرنے والا ہے اور نہ کوئی (انہیں ٹھکانہ دینے والا ہے) (شمائل ترمذی)

• دیگر معمولات...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کی چھال بھرے ہوئے چمڑے کے گدے پر، چٹائی پر، ٹاٹ پر کبھی کبھی بان کی بنی ہوئی چارپائی پر یا چمڑے پر، زمین پر آرام فرمایا کرتے تھے۔ گھر میں کبھی آرام کے لئے تکیہ لگا کر بیٹھ جاتے۔ (زاد المعاد) • جس ٹاٹ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے اس کو صرف دوتہہ کر کے بچھانے کا حکم دیتے، سوتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سانس کی آواز سنائی بھی دیا کرتی تھی۔ • آپ کبھی چت لیٹتے اور پاؤں پر پاؤں رکھ کر آرام فرماتے مگر اس طرح کہ ستر نہیں کھلتا۔ اگر ستر کھلنے کا اندیشہ ہو تو ایسے لیٹنے سے

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے۔ (زادالمعاد) ■ عشاء سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہ سوتے تھے آپ رات کو ایسے گھر میں آرام نہیں فرماتے کہ جس میں چراغ نہ جلایا گیا ہو۔ (زادالمعاد) ■ اگر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بحالت جنابت آرام فرمانے کا ارادہ فرماتے تو پہلے ناپاک جگہ کو دھو لیتے اور پھر وضو کر کے سو رہتے۔ (زادالمعاد) ■ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے سونے سے پہلے وضو کر کے سونے کے عادی تھے۔ ■ اگر رات کے کسی حصہ میں آنکھ کھلتی تو قضائے حاجت کے بعد صرف چہرے اور ہاتھوں کو دھو کر سوتے۔ (زادالمعاد)

■ سونے سے پہلے دوسرے کپڑے کی تہبند باندھتے اور کرتا اتار کر ٹانگ دیتے اور پھر آرام فرمانے سے پہلے بستر کو کپڑے سے جھاڑ لیتے۔ (زادالمعاد) ■ رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو چارپائی کے نیچے ایک لکڑی کی حاجتی رکھی رہتی۔ رات کو جاگتے تو اس میں پیشاب کرتے۔ ■ آپ کے سرہانے ایک سرمہ دانی رکھی رہتی، ہر رات سوتے وقت سرمہ لگاتے۔

■ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیاہ رنگ کی سرمہ دانی رکھا کرتے تھے۔ ■ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سرمہ لگاتے تو ہر آنکھ میں تین تین مرتبہ سلائی لگاتے اور کبھی ہر آنکھ میں دو دو مرتبہ اور آخری ایک سلائی دونوں آنکھوں میں لگا لیتے۔ (ابن سعد) ■ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت اپنے اہل بیت سے کچھ ادھر ادھر کی باتیں کیا کرتے، کبھی گھر کے متعلق اور کبھی عام مسلمانوں کے معاملات کے بارے میں۔ (نشر الطیب)

حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اثاثہ..... آپ کے پاس زرہ، کمانیں، تیر، نیزے، ڈھال بھی تھے، آپ کے پاس تین جبے تھے جن کو جہاد کے موقع پر استعمال کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک عصا تھا، اسے لے کر آپ چلتے تھے اور اس کے سہارے سواری پر بیٹھتے تھے اور اسے اپنے اونٹ پر لٹکا دیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس میں کنڈے لگے ہوئے تھے اور ایک شیشے کا پیالہ بھی تھا۔ ایک ایسا پیالہ بھی تھا جو آپ کی چارپائی کے نیچے رات میں پیشاب کرنے کے لئے رکھا رہتا تھا۔ آپ کے پاس ایک مشکیزہ تھا اور ایک پتھر کا برتن بھی تھا کہ جس سے آپ وضو فرماتے تھے۔ نیز کپڑے دھونے کا برتن اور ایک ہاتھ دھونے کا بڑا برتن بھی تھا۔ تیل کی ایک شیشی تھی، ایک تھیلہ تھا جس میں آئینہ اور کنگھی رکھی رہتی تھی، آپ کی کنگھی ساگون کی تھی اور ایک سرمہ دانی تھی کہ جب آپ رات کو سوتے تو ہر آنکھ میں سرمہ اثمد کی تین سلائیں ڈالتے (اثمد سرمہ کی اعلیٰ قسم ہے اور آپ نے اس کی بہت تعریف اور لگانے کی تاکید

فرمائی ہے) آپ کے پاس ایک آئینہ بھی تھا نیز آپ کے تھیلے میں دو قینچیاں اور مسواک رہتی تھی، اس کے علاوہ آپ کے پاس ایک بہت بڑا پیالہ تھا جس کے چار کنڈے تھے اور چار آدمی اسے اٹھاتے تھے اور ایک مد تھا، آپ کی چارپائی کے پائے ساگون کی لکڑی کے بنے ہوئے تھے، آپ کے پاس ایک ڈنڈا بھی تھا۔ آپ کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، یہ کل سامان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جو مختلف احادیث میں مروی ہے۔ (زادالمعاد)

ترکہ...... اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں نہ دینار تھے نہ درہم اور نہ بکری تھی نہ اونٹ، اور عمر بن حارثؓ کی حدیث میں ہے کہ آپ نے اپنے ترکہ میں کچھ نہ چھوڑا سوائے ہتھیاروں اور ایک خچر اور تھوڑی سی زمین کے، وہ بھی صدقہ کردی گئی تھی۔ (کتاب الشفاء) حضرت انسؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے کجاوہ پر حج فرمایا اس پر جو موصوف کی چادر تھی وہ چار درہم سے زیادہ کی نہ تھی۔ اس حال میں آپ نے یہ دُعا مانگی، اے اللہ اس کو خالص حج بنا جس میں ریا اور نمود نہ ہو حالانکہ آپ نے یہ حج اس وقت کیا تھا جب آپ پر زمین کے خزانے کھول دیئے گئے تھے اور اس حج میں سو اونٹ ہدی (قربانی) کیلئے ساتھ لے گئے تھے۔ (کتاب الشفاء)

محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن سلوک ازواج مطہرات کے ساتھ...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیرونی زندگی اور خانگی زندگی کے عمل کو سرانجام دینے کیلئے اللہ جل شانہ نے خاص خاص وسائل اور اسباب مہیا فرما دیئے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسی دو جماعتیں موجود تھیں جنہوں نے اس ضروری فرض کو ایسی خوش اسلوبی اور احتیاط کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا کہ ساری دنیا کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی اور خلوت وجلوت کی ایک مکمل تصویر، رشد و ہدایت کیلئے موجود ہے۔ پہلی جماعت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تھی اور دوسری جماعت امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن اجمعین کی تھی۔ جنہوں نے من وعن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام حالات ومعمولات ومعاملات خلوت بلا تکلف امت کے سامنے پیش فرما دیئے ہیں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا یہ روشن شعبہ بھی شرافت انسانیت کے حصول کیلئے واضح ہو جائے۔

ازدواجی معاملات و معمولات...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہراتؓ کے حقوق میں پوری مساوات و عدل ملحوظ رکھتے تھے کسی طرح کا فرق نہ کرتے تھے۔ رہی محبت تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! جس کا مجھے اختیار ہے اس کی تقسیم تو میں نے مساوی طور پر کردی لیکن جو بات میرے بس میں نہیں ہے اس پر مجھے ملامت نہ کیجیے گا۔ (اختیاری چیز سے مراد معاملات و معاشرت اور غیر اختیاری بات سے مراد محبت و میلان طبع)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق بھی دی لیکن پھر رجوع فرمالیا، ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ایلا بھی کیا تھا۔ (ایلا کے معنٰی ہیں کچھ مدت تک علیحدگی بغیر طلاق کے) آپ کے ازدواجی تعلقات حسن معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ حضرت عائشہؓ کے زانو سے ٹیک بھی لگا لیتے اور اسی حالت میں قرآن کی تلاوت بھی فرماتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ ایام سے ہوتیں مگر آپ ان کی طرف التفات فرماتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ بحالت صوم تقبیل کرتے۔ یہ سب آپ کے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ حسن اخلاق اور لطف و کرم کا نتیجہ تھا۔ جب آپ سفر کا ارادہ کرتے تو ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام کا قرعہ نکل آتا وہی ساتھ جاتیں پھر کسی کیلئے کوئی عذر نہ رہ جاتا جمہور کا بھی یہی مسلک ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہو اور میں اپنے اہل خانہ کے ساتھ تم سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔ جب آپ نماز عصر پڑھ لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں روزانہ تشریف لے جاتے، ان کے پاس بیٹھتے، ان کے حالات معلوم کرتے، جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں باری ہوتی شب وہیں بسر کرتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ آپ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ کبھی ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا کہ آپ سب ازواج مطہرات کے یہاں روزانہ تشریف نہ لے گئے ہوں۔ ایک بار حضرت صفیہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجھ سے راضی کردو تو اپنی باری تم کو بخش دوں گی، انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے، چنانچہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت عائشہؓ آپ کے پاس حاضر ہوئیں، آپ نے فرمایا: عائشہؓ تم کیسے آ گئیں؟ واپس جاؤ، یہ تو صفیہؓ کی باری ہے، انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور سارا واقعہ عرض کردیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہؓ سے خوش ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے آخری

اور پہلے ہر حصہ میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو کر کے سو جاتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی لڑکیوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس کھیلنے کو بلایا کرتے تھے اور جائز امور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے ساتھ ہو جاتے اور جب عائشہؓ پانی پیتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مبارک لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا اور جب وہ ہڈی پر سے گوشت کھاتیں تو آپ وہ ہڈی جس پر گوشت ہوتا لے کر وہاں منہ لگاتے جہاں سے حضرت عائشہؓ نے کھایا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے ساتھ مسابقت فرمائی اور ایک دوسرے کے ساتھ دوڑے، حضرت عائشہؓ دوڑ میں آگے نکل گئیں، پھر کچھ زمانہ کے بعد دوسری مرتبہ دوڑ ہوئی تو حضرت عائشہؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے، وجہ یہ تھی کہ پہلی مرتبہ حضرت عائشہؓ عام جسم کی تھیں، دوسری بار کے وقت بھاری جسم کی ہو گئیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پہلی مرتبہ مجھ سے تمہارے آگے نکل جانے کا آج تم سے میرے آگے نکل جانے کا بدلہ ہے۔ (مدارج النبوۃ) بعض وقت ازواج مطہرات ادھر ادھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو آپ برابر سنتے رہتے اور خود بھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات سناتے۔ سیّدہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ آپ ہم میں اس طرح ہنستے، بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آ جاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

کھانے پہننے میں ازواج مطہرات کو کوئی روک ٹوک نہیں تھی جو چاہتیں کھاتی جو چاہتیں پہنتیں۔ ہر چند عسرت کی وجہ سے اچھا کھانا میسر نہ آتا، اہل بیت کیلئے سونے چاندی کے زیور پسند نہ فرماتے، اس زمانہ میں ہاتھی دانت کے زیور کا رواج تھا، آپ اس قسم کے زیور پہننے کا حکم دیتے، بیویوں کا پاک صاف رہنا پسند فرماتے، بیویوں پر لعن طعن نہ کرتے نہ ان سے سخت اور درشت لہجہ میں گفتگو کرتے، اگر کوئی بات ناگوار خاطر ہوتی تو التفات میں کمی کر دیتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

بعض واقعات

بنی سواد کے ایک شخص روایت کرتے ہیں: کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: کہ تم قرآن میں نہیں پڑھتے انک لعلی خلق عظیم (یعنی قرآن شاہد ہے کہ آپ کے اخلاق اعلیٰ درجہ کے تھے۔ آپ کے اخلاق کا نقشہ یہی کافی ہے) راوی کہتے ہیں: کہ میں نے کہا اس کے متعلق مجھ سے کچھ بیان کیجیے (یعنی کوئی خاص واقعہ جس سے اس آیت کی کچھ تفسیر بطور نمونے کے ہو جائے) حضرت عائشہؓ نے فرمایا: میں نے ایک بار آپ کیلئے کچھ کھانا تیار کیا اور کچھ کھانا آپ کیلئے حضرت حفصہؓ نے تیار کیا میں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ جا دیکھتی رہ اگر حضرت حفصہ کھانا لاویں اور میرے کھانے سے پہلے دستر خوان پر رکھ دیں تو کھانا گرا دینا (چنانچہ) وہ کھانا لائیں اور لونڈی نے اس کو گرا دیا۔ رکابی بھی گر گئی اور ٹوٹ گئی اور جس میں کھانا گرا وہ دستر خوان چمڑے کا تھا اس لیے ضائع نہیں ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کھانے کو جمع کیا اور حضرت حفصہؓ سے فرمایا: تم حضرت عائشہؓ سے بدلہ لو یعنی اپنے برتن کے بدلے برتن لو۔ (مسند احمد) فائدہ: بدلہ دلوانا حضرت حفصہؓ کی دلجوئی کیلئے تھا تا کہ وہ یہ نہ سمجھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہؓ کے فعل کو گوارا فرما لیا، ایسے معمولی خفیف معاملات میں ایسی دقیق رعایتیں کرنا یہ غایت درجہ کی شفقت و علو نظر تواضع کی دلیل ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حریرہ لائی جو میں نے آپ کیلئے تیار کیا تھا، میں نے حضرت سودہؓ سے جو وہاں موجود تھیں کہا کہ تم بھی کھاؤ انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا، میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان دوں گی انہوں نے پھر بھی انکار کیا میں نے حریرہ میں ہاتھ بھر کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ کر ہنسے، آپ نے اپنے ہاتھوں سے مجھ کو (حضرت عائشہؓ) دبایا (تا کہ مدافعت نہ کر سکیں) حضرت سودہؓ سے فرمایا: تم ان کا منہ سان دو۔ انہوں نے میرا منہ سان دیا آپ پھر ہنسے۔ (جمع الفوائد عن الموصلی) فائدہ: آپ کا حسن سلوک اور ازواج میں آپس میں بے تکلفی اور محبت واضح ہے۔

حدیث: حضرت عائشہؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب ان کے پاس سے باہر تشریف لے گئے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ مجھ کو آپ پر شک ہوا اس گمان سے

کہ شاید کسی بی بی کے پاس تشریف لے گئے ہوں، حالانکہ یہ گمان نہ صحیح تھا نہ آپ کے معمول ملتزم کے اعتبار سے صحیح ہوسکتا تھا، گو عدل بھی آپ پر واجب نہ ہو اور عقلاً حضرت عائشہؓ سے بھی ایسا گمان نہیں کرسکتی تھی مگر طبعاً معذور تھیں، اسی واسطے اس کو غیرت سے تعبیر کیا جو امر طبعی ہے۔ (نشر الطیب) پھر آپ تشریف لے آئے اور میں اضطراب میں جو کچھ کر رہی تھی۔ (مثلاً اضطراب کی حرکات) اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا: اے عائشہؓ تم کو کیا ہوا؟ کیا تم کو شک ہوا؟ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ کیا وجہ کہ مجھ جیسا (محبّ) آپ جیسے (محبوب) پر شک نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے آپ نے فرمایا: ہاں! اور (تمہاری کیا تخصیص ہے) ہر آدمی کے ساتھ ایک شیطان ہے، میں نے کہا آپ کے ساتھ بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن میرے رب جل جلالہٗ نے اس کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی یہاں تک کہ میں اس سے سالم (یعنی محفوظ) رہتا ہوں یا ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا کہ وہ اسلام لے آیا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت خدیجہؓ کا ذکر فرماتے تو ان کی تعریف فرماتے اور بہت زیادہ تعریف فرماتے تو مجھ کو ایک روز بہت رشک ہوا اور میں نے کہا کہ آپ ایسی عورت کا کیا کثرت سے ذکر فرماتے ہیں جس کی باچھیں لال لال تھیں (یعنی دانت ٹوٹ جانے کی وجہ سے جلد سرخ نظر آنے لگتی ہے) اللہ تعالیٰ نے اس کی جگہ اس سے اچھی دے دی (یعنی میں) آپ نے فرمایا: اس سے اچھی اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نہیں دی (یعنی تم ان سے اچھی نہیں ہو کیونکہ) وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائیں جب اور لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی اور انہوں نے میری مالی مدد کی جبکہ اور لوگوں نے مجھ کو محروم رکھا (یعنی کسی نے مجھ سے ہمدردی نہیں کی کیونکہ دعوت نبوت کے بعد عام طور پر لوگوں کو بغض ہو گیا تھا) اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان سے اولاد بھی دی جبکہ دوسری بیویوں سے مجھ کو اولاد نہیں دی۔ (مسند احمد)

(اس واقعہ میں آپ کا تعلق حضرت خدیجہؓ کے ساتھ حضرت عائشہؓ کے تعلق سے اقوی تھا، صاف ظاہر ہے حالانکہ جذبۂ طبعیہ کے اسباب حضرت عائشہؓ میں زیادہ تھے)۔

ایثار حقوق...... حدیث: حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت

میمونہؓ کے گھر میں بیمار ہوگئے تو آپ نے اپنی بیبیوں سے اس کی اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمارداری کی جائے۔ ان سب نے اجازت دے دی۔ فائدہ: اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بیبیوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے: اگرچہ ایک قول میں آپ پر عدل واجب نہ تھا، دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسرے کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے، تیسرے یہ کہ بی بی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے امور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔

رفیق اعلیٰ...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض کی حالت میں عبدالرحمٰن ابن ابوبکر صدیقؓ آئے تو ان کے پاس تازہ مسواک تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا، میں نے خیال کیا کہ آپ کو اس کی خواہش ہے، میں نے عبدالرحمٰنؓ سے لے کر اس کو چبایا اور اس کو صاف کر کے آپ کو دے دیا، آپ نے خوب اچھی طرح مسواک کی (جیسے کبھی مسواک کرنے کی عادت تھی) پھر اس کو میری طرف بڑھایا، مسواک آپ کے ہاتھ سے گر گئی، (اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے) پھر آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دُعا کی ''اے اللہ رفیق اعلیٰ سے ملا دے'' اور اس کے بعد آپ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ (مشکوٰۃ) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل آپ کی وفات کے اپنے سینہ کے سہارے سے بٹھا رکھا تھا۔ اسی حالت میں آپ کو یہ کہتے سنا۔ ''اے اللہ میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھ کو رفیق اعلیٰ میں شامل فرما'' یعنی ارواح طیبہ و ملائکہ کی جماعت میں۔ فائدہ: بعض اہل غلو قرب حق کیلئے ازواج واولاد سے بُعد کو شرط سمجھتے ہیں اس میں رد ہے اس کا دیکھئے اس وقت سے زیادہ کون سا وقت ہوگا، قرب حق کا اور بی بی سے اتنا قرب ہے کہ ان کے سہارے لگے بیٹھے ہیں، اہل غلو نے قرب کی حقیقت ہی نہیں سمجھی۔ اس کی حقیقت ذکر و اطاعت ہے۔ اگر بی بی اس میں معین ہو تو یہ تعلق اس قرب کا مؤکد ہے۔ (ماخوذ از کتاب کثرت الازواج لصاحب المعراج، مولف حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے پینے کا انداز

(عاداتِ طیبہ)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا تناول نہ فرماتے، آپ فرماتے تھے: میں بندہ

ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھتا ہوں اور ایسے ہی کھاتا ہوں جیسے بندے کھاتے ہیں۔ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست اس قسم کی تھی کہ گویا گھٹنوں کے بل ابھی کھڑے ہو جائیں گے، یعنی اکڑوں بیٹھ کر) (زاد المعاد) ٹیک لگانے سے مراد جم کر بیٹھنا اور کھانے کے وقت چوکڑی مار کر سرین پر بیٹھنا، اس بیٹھنے کے مانند ہے جو کسی چیز کو اپنے نیچے رکھ کر ٹیک لگا کر بیٹھے۔ قاضی عیاض صاحب مواہب کہتے ہیں، کھانے کیلئے اس طرح بیٹھنا مستحب ہے کہ دونوں رانوں کو کھڑا کرے اور دونوں قدموں کی پشت پر نشست کرے یا اس طرح کہ داہنے پاؤں کو کھڑا کرے اور بائیں پاؤں پر بیٹھے۔ ابن قیم نے بیان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تواضع و ادب کی خاطر بائیں قدم کے اندر کی جانب کو داہنے قدم کی پشت پر رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے اگر چاہا تو کھالیا ورنہ چھوڑ دیا اور یہ کبھی نہ فرمایا کہ یہ کھانا برا ہے، ترش ہے، نمک زیادہ ہے یا کم ہے، شوربا گاڑھا ہے یا پتلا ہے۔ (مدارج النبوۃ) فائدہ: اس جگہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھانے میں عیب نکالنا غلطی اور خلاف اتباع سنت ہے۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اگر طعام میں تذکرۃً برائی بتائیں اور کہیں کہ برا پکا ہے اور مال ضائع کر دیا ہے تو یہ جائز ہے لیکن اس میں بھی پکانے والے کی دل شکنی ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو بہتر ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں حمد کرتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ (زاد المعاد) آپ کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے اور سیدھے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرتے۔ (زاد المعاد) کھانا، اگر برتن کی چوٹی تک ہوتا تو آپ چوٹی سے کھانا شروع نہ فرماتے بلکہ اپنے سامنے نیچے کی جانب سے شروع کرتے اور فرماتے کہ کھانے میں برکت چوٹی ہی میں ہوتی ہے۔ آپ جب کسی کھانے میں ہاتھ ڈالتے تو انگلیوں کی جڑوں تک کھانے میں نہ بھرتے۔ (خصائل نبوی، نشر الطیب، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حدیث: کعب بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف تین انگلیوں سے کھانا تناول فرمانے کی تھی اور ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔ (شمائل ترمذی، مسلم) بعض روایات میں ہے کہ پہلے بیچ کی انگلی چاٹتے تھے اس کے بعد شہادت کی انگلی، اس کے بعد انگوٹھا۔ اگر کوئی چیز پتلی ہوتی تو شاذ و نادر بیچ والی انگلی کے برابر والی انگلی کو بھی استعمال کرتے تھے۔ (طبرانی، خصائل نبوی) کھانے یا پینے کی چیز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھونک نہیں مارتے تھے اور اس

کو برا جانتے۔(ابن سعد) آپ کھانے کو کبھی نہیں سونگھتے اور اس کو برا جانتے۔(نشر الطیب) کھانا اگر ایک قسم کا آپ کے سامنے ہوتا تو آپ صرف اپنے ہی سامنے سے تناول فرماتے اور اگر مختلف قسم کا کھانا ہوتا چاہے برتن ایک ہی ہوتا تو بلا تامل دوسری جانب بھی ہاتھ بڑھاتے۔(زاد المعاد)

- جب کھانا پاس آتا تو فرماتے...... اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مَارَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ. ترجمہ: اے اللہ! آپ نے ہمیں جو رزق عنایت فرمایا، اس میں ہمیں برکت عنایت فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا، اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جب آنحضرت کھانے میں سے اوّل لقمہ لیتے تو فرماتے: يَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ ترجمہ: اے بہت بخشنے والے! جب آپ کھانا تناول فرما چکتے تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (شمائل، ترمذی) ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

- جب دسترخوان اٹھ جاتا تو آپ ارشاد فرماتے...... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. (بخاری، زاد المعاد، شمائل ترمذی) ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کیلئے سزاوار ہیں جو بہت ہی عمدہ بڑی بابرکت انداز میں ہوں۔ اے ہمارے رب! ہم اس دسترخوان کو اٹھا رہے ہیں، ایسا نہیں کہ یہ کھانا ہمیشہ کیلئے کافی ہو گیا ہو اور نہ ہم اس کو ہمیشہ چھوڑ رہے ہیں اور نہ ہم آپ کی اس نعمت سے مستغنی ہو سکتے ہیں۔ جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہیں مدعو ہوتے تو داعی کے حق میں ان الفاظ سے ضرور دُعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مَارَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ. (زاد المعاد، مدارج النبوۃ) ترجمہ: اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔ جو کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور ہاتھوں پر جو تری ہوتی اس کو ہاتھوں، چہرے اور سر مبارک پر مل کر خشک کر لیتے۔ ایک روایت میں اعضائے وضو پر ہاتھ پونچھنا بھی آیا ہے۔(ابن ماجہ)

- کھانے کیلئے وضو...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے فراغت پر باہر تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں کھانا حاضر کیا گیا اور وضو کا پانی لانے کیلئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ مجھے وضو کا اسی وقت حکم ہے جب نماز کا ارادہ کروں۔(شمائل ترمذی) حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: کہ کھانے سے قبل اور کھانے کے بعد وضو (ہاتھ منہ دھونا) برکت کا سبب ہے۔ (شمائل ترمذی)

کھانے سے پہلے بسم اللہ...... عمرو بن ابی سلمہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا رکھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: بیٹا! قریب ہو جاؤ اور بسم اللہ کہہ کر داہنے ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھانا شروع کرو۔ (شمائل ترمذی) بسم اللہ کہنا بالاتفاق سنت ہے اور اپنے داہنے ہاتھ سے کھانا جمہور کے نزدیک سنت ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور داہنے ہاتھ سے پیو اس لیے کہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے اور پیتا ہے۔ (خصائل نبوی) حضرت انسؓ نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہٗ بندہ کی اس بات پر بہت ہی رضا مندی ظاہر فرماتے ہیں کہ جب ایک لقمہ کھانا کھالے یا ایک گھونٹ پانی پیئے تو حق تعالیٰ شانہٗ کا اس پر شکر ادا کرے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ۔ (شمائل ترمذی) جو شخص بسم اللہ پڑھے بغیر کھانا شروع کر دیتا تو آپ اس کا ہاتھ پکڑ لیا کرتے اور اس کو بسم اللہ پڑھنے کی تاکید فرماتے۔ (زادالمعاد) علماء نے لکھا ہے کہ بسم اللہ کو آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے تاکہ دوسرے ساتھی کو اگر خیال نہ رہے تو یاد آ جائے۔ (خصائل نبوی) جس نعمت کے اوّل بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے متعلق قیامت میں سوال نہ ہوگا۔ (ابن حبان) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب کوئی کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو درمیان میں یا بعد میں یاد آنے پر اس طرح پڑھیں بسم اللہ اوّلہٗ وآخرہٗ۔ (زادالمعاد، شمائل ترمذی)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ حضورِ اکرم کی وفات تک آپ کے اہل وعیال نے مسلسل دو دن کبھی جو کی روٹی سے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ (شمائل ترمذی) (یعنی کھجوروں سے اگرچہ اس کی نوبت آ گئی ہو لیکن روٹی سے کبھی یہ نوبت نہیں آئی کہ مسلسل دو دن ملی ہو) کبھی کبھی گیہوں کی روٹی بھی تناول فرمائی ہے۔ (خصائل نبوی) سہیل بن سعدؓ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفید میدہ کی روٹی بھی کھائی ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے سامنے آخر عمر تک میدہ آیا بھی نہ ہوگا۔ (بخاری وشمائل ترمذی) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا تناول نہیں فرمایا، نہ چھوٹی

طشتریوں میں کھایا نہ آپ کیلئے کبھی چپاتی پکائی گئی، آپ کھانا چمڑے کے دسترخوان پر تناول فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

مرغوبات...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: سرکہ بھی کیسا اچھا سالن ہے۔ (شمائل ترمذی) ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے سرکہ میں برکت کی دُعا فرمائی ہے، اور یہ ارشاد فرمایا ہے: کہ پہلے انبیاء کا بھی یہی سالن رہا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ محتاج نہیں ہے یعنی سالن کی احتیاج باقی نہیں رہتی۔ (ابن ماجہ) ابو اسیدؓ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ زیتون کا تیل کھانے میں بھی استعمال کرو اور مالش میں بھی اس لیے کہ یہ ایک بابرکت درخت کا تیل ہے۔ (شمائل ترمذی) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بونگ کا گوشت پسند تھا۔ آپ نے اس کو دانتوں سے کاٹ کر تناول فرمایا۔ (یعنی چھری وغیرہ سے نہیں کاٹا) دانتوں سے کاٹ کر کھانے کی ترغیب بھی حضور نے فرمائی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ گوشت کو دانتوں سے کاٹ کر کھایا کرو کہ اس سے ہضم بھی خوب ہوتا ہے اور بدن کو زیادہ موافق پڑتا ہے۔ (خصائل نبوی) ایک حدیث شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پٹھہ کا گوشت بہترین گوشت ہے۔ (شمائل ترمذی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھنا ہوا گوشت اور سالن میں کدو بہت مرغوب تھا۔ (ابن سعد، شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔ (زادالمعاد) آپ نے مرغ، سرخاب، بکری، اونٹ اور گائے کا گوشت کھایا۔ آپ ثرید کو (یعنی شوربے میں توڑی ہوئی روٹی) کو پسند فرماتے تھے۔ آپ فلفل اور مصالحے بھی کھاتے تھے۔ آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس (یعنی کھجور اور گھی اور پنیر کا مالیدہ بھی) کھایا ہے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور کو ہانڈی اور پیالہ کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔ آپ ککڑی خرمہ کے ساتھ کھاتے تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے کہ آپ تربوز خرمہ کے ساتھ کھاتے اور فرماتے کہ اس کی گرمی کا اس کی سردی سے تدارک ہو جاتا ہے اور پانی آپ کو وہ پسند تھا جو شیریں اور سرد ہو، اور آپ خرما تر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے۔ یہ پیالہ لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پتر لگے تھے۔ (ابن سعد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: کہ دودھ کے سوا کوئی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا

کام دے سکے۔ (نشر الطیب)

مہمان کی رعایت...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمانوں سے کھانے کیلئے اصرار فرماتے اور بار بار کہتے، ایک بار ایک شخص کو دودھ پلانے کے بعد اس سے بار بار فرمایا: اشرب اشرب، اور پیو اور پیو، یہاں تک کہ اس شخص نے قسم کھا کر عرض کیا قسم ہے اس خدائے برتر کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب اور گنجائش نہیں ہے۔ (بخاری، مدارج النبوۃ) کسی مجمع میں کھانا تناول فرمانے کا اگر اتفاق ہوتا تو سب سے آخر میں آپ ہی اٹھتے کیونکہ بعض آدمی دیر تک کھاتے رہنے کے عادی ہوتے ہیں اور ایسے لوگ جب دوسروں کو کھانے سے اٹھتا دیکھتے ہیں تو شرم کی وجہ سے خود بھی اُٹھ جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کا لحاظ فرماتے ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہ تکلف تھوڑا تھوڑا کھاتے ہی رہتے۔ (زاد المعاد، ابن ماجہ، بیہقی، مشکوۃ)

اگر کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور کسی ہم جلیس کو کوئی چیز کھانے یا پینے کی عنایت فرماتے تو داہنی طرف بیٹھنے والے کو اس کا زیادہ حقدار سمجھتے اور اس کو دیتے اور اگر بائیں جانب بیٹھنے والے کو عنایت فرمانا چاہتے تو داہنی طرف والے سے اجازت لے لیتے۔ یہ ترتیب اور یہ عمل ہمیشہ ملحوظ رہتا گو بائیں طرف کا آدمی کتنی ہی بڑی شخصیت کا ہوتا۔ (بخاری و مسلم، زاد المعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کہیں مدعو ہوتے اور کوئی شخص بغیر بلائے ساتھ ہو جاتا تو آپ اس کو ساتھ لے لیتے مگر داعی کے گھر پہنچنے پر داعی سے اس کیلئے اجازت طلب فرماتے اور اجازت حاصل کرنے پر ہمراہ رکھتے۔ (مدارج النبوۃ)

کھانے کے متعلق بعض سنن طیبہ...... حضرت اسماءؓ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گرم کھانا لایا جاتا تو آپ اس کو اس وقت تک ڈھانپ کے رکھتے جب تک اس کا جوش نہ ختم ہو جاتا اور فرمایا: کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ (دارمی، مدارج النبوۃ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جب کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اتار ڈالو، اس لیے کہ جوتوں کے اتار ڈالنے سے قدموں کو بہت آرام ملتا ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد پانی نوش نہ فرماتے کیونکہ مضر ہضم ہے۔ جب تک کھانا ہضم کے قریب نہ ہو پانی نہ پینا چاہئے۔ (مدارج النبوۃ) آپ رات کا کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے، اگرچہ کھجور کے چند دانے ہی کیوں نہ

ہوں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ عشاء کا کھانا چھوڑ دینا بڑھاپا لاتا ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، زاد المعاد) کھجور یا روٹی کا کوئی ٹکڑا کسی پاک جگہ پڑا ہوتا تو اس کو صاف کر کے کھا لیتے۔ (مسلم) آپ کھانا کھاتے ہی سو جانے کو منع فرماتے تھے (یہ دل میں ثقالت پیدا کرتا ہے)۔ (زاد المعاد) دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر کیلئے لیٹ جانا بھی مسنون ہے۔ (زاد المعاد) جس قدر کھانا میسر ہو اس پر قناعت کرنا یعنی جیسا بھی اور جتنا بھی مل جائے اس پر راضی رہنا اور اس کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر کھانا چاہئے۔ (موطا امام مالک) اور یہ نیت رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اس کی عبادت پر قوت حاصل ہونے کیلئے کھاتا ہوں۔ (الترغیب والترہیب) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تقلیل غذا کی رغبت دلایا کرتے اور فرماتے تھے کہ معدہ کا ایک تہائی حصہ کھانے کیلئے اور ایک تہائی پانی کیلئے اور ایک تہائی خود معدہ کیلئے چھوڑ دینا چاہئے۔ (زاد المعاد) پھلوں، ترکاریوں کا استعمال ان کے مصلح چیزوں کے ساتھ فرمایا کرتے۔ (زاد المعاد) کسی دوسرے کو کھانا دینا یا کسی سے کھانا لینا ہو تو دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے۔ (ابن ماجہ) چند آدمیوں کے ساتھ کھانا باعث برکت ہوتا ہے۔ (ابوداؤد) کھانے میں جتنے ہاتھ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔ (مشکوٰۃ) کھانے کے دوران جو چیز دسترخوان یا پیالہ سے گر جائے اسے اٹھا کر کھا لینا بھی ثواب ہے۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس میں محتاجی، برص اور کوڑھ سے حفاظت ہے اور جو کھاتا ہے اس کی اولاد حماقت سے محفوظ رہتی ہے اور انہیں عافیت دی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عباسؓ سے روایت کی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا: جو دسترخوان پر گری ہوئی چیز اٹھا کر کھاتا ہے اس کی اولاد حسین وجمیل پیدا ہوتی ہے، اور اس سے محتاجی دور کی جاتی ہے۔ (مدارج النبوۃ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے مگر جبکہ اس کو پکا لیا جائے تو اس کا کھانا درست ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ) کھانے کی مجلس میں جو شخص بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا پہلے شروع کرانا چاہئے۔ (مسلم) کھانا کھاتے ہوئے کھانے کی چیز یا لقمہ نیچے گر جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا چاہئے۔ شیطان کیلئے نہ چھوڑے۔ (ابن ماجہ، مسلم) کھانے کے درمیان کوئی شخص آ جائے تو اسے کھانے کیلئے پوچھ لینا چاہئے۔ (ابن ماجہ) دسترخوان پہلے اٹھا لیا جائے اس کے بعد کھانے والے اٹھیں۔ (ابن ماجہ)

نئے پھل کا استعمال...... جب آپ کی خدمت میں موسم کا نیا پھل پیش ہوتا تو آپ اس کو آنکھوں اور ہونٹوں پر رکھتے اور یہ دُعا ارشاد فرماتے: اَللّٰهُمَّ كَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهٗ اَرِنَا

اٰخِرَهٗ. ترجمہ: اے اللہ جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھلایا (اسی طرح) اس کا آخر بھی ہمیں دکھا اور پھر آپ کی خدمت میں جو سب سے کم عمر بچہ ہوتا، اس کو عنایت فرماتے۔ (زادالمعاد)

مشروبات میں عادت طیبہ...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پانی پینے میں تین مرتبہ سانس لیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ اس طرح سے پینا زیادہ خوشگوار ہے اور خوب سیر کرنے والا ہے اور حصول شفا کیلئے اچھا ہے۔ (شمائل ترمذی) دوسری حدیث میں صراحت کے ساتھ وارد ہے کہ جب تم میں سے کوئی پانی پئے تو پیالے میں سانس نہ لے بلکہ پیالے سے منہ ہٹا لے۔ (زادالمعاد، شمائل ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سرد اور شیریں پانی زیادہ محبوب تھا۔ (زادالمعاد) کھانے کے بعد پانی پینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں ہے خصوصاً اگر پانی گرم ہو یا زیادہ سرد ہو کیونکہ یہ دونوں صورتیں بہت زیادہ نقصان دہ ہوتی ہیں۔ (زادالمعاد) آپ ورزش کے بعد تکان ہونے پر اور کھانا یا پھل کھانے پر اور جماع یا غسل کے بعد پانی پینے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔ (زادالمعاد) احادیث میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانی چوس چوس کر پیو اور غٹ غٹ کر کے نہ پیو۔ (مدارج النبوۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب پینے کی چیز کسی مجلس میں تقسیم کراتے تو حکم دیتے کہ عمر میں بڑے لوگوں سے دور شروع کیا جائے اور آپ کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب مجلس میں کسی پینے کی چیز کا دور چل رہا ہوتا اور بار بار پیالہ آ رہا ہوتا تو دوسرا پیالہ آنے پر اس کو اسی جگہ سے شروع کراتے جہاں پہلا دور ختم ہوا تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کو کوئی چیز پلاتے تو آپ خود سب سے آخر میں نوش فرماتے اور فرماتے ساقی سب سے آخر میں پیتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارک بیٹھ کر پانی پینے کی تھی اور صحیح روایات میں آپ سے منقول ہے کہ آپ نے کھڑے ہو کر پینے کو منع فرمایا ہے۔ نیز ایک ہاتھ سے بھی پینے کو منع فرمایا ہے۔ (زادالمعاد) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب کسی شخص کو حق تعالیٰ شانہٗ کوئی چیز کھلائیں تو یہ دُعا پڑھنی چاہئے: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَاَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ. ترجمہ: اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما۔ اور جب دودھ عطا فرما دیں تو یہ دُعا پڑھنا چاہئے۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ (شمائل ترمذی) ترجمہ: اے اللہ تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اس سے اور زیادہ نصیب فرما۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلاشبہ آب شیریں و سرد کو پسند

فرماتے، آپ کیلئے دور سے ایسا پانی لایا جاتا تھا۔ (خصائل نبوی، مدارج النبوۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد میں پانی ملا کر نوش فرمایا ہے اور علی الصبح نوش فرماتے اور جب اس پر کچھ وقت گزر جاتا اور بھوک معلوم ہوتی تو جو کچھ کھانے کی قسم کا موجود ہوتا تناول فرماتے۔ (مدارج النبوۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم دودھ کو پسند فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کھانے اور پینے دونوں کے کام آئے بجز دودھ کے کھانے کے بعد دُعا فرماتے: اَللّٰھُمَّ زِدْنَا خَیْرًا مِّنْہُ ترجمہ: اے اللہ! ہمیں (یہ) زیادہ (اور) اس سے بہتر عطا فرما۔ (شمائل ترمذی) آپ کبھی خالص دودھ نوش فرماتے اور کبھی سرد پانی ملا کر یعنی لسی۔ (مدارج النبوۃ) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آبِ زم زم کا ڈول لایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھڑے ہو کر پیا (اس وقت اس جگہ بیٹھنے کا موقع نہ تھا) (شمائل ترمذی) بعض کا قول ہے کہ کھڑے ہو کر پانی پینا آبِ وضو اور آبِ زم زم کے ساتھ خاص ہے۔ (مدارج النبوۃ)

نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول (لباس و آرائش)

لباس کا معمول مبارک ...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ لباس شریف میں وسعت اور ترکِ تکلف کی تھی۔ مطلب یہ ہے کہ جو پاتے زیبِ تن فرماتے اور تعین کی تنگی اختیار نہ فرماتے اور کسی خاص قسم کی جستجو نہ فرماتے اور کسی حال میں عمدہ نفیس کی خواہش نہ فرماتے اور نہ ادنیٰ وحقیر کا خیال فرماتے جو کچھ موجود میسر ہوتا پہن لیتے اور جو لباس ضرورت کو پورا کر دے اسی پر اکتفا کرتے۔ اکثر حالتوں میں آپ کا لباس چادر اور ازار (یعنی تہبند) ہوتا، جو کچھ سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا اور کبھی پشمینہ بھی پہنا ہے۔ منقول ہے کہ آپ کی چادر شریف میں متعدد پیوند لگے ہوئے تھے جسے آپ اوڑھا کرتے تھے اور فرماتے میں بندہ ہی ہوں اور بندوں ہی جیسا لباس پہنتا ہوں۔ (شیخین نے روایت کیا ہے)

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا پسند ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند جانتے تھے۔ (مدارج النبوۃ) جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تہبند کو سامنے کی جانب لٹکاتے اور عقب میں اونچا رکھتے۔ (مدارج النبوۃ) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تکبر وغرور کی مذمت فرماتے تو صحابہؓ عرض کرتے یا رسول اللہ!

صلی اللہ علیہ وسلم آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں اور اس کی جوتیاں عمدہ ہوں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ (الکبر بطر الحق) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ لَطِیْفٌ یُحِبُّ اللَّطَافَۃَ. ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ لطیف ہے اور لطافت کو پسند کرتا ہے۔ چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم صلی اللہ علیہ وسلم وفود کے آنے پر ان کیلئے تجمل فرماتے اور جمعہ وعیدین کیلئے بھی آرائش فرماتے اور مستقل جدا لباس محفوظ رکھتے تھے۔ (مدارج النبوۃ) حضرت ام سلمہؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین لباس قمیض (کرتا) تھا۔ اگرچہ تہبند اور چادر شریف بھی بکثرت زیب تن فرماتے تھے لیکن قمیض کا پہننا زیادہ پسندیدہ تھا۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرہن مبارک سوتی اور تنگ دامن و آستین والا ہوتا تھا اور آپ کی قمیض مبارک میں گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں اور قمیض مبارک میں سینہ کے مقام پر گریبان تھا اور یہی قمیض کی سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ) ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس حال میں دیکھا کہ میرے جسم پر کم قیمت کے کپڑے تھے تو فرمایا: کہ کیا تیرے پاس از قسم مال ہے؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے۔ پھر فرمایا: خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہئے۔ مطلب یہ ہے کہ تونگری کی حالت کے مناسب کپڑے پہنو اور خدا کی نعمت کا شکر ادا کرو اور ایک الجھے ہوئے بالوں والے پریشان حال کے بارے میں پوچھا کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے سر کو تسکین دے۔ (یعنی بالوں کو کنگھا کرے) اور ایسے شخص کو دیکھا جس پر میلے اور غلیظ کپڑے تھے فرمایا: کہ یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑوں کو دھولے۔ (یعنی صابن وغیرہ) (مدارج النبوۃ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہننے کو پسند فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے۔ چاہئے کہ تم میں سے زندہ لوگ بھی پہنیں اور اپنے مردوں کو بھی سفید کفن دیں۔ (مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کالی کملی اوڑھا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کے وقت باہر تشریف لے گئے تو آپؐ کے بدن مبارک پر ایک سیاہ بالوں کی چادر تھی۔ (شمائل ترمذی) جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا۔ (مدارج النبوۃ) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پشمینہ یعنی اونی کپڑے بھی پہنے ہیں اور حضور اکرم صلی

اللہ علیہ وسلم اکثر چادر لپیٹا کرتے تھے۔ (مدارج النبوۃ) چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں اطیب ولطیف تھے اس لیے اس کی علامت آپ کے بدن مبارک میں ظاہر تھی کہ آپ کے جسم اطہر سے لگنے کی وجہ سے آپ کے کپڑے میلے نہ ہوتے تھے اور نہ آپ کے لباس مبارک میں جوں پڑتی تھی اور نہ کپڑوں پر اور نہ آپ کے جسم اطہر پر مکھی بیٹھتی تھی۔ (مدارج النبوۃ) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کے موزے پہنے ہیں اور ان پر مسح فرمایا ہے۔ (مدارج النبوۃ) لباس کے معاملہ میں سب سے بہترین طریقہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ہے جس کا آپ نے حکم دیا ہے یا ترغیب دی یا خود اس پر مسلسل عمل فرمایا۔ آپ کا طریقہ (سنت) لباس یہ ہے کہ: کپاس کا بنا ہوا یا صوف کا کتان کا بنا ہوا کوئی سا بھی ہو اور جو بھی لباس میسر آئے پہن لیا جائے۔ آپ نے یمنی چادریں جبہ۔ قبا، قمیض، تہبند، چادر (سادہ)، موزہ، جوتا ہر چیز استعمال فرمائی ہے۔ آپ نے دھاری دار سیاہ کپڑا (سیادہ دھاری دار) اور سیاہ کپڑا بھی پہنا ہے اور سادہ کپڑا بھی پہنا ہے۔ سیاہ لباس اور سبز ریشم کی آستین والا لبادہ بھی پہنا ہے۔ (زادالمعاد)

- پاجامہ..... آپ نے ایک پاجامہ بھی خریدا ہے اور ظاہر ہے کہ پہننے ہی کیلئے خریدا ہوگا اور اصحابِ کرام آپ کی اجازت سے پہنا بھی کرتے تھے۔ (زادالمعاد) حضرت عائشہؓ سے صحیح روایت میں ہے کہ انہوں نے ایک پرانا کمبل اور موٹے سوت کی ایک چادر نکالی اور فرمایا: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ (زادالمعاد)

- قمیض مبارک..... ملا علی قاریؒ نے دمیاطی سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کُرتہ (قمیض) سوت کا بنا ہوا تھا جو زیادہ لمبا نہ تھا اور اس کی آستین بھی زیادہ لمبی نہ تھی۔ بیجوریؒ نے لکھا ہے کہ آپ کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ کا معمول صبح کے کھانے میں سے شام کیلئے بچا کر رکھنے کا نہ تھا۔ نہ شام کے کھانے میں سے صبح کیلئے بچانے کا تھا اور بعض اوقات کوئی کپڑا، کرتا چادر لنگی یا جوتہ دوعدد نہ ہوتے تھے۔ مناوی نے حضرت عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ کا کرتا (قمیض) زیادہ لمبا نہ ہوتا تھا نہ اس کی آستین لمبی ہوتی تھی۔ دوسری حدیثوں میں حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ کا کرتا ٹخنوں سے اونچا ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی) حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کُرتہ کی آستین پہونچے تک ہوتی تھی۔ (شمائل ترمذی، خصائل نبوی)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قمیض (کرتے) کی آستین نہ بہت تنگ رکھتے اور نہ بہت کشادہ۔ بلکہ درمیانی ہوتی اور آستین ہاتھ کے گٹے تک رکھتے اور چوغہ وغیرہ نیچے تک مگر انگلیوں سے متجاوز نہ ہوتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر کا کُرتہ (قمیض) وطن کے کرتے سے دامن اور آستین میں کسی قدر چھوٹا ہوتا تھا۔ (زاد المعاد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص کا گریبان سینہ پر ہوتا تھا۔ کبھی آپ اپنے کرتے کا گریبان کھول لیا کرتے اور سینہ اطہر صاف نظر آتا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے۔ (شمائل ترمذی) جب آپ قمیض زیب تن فرماتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر بایاں ہاتھ بائیں آستین میں۔ (زاد المعاد) ایاس بن جعفر الحنفی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رومال تھا جب آپ وضو کرتے تو اسی سے پونچھ لیتے۔ (ابن سعد)

- عمامہ...... عمامہ کا باندھنا سنت مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عمامہ باندھنے کا حکم بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ عمامہ باندھا کرو اس سے حلم میں بڑھ جاؤ گے۔ (فتح الباری) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے کسی نے پوچھا کیا عمامہ باندھنا سنت ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں سنت ہے۔ (عینی) مسلم شریف اور نسائی شریف میں ہے کہ عمرو بن حرثؓ کہتے ہیں کہ وہ منظر گویا اس وقت مرے سامنے ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ سیاہ عمامہ آپ کے سر مبارک پر تھا اور اس کا شملہ دونوں شانوں کے درمیان تھا۔ (خصائل نبوی) آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو (شملہ) دونوں شانوں کے درمیان چھوڑ لیتے تھے اور کبھی بے شملہ عمامہ باندھتے تھے۔ (نشر الطیب، شمائل ترمذی) آپ عمامہ کا شملہ ایک بالشت کے قریب چھوڑتے۔ شملہ کی مقدار ایک ہاتھ سے زیادہ بھی ثابت ہے۔ عمامہ تقریباً سات گز ہوتا تھا۔ (خصائل نبوی) عمامہ کے نیچے ٹوپی رکھنا سنت ہے۔

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ٹوپی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ وطن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفید کپڑے کی چپٹی ہوئی ٹوپی اوڑھا کرتے تھے۔ آپ نے سوزنی نما سلے ہوئے کپڑے کی گاڑھی ٹوپی بھی اوڑھی ہے۔ (السراج المنیر)

- تہبند اور پاجامہ...... حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ لنگی باندھنے کی تھی پاجامہ پہننا مختلف فیہ ہے۔ بعض احادیث سے اس کا پہننا ثابت ہے اور اپنے اصحاب کو پہنے دیکھا

ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ پاجامہ پہنتے ہیں؟ تو فرمایا کہ پہنتا ہوں، مجھے بدن کے ڈھانکنے کا حکم ہے، اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔ (خصائل نبوی، زادالمعاد) آپ کی تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی تھی اور تین ہاتھ ایک بالشت چوڑی تھی۔ (شمائل ترمذی) بعض احادیث میں ہے کہ چادر چار ہاتھ لمبی اور ڈھائی ہاتھ چوڑی اور تہبند چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ چوڑی۔ تہبند ہمیشہ نصف پنڈلی سے اونچی رکھتے۔ تہبند کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے قدرے نیچا رہتا۔ (خصائل نبوی) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمان کی لنگی آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک بھی کچھ مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے جتنے حصہ پر لنگی لٹکے گی وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص متکبرانہ کپڑے کو لٹکائے گا۔ قیامت میں حق تعالیٰ شانہ اس کی طرف نظر نہیں کریں گے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، زادالمعاد) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یمنی چادر کپڑوں میں زیادہ پسندیدہ تھی۔ (شمائل ترمذی) کبھی آپ چادر کو اس طرح اوڑھتے کہ چادر سیدھی بغل سے نکال کر الٹے کاندھے پر ڈال لیتے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو جمعہ کے دن پہنتے۔ سفید لباس تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب تھا ہی مگر رنگین لباس میں سبز رنگ کا لباس طبیعت پاک کو بہت زیادہ پسند تھا۔ (زادالمعاد) خالص و گہرا سرخ رنگ طبیعت پاک کو بہت زیادہ ناپسند تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیا لباس زیب تن فرماتے تو کپڑے کا نام لے کر خدا تعالیٰ کا شکران الفاظ میں ادا فرماتے: اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ. (زادالمعاد) وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ ○ ترجمہ: اے اللہ تیرے ہی لیے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے اور میں تجھ سے اس کی برائی اور اس چیز کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں جس کیلئے یہ بنایا گیا ہے۔ نیز یہ دعا فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ. ترجمہ: سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی چیز چھپاتا ہوں اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں اور جو کپڑا پرانا ہو جاتا اسے خیرات کر دیتے۔ (زادالمعاد) آپ اکثر اوقات سوتی لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی کبھی صوف اور کتان کا لباس بھی پہنا ہے۔ (زادالمعاد) آپ چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے

تھے کہ بدن ظاہر نہ ہو۔ غالباً لیٹنے کی حالت میں یہ معمول تھا۔ حضرت ابورمثہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلمکو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

نعلین شریف...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چپل نما یا کھڑاؤں نما جوتا پہنا کرتے تھے آپ نے سیاہ چرمی موزے بھی پہنے اوران پر وضو میں مسح فرمایا ہے اور آپ کے نعلین مبارک میں انگلیوں میں پہننے کے دو تسمے تھے۔ (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اس کے پاس والی کے درمیان میں) اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا۔

آپ کا نعلین پاک ایک بالشت دو انگلیوں کے برابر لمبا تھا اور سات انگل چوڑا تھا اور دونوں تسموں کے درمیان نیچے سے دو انگل کا فاصلہ تھا۔ بالوں سے صاف کیے ہوئے چمڑے کے نعلین پہنتے تھے اور وضو کر کے ان میں پاؤں بھی رکھ لیتے تھے۔ روایت کیا اس کو حضرت ابن عمرؓ نے اور آپ نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔ (کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور ایسی بناوٹ کے ہوتے تھے جن میں انگلیاں زمین سے لگ جاتی تھیں)۔ آپ نے بغیر بالوں کے چمڑے کا جوتا بھی پہنا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب کوئی شخص تم میں سے جوتا پہنے تو داہنی طرف سے ابتداء کرنا چاہئے اور جب نکالے تو بائیں پیر سے پہلے نکالے۔ دایاں پاؤں جوتا پہننے میں مقدم ہونا چاہئے اور نکالنے میں موخر۔ (شمائل ترمذی) جوتا کبھی کھڑے ہو کر پہنتے اور کبھی بیٹھ کر۔ آپ اپنا جوتا اٹھاتے تو الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی سے اٹھاتے۔ (شمائل ترمذی)

عادات برگزیدہ خوشبو کے بارے میں...... آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے تھے۔ (نشر الطیب) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر شب میں بھی خوشبو لگایا کرتے تھے۔ سونے سے بیدار ہوتے تو قضائے حاجت سے فراغت کے بعد وضو کرتے اور پھر خوشبو لباس پر لگاتے۔ خدمتِ اقدس میں خوشبو اگر ہدیۃً پیش کی جاتی تو آپ اس کو ضرور قبول فرماتے۔ خوشبو کی چیز واپس کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی) ریحان کی خوشبو کو بہت پسند فرماتے تھے اس کے رد کرنے کو منع فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی) مہندی کے پھول کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بہت محبوب رکھتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مشک اور عود کی خوشبو کو تمام خوشبوؤں سے زیادہ

محبوب رکھتے ۔ (زادالمعاد) آپ خوشبو سر مبارک پر بھی لگایا کرتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تین چیزیں نہ لوٹانا چاہئیں ۔تکیہ، تیل (خوشبو) اور دودھ۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مردانہ خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو پھیلتی ہو اور رنگ غیر محسوس ہو جیسے گلاب اور کیوڑہ اور زنانہ خوشبو وہ ہے جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو جیسے حنا، زعفران ۔ (شمائل ترمذی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سکہ (وعطر دان یا عطر کا مرکب) تھا اس میں سے خوشبو استعمال فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

- سرمہ لگانا...... ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی جس سے آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے تھے۔ (ابن سعد، شمائل ترمذی) عمران بن ابی انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی داہنی آنکھ میں تین مرتبہ سرمہ لگاتے اور بائیں میں دو مرتبہ۔ (ابن سعد) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہیں اثمد استعمال کرنا چاہئے ۔ کیونکہ یہ نظر کو تیز کرتا ہے۔ بال اگاتا ہے اور آنکھ روشن کرنے والی چیزوں میں سے بہترین ہے۔ (شمائل ترمذی، ابن سعد)

- سر کے موئے مبارک...... حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بالوں کی لمبائی کانوں کے درمیان تک اور دوسری روایات میں کانوں تک اور تیسری روایت میں کانوں کی لو تک تھی۔ ان کے علاوہ کندھوں تک یا کندھوں کے قریب تک کی روایتیں بھی ہیں۔ (شمائل ترمذی) ان سب روایتوں میں باہمی مطابقت اس طرح ہے کہ آپ کبھی تیل لگاتے یا کنگھی فرماتے تو بال دراز ہو جاتے ورنہ اس کے برعکس رہتے یا پھر ترشوانے سے پہلے اور بعد میں ان میں اختصار و طول ہوتا رہتا تھا۔ مواہب لدنیہ میں اس کے موافق مجمع البحار میں یہ مذکور ہے کہ جب بالوں کے ترشوانے میں طویل وقفہ ہو جاتا تو لمبے بال ہو جاتے اور جب ترشواتے تو چھوٹے ہو جاتے تھے۔ اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کو ترشواتے تھے، منڈواتے نہ تھے لیکن حلق (منڈوانے) کے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ آپ حج و عمرہ کے دو موقعوں کے سوا بال نہیں منڈواتے تھے۔ واللہ اعلم ۔ (مدارج النبوۃ) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بالوں میں کثرت سے کنگھی کیا کرتے تھے۔ آپ جس کسی کے پراگندہ اور بکھرے

ہوئے بال دیکھتے تو کراہت فرماتے کہ تم میں سے کسی کو وہ نظر آیا ہے۔(یہ اشارہ شیطان کی طرف ہے) اسی طرح آپ بہت زیادہ بننے سنورنے اور لمبے بالوں والوں سے بھی کراہت فرماتے۔اعتدال اور میانہ روی آپ کو بہت پسند تھی۔(مدارج النبوۃ)

عادات پسندیدہ کنگھا کرنے اور تیل لگانے میں...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت مسواک کرتے، وضو کرتے اور سر کے بالوں اور ڈاڑھی مبارک میں کنگھا کرتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں ہوتے یا حضر میں ہمیشہ بوقت خواب آپ کے سرہانے سات چیزیں رکھی رہتیں۔تیل کی شیشی، کنگھا، سرمہ دانی، قینچی، مسواک، آئینہ اور ایک لکڑی کی چھوٹی سی سیخ جو کمر کے کھجانے میں کام آتی تھی۔(زاد المعاد) آپ پہلے ڈاڑھی مبارک اور سر مبارک میں تیل لگاتے اور پھر کنگھا کرتے۔(ابن سعد) ابن جریجؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ کا ہاتھی دانت کا کنگھا تھا جس سے آپ کنگھا کرتے تھے۔خالد بن معدانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کنگھا، آئینہ، تیل، مسواک اور سرمہ لے جاتے تھے(ابن سعد) انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت سر میں تیل ڈالتے اور داڑھی پانی سے صاف کرتے تھے۔(ابن سعد)

اعتدال تزئین...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم شروع میں اپنے سر کے بالوں کو بے مانگ نکالے جمع کرلیا کرتے تھے پھر بعد میں آپ مانگ نکالنے لگے تھے۔(شمائل ترمذی نشر الطیب) اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک روز ناغہ کر کے کنگھا کیا کرتے تھے(نشر الطیب) اور ایک اور روایت میں حضرت حمید بن عبدالرحمٰن سے مروی ہے کہ گاہے گاہے کنگھی کرتے تھے۔(شمائل ترمذی) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال نہ بالکل پیچیدہ اور نہ بالکل کھلے ہوئے تھے بلکہ کچھ گھنگھریالا پن لیے ہوئے تھے جو کانوں کی لو تک پہنچتے تھے۔(شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وضو کرنے میں، کنگھی کرنے میں جوتہ پہننے میں داہنی طرف کو مقدم رکھتے تھے۔(شمائل ترمذی) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پانی لگا کر بھی داڑھی مبارک میں کنگھا کیا کرتے تھے۔آپ جب آئینہ میں چہرۂ انور کو دیکھتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے: اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ وَاَوْسِعْ عَلَیَّ فِیْ رِزْقِیْ۔ ترجمہ: مرے اللہ تو نے جس طرح میری تخلیق کو بہتر بنایا ایسے ہی میری خلق یعنی عادت کو

بہتر بنا اور میرے رزق میں وسعت دے۔ (زادالمعاد، شمائل ترمذی)

- سر میں تیل کا استعمال...... آپ جب سر میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں تیل رکھتے اور پہلے ابروؤں میں تیل لگاتے پھر آنکھوں پر پھر سر میں تیل لگاتے۔ اسی طرح جب داڑھی میں تیل لگاتے تو پہلے آنکھوں پر لگاتے پھر داڑھی میں لگاتے۔ (زادالمعاد)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں اکثر تیل کا استعمال فرماتے تھے اور اپنی داڑھی میں اکثر کنگھی کیا کرتے تھے اور اپنے سر مبارک پر ایک کپڑا ڈال لیا کرتے تھے جو تیل کے کثرت استعمال سے ایسا ہوتا تھا جیسے تیلی کا کپڑا ہو۔ (شمائل ترمذی، زادالمعاد)

داڑھی مبارک میں تیل لگاتے تو داڑھی کے اس حصہ سے شروع فرماتے جو گردن سے ملا ہوا ہے۔ سر میں تیل لگاتے تو پہلے پیشانی کے رُخ سے شروع فرماتے۔ (زادالمعاد)

- ریش مبارک...... سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اتنی گہری اور گنجان تھی کہ آپ کے سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔ (شمائل ترمذی) مدارج النبوۃ میں مذکور ہے کہ کتاب ''الشفاء'' مصنفہ قاضی عیاض میں کہا گیا کہ آپ کی ریش مبارک کے بال اس کثرت سے تھے جس سے آپ کا سینہ مبارک بھر گیا تھا۔ مذہب حنفی میں داڑھی کی حد ایک قبضہ (مٹھی) ہے یعنی اس سے کم نہ ہو۔ (مدارج النبوۃ)

- موئے بغل...... بعض احادیث میں یَنْتِفُ الْاِبْطَ بھی آیا ہے یعنی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بغل کے بال اکھیڑ ڈالا کرتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (مدارج النبوۃ)

موئے زیر ناف...... موئے زیر ناف صاف کرنے کے بارے میں بعض احادیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مونڈتے تھے اور بعض میں آیا ہے کہ نورہ استعمال فرماتے تھے۔ واللہ اعلم۔ (مدارج النبوۃ)

- ناخن کٹوانا...... حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایات میں جمعرات کے دن ناخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا۔ ہاتھ کے ناخن کٹوانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ترتیب ذیل ملحوظ فرماتے۔ سیدھا ہاتھ۔ شہادت کی انگلی، بیچ کی انگلی، اس کے برابر والی انگلی پھر چھنگلیا، الٹا ہاتھ۔ چھنگلیا، اس کے برابر والی انگلی، بیچ کی انگلی، اس

کے برابر والی انگلی، انگوٹھا، پھر سیدھے ہاتھ کا انگوٹھا۔ پاؤں کے ناخن کاٹنے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حسب ذیل ترتیب کو ملحوظ رکھتے: سیدھا پاؤں۔ چھنگلیا سے شروع کرتے اور بالترتیب انگوٹھے تک ختم کرتے۔ الٹا پاؤں انگوٹھے سے شروع کرتے اور بالترتیب چھنگلیا تک ختم کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پندرھویں دن ناخن کاٹتے۔ (شمائل ترمذی)

سر کے بالوں کے متعلق...... سر منڈانے میں آپ کی سنت یہ ہے کہ یا تو سارا سر منڈواتے یا سارے بال رہنے دیتے اور ایسا نہ کرتے کہ کچھ حصہ منڈواتے اور کچھ حصہ رہنے دیتے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مونچھیں تراشتے تھے۔ (زادالمعاد) متعدد احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی مختلف الفاظ سے وارد ہوا ہے جس میں داڑھی کے بڑھانے کا حکم ہے اور مونچھوں کے کاٹنے میں مبالغہ کرنے کی تاکید ہے۔ اکثر علماء کی تحقیق یہ ہے کہ مونچھوں کا کترنا سنت ہے لیکن کتروانے میں ایسا مبالغہ نہ ہو کہ مونڈنے کے قریب ہو جائے۔ صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا: کہ چالیس دن رات نہ گزرنے پائیں کہ تم مونچھیں کٹواؤ، ناخن کٹواؤ۔ صحیحین میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں ترشواؤ، جو شخص بال رکھے اس کو چاہئے کہ ان کو دھولیا کرے اور صاف رکھے روزانہ سر اور داڑھی میں کنگھا کرنے کی نسبت بہتر یہ ہے کہ ایک آدھ دن بیچ میں ناغہ کرلیا کرے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ، زاد المعاد) داڑھی کے سفید بالوں کو مہندی سے خضاب کرنے کی اجازت ہے۔ البتہ سیاہ خضاب کی ممانعت ہے کہ مکروہ ہے۔ (خصائل نبوی، بہشتی گوہر)

داڑھی اور مونچھوں کے بالوں کے متعلق سنتیں...... ایک مشت ہو جانے کے بعد داڑھی کے دائیں بائیں جانب سے بڑھے ہوئے بال لینا تاکہ خوبصورت ہو جائے۔ داڑھی کو ٹھوڑی کے نیچے ایک مٹھی سے ہرگز کم نہ ہونا چاہئے۔ داڑھی منڈوانا یا کٹوانا ناجائز ہے۔ (خصائل نبوی) مونچھوں کو کتروانا اور کتروانے میں مبالغہ کرنا چاہئے۔ (ترمذی) حد شرع میں رہ کر خط بنوانا، سر اور داڑھی کے بالوں کو درست کر کے تیل ڈالنا چاہئے۔ (مؤطا امام مالکؒ) سر پر یا تو سارے سر کے بال رکھے یا بالکل منڈوا دے، صرف ایک حصہ پر بال رکھنا حرام ہے۔ سر پر سنت کے مطابق پٹے رکھنا چاہئے۔ (مشکوۃ شریف) زیر ناف، بغل، ناک کے بال اتار لینا چاہئیں۔ (بخاری

شریف و مسلم) نوٹ: چالیس روز گزر جائیں اور صفائی نہ کرے تو گنہگار ہوتا ہے۔ داڑھی کو مہندی کا خضاب کرنا یا سفید رہنے دینا دونوں باتیں جائز ہیں۔ عورتوں کو ناخنوں پر مہندی لگانا چاہئے۔ (ابوداؤد) نوٹ: آج کل نیل پالش کی وبا عام ہو رہی ہے اگر کسی نے لگائی ہو تو وضو و غسل کیلئے اس کو صاف کر لے ورنہ وضو و غسل نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض عاداتِ مبارکہ

■ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشست ...... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ آپ چار زانوں بھی بیٹھتے تھے اور بعض وقت اکڑوں بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے اور ان کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کو بائیں کروٹ پر ایک تکیہ کا سہارا لگائے ہوئے بیٹھے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی) حضرت حنظلہ بن حزیمؓ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو آپ کو چار زانوں بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے (دایاں پاؤں بائیں پر) (الادب المفرد)

■ انداز رفتار ...... (روایات از حضرت حسن بن علیؓ) آپ چلنے کیلئے قدم اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے۔ چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں۔ جب کسی کروٹ کی طرف کسی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے، آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی بہ نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی۔ عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے تو پہلے سلام فرماتے۔ (نشر الطیب) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب بلندی پر چڑھتے تو تکبیر کہتے اور جب نیچے وادیوں میں اترتے تو تسبیح کہتے۔ (زاد المعاد)

■ تبسم ...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔ (شمائل ترمذی) بلکہ آپ محض تبسم ہی فرماتے۔ کسی ہنسنے کی بات پر آپ صرف مسکرا ہی دیتے۔ (زاد المعاد) عبداللہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تبسم کرنے والا نہیں دیکھا۔ (شمائل ترمذی) حضرت جریرؓ فرماتے ہیں کہ جب بھی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مجھے

دیکھتے تو تبسم فرماتے (یعنی خندہ پیشانی سے مسکراتے ہوئے ملتے تھے)۔ (شمائل ترمذی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ...... ہنسنے کی طرح آپ کا رونا بھی ایسا ہی تھا کہ جس میں آواز پیدا نہ ہوتی گریہ کے وقت اتنا ضرور ہوتا کہ آپ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں اور آنسو بہہ جاتے اور سینہ سے رونے کی ہلکی ہلکی آواز سنائی دیتی۔ کبھی تو میت پر رحمت کے باعث رو دیتے کبھی امت پر ترمی اور خطرات کے باعث، کبھی اللہ تعالیٰ کی خشیت کی وجہ سے اور کبھی کلام اللہ سنتے سنتے رو پڑتے، یہ آخری رونا محبت واشتیاق اور اللہ تعالیٰ کے جلال وخشیت کی وجہ سے ہوتا۔ (زادالمعاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح مبارک...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس میں گووقار، سنجیدگی اور متانت کی فضا ہر وقت قائم رہتی، یہاں تک کہ خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت بابرکت میں ایسے باادب وباتمکین ہوکر بیٹھتے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ ادنیٰ سی حرکت سے اڑ جائیں گے مگر پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی کی جھلک ان متبرک صحبتوں کو خوش گوار بناتی رہتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایک طرف نبی مرسل کی حیثیت سے احترام رسالت کو ملحوظ رکھتے ہوئے وعظ وتلقین میں مصروف رہتے تو آپ دوسری طرف صحابہ کے ساتھ ایک بے تکلف دوست اور ایک خوش مزاج ساتھی کی حیثیت سے بھی میل جول رکھتے۔ اگرچہ زیادہ اوقات میں آپ کی مجلس ایک دینی درسگاہ اور تعلیمی ادارہ بنی رہتی تو کچھ دیر کیلئے خوش طبع مہذب دوستوں کی بیٹھک بھی بن جاتی۔ جس میں ظرافت کی باتیں بھی ہوتیں۔ گھر بار کے روزانہ کے قصے بھی بیان ہوتے۔ غرض بے تکلفی سے آپ صحابہ سے اور صحابہ آپس میں گفتگو کرتے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ کی ظرافت کس طرح کی تھی؟ اس تشریح کی یوں ضرورت ہے کہ بہت سے کاموں میں ہمارے غلط عمل سے ہمارے نظریات بدل چکے ہیں۔ تخیل کہاں سے کہاں چلا گیا ہے۔ ہر معاملہ میں اعتدال کھو بیٹھتے ہیں۔ اگر ہم سنجیدہ اور متین بنتے ہیں تو اتنے کہ خوش طبعی اور ظرافت ہم سے کوسوں دور رہتی ہے اور اگر خوش طبع بنتے ہیں تو اس قدر کہ تہذیب ہم سے کوسوں دور رہتی ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے ہمیں ایک خاص معیار اپنے سامنے رکھنا ہے۔ آپ کی ظرافت کی تعریف آپ ہی کی زبان مبارک سے سن لیجیے۔ صحابہ کرامؓ نے آپ سے تعجب سے پوچھا کہ آپ بھی مذاق کرتے ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ ''ہاں!

بے شک، مگر میرا مزاح سراسر سچائی اور حق ہے۔'' (شمائل نبوی)

اس کے مقابلہ میں ہمارا آج کل کا مذاق وہ ہے جس میں جھوٹ، غیبت، بہتان، طعن و تشنیع اور بیجا مبالغوں سے پورا پورا کام لیا گیا ہو۔ اب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ظرافت کے چند واقعات قلم بند کرتا ہوں کہ جن کے تحت ہم ظرافت کا صحیح تخیل قائم کر سکیں۔ اسی طرح اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں کے ساتھ محبت میں بھی مجھے صرف وہ واقعات ہی بیان کرنا ہیں جن سے ہمیں یہ اندازہ ہو سکے گا کہ آپ کا بچوں کے ساتھ محبت کا کیا طریقہ تھا۔

ایک شخص نے خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر سواری کیلئے درخواست کی، تو آپ نے ارشاد فرمایا: کہ تم کو سواری کیلئے اونٹنی کا بچہ دوں گا۔ وہ شخص حیران ہوا۔ کیونکہ اونٹنی کا بچہ سواری کا کام کب دے سکتا ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میں اونٹنی کا بچہ کیا کروں گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی اونٹ ایسا بھی ہوتا ہے جو اونٹنی کا بچہ نہ ہو۔ (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ ایک بڑھیا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے لیے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جنت نصیب کرے۔ آپ نے ارشاد فرمایا! کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی۔ یہ فرما کر آپ نماز کیلئے تشریف لے گئے اور بڑھیا نے حضورِ اکرم کے الفاظ سنتے ہی زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب سے آپ نے فرمایا ہے بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی یہ بڑھیا رو رہی ہے آپ نے فرمایا: کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر۔ (شمائل نبوی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپ کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے کہ اتفاق سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے گزرے، ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جا کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور بطور ظرافت آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ زاہرؓ نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو کون ہے؟ مڑ کر دیکھا تو سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت زاہر نے کہا کہ ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اٹھائے گا۔'' (شمائل نبوی)

▫ **بچوں سے خوش طبعی** ...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بچوں پر بہت شفقت فرماتے، ان سے محبت کرتے، ان کے سر پر ہاتھ پھیرتے، ان کو پیار کرتے اور ان کے حق میں دُعائے خیر

فرماتے، بچے قریب آتے تو ان کو گود میں لیتے بڑی محبت سے ان کو کھلاتے، کبھی بچہ کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے۔ بچہ خوش ہوتا اور بہلتا، کبھی لیٹے ہوتے تو اپنے قدموں کے اندر کے تلووں پر بچہ کو بٹھالیتے اور کبھی سینہ اطہر پر بچہ کو بٹھا لیتے۔ اگر کئی بچے ایک جگہ جمع ہوتے تو آپ ان کو ایک قطار میں کھڑا کردیتے، اور آپ اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلا کر بیٹھ جاتے اور فرماتے۔ بھئی تم سب دوڑ کر ہمارے پاس آؤ۔ جو بچہ سب سے پہلے ہم کو چھولے گا ہم اس کو یہ اور یہ دیں گے، بچے بھاگ کر آپ کے پاس آتے کوئی آپ کے پیٹ پر گرتا کوئی سینہ اطہر پر آپ ان کو سینہ مبارک سے لگاتے اور پیار کرتے۔ (خصائل نبوی)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بچوں کے قریب سے ہو کر گزرتے تو ان کو خود السلام علیکم فرماتے اور ان کے سر پر ہاتھ رکھتے اور چھوٹے بچوں کو گود میں اٹھالیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی ماں کو دیکھتے کہ اپنے بچے سے پیار کررہی ہے تو بہت متاثر ہوتے کبھی ماؤں کی بچوں سے محبت کا ذکر آتا تو فرماتے: اللہ تعالیٰ جس شخص کو اولاد دے اور وہ اس سے محبت کرے اور اس کا حق بجالائے تو وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لاتے تو راستے میں جو بچے ملتے انہیں نہایت شفقت سے اپنے آگے پیچھے سواری پر بٹھالیتے۔ بچے بھی آپ سے بڑی محبت کرتے تھے، جہاں آپ کو دیکھا لپک کر آپ کے پاس پہنچ گئے، آپ ایک ایک کو گود میں اٹھاتے، پیار کرتے اور کوئی کھانے کی چیز عنایت فرماتے کبھی کھجوریں، کبھی تازہ پھل اور کبھی کوئی اور چیز۔ نماز کے وقت مقتدی عورتوں میں سے کسی کا بچہ روتا تو آپ نماز مختصر کردیتے تا کہ بچے کی ماں بے چین نہ ہو۔ (خصائل نبوی)

اشعار سے دلچسپی...... حضرت جابرؓ بن سمرہ کہتے ہیں: کہ میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سو مجلسوں سے زیادہ بیٹھا ہوں جن میں صحابہؓ اشعار پڑھتے تھے اور جاہلیت کے زمانے کے قصے نقل فرماتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو روکتے نہ تھے خاموشی سے سنتے تھے بلکہ کبھی کبھی ان کے ساتھ ہنسنے میں شرکت فرماتے تھے۔ (شمائل ترمذی) حضرت ثرید کہتے ہیں: کہ ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا تھا اس وقت میں نے آپ کو امیہ کے سو شعر سنائے۔ ہر شعر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ اور سناؤ، اخیر میں آپ نے فرمایا کہ اس کا اسلام لے آنا بہت قریب تھا۔ (شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حسانؓ بن ثابت کیلئے مسجد میں منبر رکھا کرتے تھے تا کہ اس پر کھڑے ہو

کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرہ کریں یعنی آپ کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مدافعت کریں یعنی کفار کے الزامات کا جواب دیں اور آپ یہ بھی دُعا فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ جل شانہ روح القدس سے حسانؓ کی امداد فرمائے۔ جب تک وہ دین کی امداد کرتے ہیں۔ (شمائل ترمذی)

- خواب پوچھنے کا معمول...... آپ کی عادتِ طیبہ تھی کہ صبح کی نماز کے بعد چار زانو بیٹھ جاتے اور لوگوں سے ان کے خواب پوچھتے جس نے خواب دیکھا ہوتا وہ کہتا خواب سننے والے سے پہلے یہ الفاظ ارشاد فرماتے: خَیْرٌ تَلَقَّاهُ وَشَرٌّ تَوَقَّاهُ خَیْرٌ لَنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَآئِنَا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ترجمہ: خیر کا سامنا کرو اور شر سے بچو اور (یہ خواب) ہمارے واسطے بہتر ہو اور ہمارے دشمنوں کیلئے شر ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں بعد میں آپ نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔ (زاد المعاد، شمائل ترمذی)

- سیدھے اور الٹے ہاتھ سے کام لینا...... علاوہ ایسے کاموں کے جن میں غلاظت کی صفائی کا دخل ہوتا اور ہاتھ میں نجاست لگنے کا خوف ہوتا مثلاً ناک صاف کرنا، آبدست لینا، جوتا اٹھانا وغیرہ وغیرہ، باقی تمام کام داہنے ہاتھ سے انجام دینا پسند فرماتے، اسی طرح جب آپ کسی کو کوئی چیز دیتے تو سیدھے ہاتھ سے دیتے، اور اگر کوئی چیز لیتے تو سیدھے ہاتھ سے لیتے۔ (زاد المعاد، شمائل ترمذی)

- پیغام پر سلام کا جواب...... جب کسی کا سلام آپ کو پہنچتا تو سلام پہنچانے والے کے ساتھ سلام لانے والے کو بھی سلام کا جواب دیتے اور اس طرح فرماتے: عَلَیْکَ وَعَلٰی فُلَانٍ سَلَامٌ ''تجھ پر اور اس فلاں پر بھی سلام''۔ (شمائل ترمذی)

- خط لکھوانے کا انداز...... حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ خط لکھوانے کے متعلق یہ تھی کہ بسم اللہ کے بعد مرسل کا نام لکھواتے اور پھر مرسل الیہ کا نام لکھواتے۔ اس کے بعد خط کا مضمون لکھواتے۔

- تفریح...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باغات کی تفریح کو پسند فرماتے اور کبھی کبھی تفریح کیلئے باغات میں تشریف لے جاتے۔

- تیرنے کا شوق...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تیرنے کا بھی شوق فرماتے۔ (شمائل ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات سفر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کے لئے خود روانہ ہوتے یا کسی اور کو روانہ فرماتے تو جمعرات کے روز کو روانگی کیلئے مناسب خیال فرماتے۔ آپ سفر میں سواری کو زیادہ تر تیز رفتاری سے چلانا پسند فرماتے اور جب دیکھتے کہ راستہ لمبا ہے تو رفتار اور تیز کر دیتے۔ سفر میں کہیں پڑاؤ کر کے روانہ ہوتے تو عادت طیبہ تھی کہ صبح کے وقت کوچ فرماتے، سفر میں کتنی ہی کم مدت کیلئے ٹھہرتے جب تک نماز دوگانہ ادا نہ فرماتے وہاں سے روانہ نہ ہوتے۔ جب کوئی مسافر سفر سے واپس آتا اور خدمت اقدس میں حاضری دیتا تو اس سے معانقہ کرتے اور اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے۔ (زاد المعاد) سفر میں آپ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ہوتے اور کوئی کام سب کو کرنا ہوتا (مثلاً کھانا وغیرہ پکانا) تو آپ کام کاج میں ضرور حصہ لیتے، مثلاً ایک پڑاؤ پر سب اصحاب نے کھانا پکانے کا ارادہ کیا اور ہر ایک نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لکڑیاں چن لانے کا کام اپنے ذمہ لیا۔ (زاد المعاد) سفر سے واپسی پر آپ سیدھے مکان کے اندر تشریف نہیں لے جاتے بلکہ پہلے مسجد میں جا کر نماز دوگانہ ادا فرماتے اور پھر گھر میں تشریف لے جاتے، سفر سے تشریف لاتے وقت شہر میں آکر بچے راستے میں ملتے تو ان کو آپ اپنی سواری پر بٹھا لیتے چھوٹے بچے کو اپنے آگے بٹھاتے اور بڑے کو پیچھے۔ (زاد المعاد) آپ جب سفر میں جاتے یا جہاد کیلئے تو اصحاب میں سے کسی ایک صحابی کو اپنے ہمراہ سواری پر بٹھاتے۔ (زاد المعاد) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر کیلئے روانہ ہوتے اور سواری پر اچھی طرح بیٹھ جاتے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور پھر یہ الفاظ دُعا کے زبان مبارک پر ہوتے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَ الْاَرْضِ۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَهْلِ وَالْمَالِ۔ (زاد المعاد) ترجمہ: اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دے دیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے اور بلا شبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے۔ اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری کا سوال کرتے ہیں اور ان اعمال کا سوال کرتے ہیں جس سے آپ راضی ہوں۔ اے اللہ ہمارے

اس سفر کو ہم پر آسان فرما اور زمین کی مسافت کو ہم پر آسان فرما۔ اے اللہ آپ ہی رفیق ہیں سفر میں اور خبر گیری کرنے والے گھر بار اور مال میں اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہی دُعا پڑھتے مگر اس کے ساتھ یہ الفاظ اور بڑھا دیتے۔ آئبُوْنَ تآئبُوْنَ عابِدُوْنَ لِرَبِّنا حامِدُوْنَ ۔ ترجمہ: ہم سفر سے آنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں۔ عبادت کرنے والے ہیں اپنے پروردگار کی حمد کرنے والے ہیں۔ (زادالمعاد)

جب کسی بلندی پر سواری چڑھتی تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے اور یہ فرماتے: اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ. ترجمہ: اے اللہ! اس بلندی پر شرف آپ ہی کیلئے ہے اور آپ کیلئے ہر حال میں تعریف ہے۔ (زادالمعاد) جب کسی پستی میں سواری اترتی تو تین مرتبہ فرماتے: سبحان الله. رکاب میں پاؤں رکھتے وقت فرماتے بسم الله. جس شہر یا گاؤں میں آپ کا قیام کا ارادہ ہوتا اور آپ اس کو دور سے دیکھ لیتے زبان مبارک پر یہ الفاظ ہوتے: اَللّٰهُمَّ بارِكْ لنا فيها تین مرتبہ کہتے اور جب اس میں داخل ہونے لگتے تو فرماتے: اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنا جناها وحَبِّبْنآ الى اَهْلِها وحَبِّبْ صالحِيْ اَهْلِهآ اِلَيْنا. ترجمہ: اے اللہ نصیب کیجئے ہمیں ثمرات اس کے اور ہمیں عزیز کر دیجئے اہل شہر کے نزدیک، اور ہمیں اہل شہر کے نیک لوگوں کی محبت دیجئے۔ (زادالمعاد) جب آپ کسی شخص کو سفر کیلئے رخصت فرماتے تو یہ الفاظ زبان مبارک پر ہوتے: اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمانَتَكَ وَخَواتِيْمَ اَعْمالِكَ. ترجمہ: اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین کو اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو۔ (زادالمعاد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے واپس ہوتے اور اپنے گھر والوں میں تشریف لے جاتے تو فرماتے: تَوْباً تَوْباً لِرَبِّنا اَوْباً لَا يُغادِرُ عَلَيْنا حَوْباً ۔ ترجمہ: بہت بہت توبہ کرتے ہیں ہم، اپنے رب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ نہ چھوڑے ہم میں کوئی گناہ۔ جب آپ سفر کرتے تو ابتدائی دن میں نکلتے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا فرماتے کہ آپ کی امت کو سویرے سویرے سفر کو جانے میں برکت دے۔ اگر مسافر تین ہوتے تو ان کو حکم فرماتے: کہ ایک کو امیر بنالیں۔ (زادالمعاد)

سفر کے متعلق ہدایات...... بہتر اور مسنون یہ ہے کہ سفر میں کم از کم دو آدمی جائیں تنہا آدمی سفر نہ کرے البتہ ضرورت اور مجبوری میں کوئی حرج نہیں۔ (محدثین فقہاء کا بھی یہی ارشاد ہے) ۔ جمعرات کے دن سفر میں جانا مسنون ہے۔ شنبہ کے دن بھی مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جب سفر کی ضرورت پوری ہو جائے تو اپنے گھر لوٹ آئے۔ باہر سفر میں بلا ضرورت ٹھہرنا اچھا نہیں۔ دور دراز کے سفر سے بہت دنوں کے بعد لوٹے تو سنت یہ ہے کہ اچانک گھر میں داخل نہ ہو بلکہ اپنے آنے کی خبر کرے اور کچھ دیر بعد گھر میں داخل ہو۔ البتہ اہل خانہ تمہارے آنے کے وقت سے پہلے سے باخبر ہوں اور ان کو تمہارا انتظار بھی ہو تو اس وقت گھر میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ ان مسنون طریقوں پر عمل کرنے سے دین و دنیا کی بھلائی حاصل ہوگی۔ سفر سے لوٹ کر آنے والے کیلئے یہ مسنون ہے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھے۔ (زادالمعاد)

حصہ چہارم

معلم اولین وآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات دین اکمل واتم

باب ① ایمانیات — باب ② عبادات — باب ③ معاملات

باب ④ معاشریات — باب ⑤ اخلاقیات — باب ⑥ حیاتِ طیبہ کے صبح وشام

باب ⑦ مناکحت ونومولود — باب ⑧ مرض وعیادت، موت و مابعد موت (مناجات)

ایمانیات

اسلام، ایمان اور احسان..... حدیث: حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے (اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ایک بڑے مجمع سے خطاب فرمارہے تھے) کہ اچانک ایک شخص سامنے سے نمودار ہوا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال بہت ہی زیادہ سیاہ تھے اور اس شخص پر سفر کا کوئی اثر بھی معلوم نہ ہوتا تھا (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی بیرونی شخص نہیں ہے) اور اسی کے ساتھ یہ بات بھی تھی کہ ہم میں سے کوئی شخص اس نووارد کو پہچانتا نہ تھا۔ (جس سے خیال ہوتا کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے) تو یہ شخص حاضرین کے حلقہ میں سے ہوتا ہوا آیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر دوزانو اس طرح بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملادیئے اور اپنے ہاتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زانوں پر رکھ دیئے اور کہا ''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتلایئے کہ اسلام کیا ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے (یعنی اس کے ارکان یہ ہیں کہ دل وزبان سے) کہ تم یہ شہادت ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اِلٰہ (کوئی ذات عبادت و بندگی کے لائق) نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور ماہِ رمضان کے روزے رکھو اور حج بیت اللہ کی تم استطاعت رکھتے ہو تو حج کرو صلی اللہ علیہ وسلم اس نووارد سائل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب سن کر کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ راوی حدیث حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم کو اس پر تعجب ہوا کہ یہ شخص پوچھتا بھی ہے اور پھر خود تصدیق وتصویب بھی کرتا ہے۔ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا اب

مجھے یہ بتلائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کے رسولوں اور اس کی کتابوں کو اور یوم آخر یعنی روزِ قیامت کو حق جانو اور ہر خیر و شر کی تقدیر کو بھی حق جانو اور حق مانو (یہ سن کر بھی) اس نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ کہا۔ اس کے بعد اس شخص نے عرض کیا مجھے بتلائیے کہ احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت و بندگی تم اس طرح کرو گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو، اگر چہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو لیکن وہ تو تم کو دیکھتا ہی ہے۔

پھر اس شخص نے عرض کیا مجھے قیامت کی بابت بتلائیے (کہ کب واقع ہوگی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ اس کو سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اس کی کچھ نشانیاں ہی بتلائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اس کی ایک نشانی تو یہ ہے) کہ لونڈی اپنے آقا اور مالکہ کو جنے گی اور (دوسری نشانی یہ ہے کہ) تم دیکھو گے کہ جن کے پاؤں میں جوتا اور تن پر کپڑا نہیں ہے اور جو تہی دست اور بکریاں چرانے والے ہیں وہ بڑی بڑی عمارتیں بنانے لگیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ یہ باتیں کرکے وہ نووارد شخص چلا گیا۔ پھر مجھے کچھ عرصہ گزر گیا تو مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر کیا تمہیں پتہ ہے کہ وہ سوال کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جاننے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے۔ تمہاری اس مجلس میں اس لیے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔ (صحیح مسلم و بخاری)

ایمان، دین کی تمام باتوں کی تصدیق کرنے کا نام ہے...... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے (جو سب کی سب ضروری ہیں) ان میں کوئی بھی چیز دوسرے کے بغیر (بایں معنیٰ) مقبول نہیں (کہ دوزخ سے کامل نجات دلا سکے) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور (حضرت) محمد (مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں، کتابوں اور اس کے رسولوں اور جنت دوزخ پر یقین رکھنا اور اس پر کہ مرنے کے بعد پھر (حساب و کتاب کیلئے) جی اٹھنا ہے، یہ ایک بات ہوئی اور پانچ نمازیں اسلام کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ نماز کے بغیر ایمان بھی قبول نہیں کرے گا۔ زکوٰۃ گناہوں کا کفارہ ہے۔ زکوٰۃ کے

بغیر اللہ تعالیٰ ایمان اور نماز بھی قبول نہیں کرے گا۔ پھر جس نے یہ ارکان ادا کر لیے اور رمضان شریف کا مہینہ آ گیا اور کسی عذر کے بغیر جان بوجھ کر اس میں روزے نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ نہ اس کا ایمان قبول کرے گا اور نہ نماز و زکوٰۃ اور جس شخص نے یہ چار رکن ادا کر لئے اس کے بعد حج کرنے کی بھی وسعت ہوئی، پھر اس نے نہ خود حج کیا اور نہ اس کے بعد کسی دوسرے عزیز نے اس کی طرف سے حج کیا تو اس کا ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزے کچھ قبول نہیں، قبول نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کسی رکن اسلام میں کوتاہی ہونے سے بقیہ اعمال دوزخ سے فوری نجات دلانے کیلئے کافی نہ ہوں گے۔ (الحلیہ، ترجمان السنۃ)

اسلام کامل...... ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ، باضابطہ نماز پڑھو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھا کرو، بیت اللہ کا حج کرو، بھلی بات بتایا کرو، بری بات سے روکا کرو (گھر میں آ کر) گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ جو شخص ان باتوں میں سے کوئی بات نہیں کرتا، وہ اسلام کا ایک جزو ناقص کرتا ہے اور جو ان سب ہی کو چھوڑ دے اس نے تو اسلام سے پشت ہی پھیر لی۔ (حاکم، ترجمان السنۃ)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک شخص جو علاقہ نجد کا رہنے والا تھا اور اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے (کچھ کہتا ہوا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آیا۔ ہم اس کی بھنبھناہٹ کو تو سنتے تھے مگر آواز صاف نہ ہونے کی وجہ سے (اور شاید فاصلہ کی زیادتی بھی اس کی وجہ ہو) ہم ان کی بات کو سمجھ نہیں رہے تھے۔ یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ گیا۔ اب وہ سوال کرتا ہے اسلام کے بارے میں (یعنی اس نے حضور سے عرض کیا کہ ''مجھے اسلام کے وہ خاص احکام بتلایئے جن پر عمل کرنا بحیثیت مسلمان میرے لئے اور ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ تو نمازیں ہیں دن رات میں (جو فرض کی گئی ہیں اور اسلام میں یہ سب سے اہم اوّل فریضہ ہے)۔

اس نے عرض کیا کہ کیا اس کے علاوہ اور کوئی نماز بھی میرے لیے لازم ہوگی؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں'' (فرض تو بس یہی پانچ نمازیں ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنے دل کی خوشی سے (ان پانچ فرض نمازوں کے علاوہ) اور بھی زائد نمازیں پڑھو (اور مزید ثواب حاصل کرو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور سال میں پورے ماہِ رمضان کے روزے فرض کیے گئے ہیں اور یہ اسلام کا دوسرا عمومی فریضہ ہے۔ اس نے

عرض کیا کہ رمضان کے علاوہ کوئی اور روزے بھی میرے لیے لازم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (فرض تو بس رمضان ہی کے روزے ہیں) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم اور نفلی روزے رکھو (اور اللہ تعالیٰ کا مزید قرب اور ثواب حاصل کرو) راوی کہتے ہیں: کہ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فریضہ زکوٰۃ کا بھی ذکر فرمایا، اس پر بھی اس نے یہی کہا کہ ''کیا اس زکوٰۃ کے علاوہ کوئی اور صدقہ ادا کرنا بھی میرے لیے ضروری ہوگا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں (فرض تو بس زکوٰۃ ہی ہے) مگر تمہیں حق ہے کہ اپنے دل کی خوشی سے تم نفلی صدقے دو (اور مزید ثواب حاصل کرو) راوی حدیث طلحہ بن عبیداللہؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سوال کرنے والا شخص واپس لوٹ گیا اور وہ کہتا جارہا تھا کہ (مجھے جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے) میں اس میں (اپنی طرف سے) کوئی زیادتی یا کمی نہیں کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی یہ بات سن کر) فرمایا: ''فلاح پالی اس نے اگر یہ سچا ہے۔'' (بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن..... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اچھا گمان رکھنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ منجملہ بہترین عبادات کے ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن بھی عبادت میں داخل ہے)۔ (مسند احمد، ابوداؤد، مشکوٰۃ)

علاماتِ ایمان..... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو اپنے ماں باپ اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔ (معارف الحدیث، بخاری ومسلم) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ ایمان کی ستر سے بھی کچھ اوپر شاخیں ہیں، ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل تو ''لا الہ الا اللہ'' کا قائل ہونا، یعنی توحید کی شہادت دینا ہے اور ان میں ادنیٰ درجے کی چیز اذیت اور تکلیف دینے والی چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے اور حیا ایمان کی ایک اہم شاخ ہے۔ (معارف الحدیث، بخاری ومسلم) حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج اور قلق ہو تو تم مومن ہو۔ (معارف الحدیث، مسند احمد) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حیا اور شرم ایمان

سے پیدا ہوتی ہے اور ایمان کا نتیجہ جنت ہے اور بے حیائی اور فحش کلامی درشتی فطرت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ دوزخ ہے۔ (مسند احمد، ترمذی) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حیا اور ایمان دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث) اور ابن عباسؓ کی روایت میں یہ مضمون اس طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک چھین لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہو جاتا ہے۔ (شعب الایمان، ترجمان السنۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ہے ایسا شخص جو ان باتوں پر خود عمل کرے یا کم از کم ان لوگوں ہی کو بتادے جو ان پر عمل کریں۔ میں بولا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ پانچ باتیں شمار فرمائیں:

1. فرمایا: حرام باتوں سے دور رہنا، بڑے عبادت گزار بندوں میں شمار ہوگا۔
2. اللہ تعالیٰ جو تمہاری تقدیر میں لکھ چکا ہے اس پر راضی رہنا، بڑے بے نیاز بندوں میں شمار ہو جاؤ گے۔
3. اپنے پڑوسی سے اچھے سلوک کرتے رہنا، مومن بن جاؤ گے۔
4. جو بات اپنے لیے چاہتے ہو وہی دوسروں کیلئے پسند کرنا، کامل مسلمان بن جاؤ گے۔
5. اور بہت قہقہے نہ لگانا، کیونکہ یہ دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔ (مسند احمد، ترمذی، ترجمان السنۃ)

ابو شریح خزاعیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی وہ مومن نہیں۔“ میں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون مومن نہیں؟“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس کے پڑوسی اس کی شرارتوں اور آفتوں سے خائف رہتے ہوں۔“ (بخاری و معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تم جنت میں نہیں جاسکتے جب تک صاحب ایمان نہ ہو جاؤ اور تم پورے مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم میں باہمی محبت نہ ہو۔ کیا میں تم کو ایک ایسی بات نہ بتلا دوں کہ اگر تم اس پر عمل کرنے لگو تو تم میں باہمی محبت پیدا ہو جائے اور وہ بات یہ ہے کہ تم اپنے درمیان سلام کا رواج پھیلاؤ اور اس کو عام کرو۔“ (مسلم، معارف الحدیث)

▪ ایمان اور اسلام کا خلاصہ...... حضرت تمیم داریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: دین نام ہے ''خلوص اور وفاداری کا'' ہم نے عرض کیا کہ کس کے ساتھ خلوص اور وفاداری؟ ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کے رسول کے ساتھ، مسلمانوں کے سرداروں اور پیشواؤں کے ساتھ اور ان کے عوام کے ساتھ۔ (معارف الحدیث)

ایمان کا آخری درجہ...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی تم میں سے کوئی بُری اور خلاف شرع بات دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے (یعنی زور اور قوت سے) اس کو بدلنے کی (یعنی درست کرنے کی) کوشش کرے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو پھر اپنی زبان ہی سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی میں برا سمجھے اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے۔ (مسلم، معارف الحدیث)

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص میں ہوں گی اس کو ان کی وجہ سے ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی۔

1 ایک وہ شخص جس کے نزدیک اللہ اور اس کا رسول سب ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ یعنی جتنی محبت اس کو اللہ اور رسول سے ہو اتنی کسی سے نہ ہو۔

2 اور ایک وہ شخص جس کو کسی بندے سے محبت ہو اور محض اللہ ہی کیلئے ہو (یعنی کسی دنیوی غرض سے نہ ہو محض اس وجہ سے محبت ہو کہ وہ شخص اللہ والا ہے)۔

3 اور ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے کفر سے بچالیا ہو (خواہ پہلے ہی سے بچا رکھا ہو خواہ کفر سے توبہ کر لی اور بچ گیا) اور اس (بچا لینے) کے بعد وہ کفر کی طرف آنے کو اس قدر ناپسند کرتا ہے، جیسے آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہے (روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے) (حیوۃ المسلمین) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ایمان کے متعلق سوال کیا (یعنی پوچھا کہ ایمان کا اعلیٰ اور افضل درجہ کیا ہے اور وہ کونسے اعمال و اخلاق ہیں جن کے ذریعہ اس کو حاصل کیا جا سکتا ہے)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بس اللہ تعالیٰ ہی کیلئے کسی سے تمہاری محبت ہو اور اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے بغض و عداوت ہو (یعنی دوستی اور دشمنی جس سے بھی ہو، صرف اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے ہو) اور دوسرے یہ کہ اپنی زبان کو تم

اللہ تعالیٰ کی یاد میں لگائے رکھو۔ حضرت معاذؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوسرے لوگوں کے لیے بھی وہی چاہو اور وہی پسند کرو، جو اپنے لیے پسند کرتے اور چاہتے ہو، اور ان کیلئے ان چیزوں کو بھی ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (بخاری و مسلم، مسند احمد، معارف الحدیث)

محبت ذریعہ قرب و معیت...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے: کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کو ایک جماعت سے محبت ہے لیکن وہ ان کے ساتھ نہیں ہو سکا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جس سے محبت رکھتا ہے اس کے ساتھ ہی ہے (یا یہ کہ آخرت میں اس کے ساتھ کر دیا جائے گا)۔ (صحیح بخاری، مسلم، معارف الحدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضرت! قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وائے بر حال تو (قیامت کا وقت اور اس کے آنے کی خاص گھڑی دریافت کرنا چاہتا ہے، بتلا) تو نے اس کیلئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے اس کیلئے کوئی خاص تیاری تو نہیں کی (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کرنے کے لائق اور بھروسے کے قابل ہو) البتہ (توفیق الٰہی سے مجھے یہ ضرور نصیب ہے کہ) مجھے محبت ہے اللہ سے اور اس کے رسول سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھ کو جس سے محبت ہے تو انہی کے ساتھ ہے اور تجھ کو ان کی معیت نصیب ہوگی۔ حدیث کے راوی حضرت انسؓ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا مسلمانوں کو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو) کہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد کسی چیز سے اتنی خوشی ہوئی ہو جتنی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بشارت سے ہوئی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنی بیوی، اپنی اولاد اور اپنی جان سے بھی زیادہ حضور سے محبت ہے اور میرا حال یہ ہے کہ میں اپنے گھر پر ہوتا ہوں اور حضور مجھے یاد آجاتے ہیں تو اس وقت تک مجھے صبر اور قرار نہیں آتا جب تک حاضر خدمت ہو کر ایک نظر دیکھ نہ لوں اور جب میں اپنے مرنے کا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا خیال کرتا ہوں تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت میں پہنچ کر انبیاء علیہم السلام کے بلند مقام پر پہنچا دیئے جائیں گے اور میں اگر

اللہ کی رحمت سے جنت میں بھی گیا تو میری رسائی اس مقام عالی تک تو نہ ہو سکے گی، اس لیے آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بظاہر محرومی ہی رہے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب اپنی طرف سے نہیں دیا۔ یہاں تک کہ سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ○ (سورہ نساء:۴، ۶۹)

ترجمہ: اور جو لوگ فرمانبرداری کریں اللہ کی اور اس کے رسول کی، پس وہ اللہ کے ان خاص بندوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ کا خاص انعام ہے یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین اور یہ سب بڑے ہی اچھے رفیق ہیں۔ (طبرانی، معارف الحدیث)

اللہ کے لئے آپس میں میل محبت کرنے والے اللہ کے محبوب ہو جاتے ہیں: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کہ میری محبت واجب ہے ان لوگوں کیلئے جو باہم میری وجہ سے محبت کریں اور میری وجہ سے اور میرے تعلق سے کہیں جڑ کر بیٹھیں، اور میری وجہ سے باہم ملاقات کریں اور میری وجہ سے ایک دوسرے پر خرچ کریں۔ (مؤطا امام مالک، معارف الحدیث) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں کچھ ایسے خوش نصیب بھی ہیں جو نبی شہید تو نہیں ہیں لیکن قیامت کے دن بہت سے انبیاء اور شہداء ان کے خاص مقام قرب کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں بتلا دیجیے کہ وہ کون بندے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لوگ وہ ہیں جنہوں نے بغیر کسی رشتہ اور قرابت کے اور بغیر کسی مالی لین دین کے محض خوشنودی خداوندی کی وجہ سے باہم محبت کی، پس قسم ہے خدا کی، ان کے چہرے قیامت کے دن نورانی ہوں گے، بلکہ سراسر نور ہوں گے اور نور کے منبروں پر ہوں گے اور عام انسانوں کو جس وقت خوف وہراس ہوگا اس وقت وہ بے خوف اور مطمئن ہوں گے، اور جس وقت عام انسان مبتلائے غم ہونگے، وہ اس وقت بے غم ہونگے اور اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی: اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۚ (معلوم ہونا چاہیے کہ جو اللہ کے دوست اور اس سے خاص تعلق رکھنے والے ہیں ان کو خوف اور غم نہ ہوگا) (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا

ارشاد ہے کہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ان لوگوں سے محبت کروں جو لوگ میری خاطر آپس میں محبت اور دوستی کرتے ہیں اور میرے ذکر کیلئے ایک جگہ جمع ہو کر بیٹھتے ہیں اور میری محبت کے سبب ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور میری خوشنودی چاہنے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ نیک سلوک کرتے ہیں۔ (مسند، احمد، ترمذی) ایک بار آپ کے سامنے سے ایک شخص گزرا کچھ لوگ آپ کے پاس بیٹھتے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے اس شخص سے محض خدا کی خاطر محبت ہے، یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کیا تم نے اس شخص کو یہ بات بتادی ہے وہ شخص بولا نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جاؤ اور اس پر ظاہر کردو کہ تم خدا کیلئے اس سے محبت کرتے ہو، وہ شخص فوراً اٹھا اور جا کر اس جانے والے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا، اس کے جواب میں اس نے کہا، تجھ سے وہ ذات محبت کرے جس کی خاطر تو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

- **نیک لوگوں کے پاس بیٹھنا**..... حضرت ابورزینؓ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر اس دین کا (بڑا) مدار ہے جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کر سکتے ہو؟ ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو (اور تیسرے) اللہ تعالیٰ ہی کیلئے محبت رکھو اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے بغض رکھو۔ الخ (بیہقی فی شعب الایمان) یہ بات تجربہ سے بھی معلوم ہوتی ہے، صحبت نیک جڑ ہے تمام دین کی، دین کی حقیقت، دین کی حلاوت، دین کی قوت کے جتنے ذریعے ہیں سب سے بڑھ کر ذریعہ ان چیزوں کا صحبت نیک ہے۔ (حیوٰۃ المسلمین)

- **وسوسے ایمان کے منافی نہیں اور ان پر مؤاخذہ بھی نہیں ہے**...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کبھی کبھی میرے دل میں ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ جل کر کوئلہ ہو جانا مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو زبان سے نکالوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا شکر ہے جس نے اس کے معاملہ کو وسوسہ کی طرف لوٹا دیا ہے۔ (یعنی وہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں تشکیک اور بدعملی کا مؤجب نہیں ہیں)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ لوگوں میں ہمیشہ فضول سوالات اور چون و چرا کا سلسلہ جاری رہے

گا، یہاں تک کہ یہ احمقانہ سوال بھی کیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا ہے؟ پس جس کو اس سے سابقہ پڑے وہ یہ کہہ کر بات ختم کر دے کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر میرا ایمان ہے۔ (معارف الحدیث، بخاری ومسلم)

تقدیر کا ماننا بھی شرط ایمان ہے...... حضرت ابوخزامہؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، کیا ارشاد ہے، اس بارے میں کہ جھاڑ پھونک کے وہ طریقے جن کو ہم دکھ درد میں استعمال کرتے ہیں، یا دوائیں جن سے ہم اپنا علاج کرتے ہیں، یا مصیبتوں اور تکلیفوں سے بچنے کی وہ تدبیریں جن کو ہم اپنے بچاؤ کیلئے استعمال کرتے ہیں، کیا یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی قضاء وقدر کو لوٹا دیتی ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یہ سب چیزیں بھی اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہیں۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ہم لوگ مسجد نبوی میں بیٹھے قضاء وقدر کے مسئلہ میں بحث ومباحثہ کر رہے تھے کہ اسی حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور ہم کو یہ بحث کرتے دیکھا تو آپ بہت برافروختہ اور غضب ناک ہوئے یہاں تک کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور اس قدر سرخ ہوا کہ معلوم ہوتا تھا کہ آپ کے رخساروں پر انار نچوڑ دیا گیا ہے، پھر آپ نے ہم سے فرمایا: ''کیا تم کو یہی حکم کیا گیا ہے، کیا میں تمہارے لیے یہی پیام لایا ہوں (کہ تم قضاء وقدر کے جیسے اہم اور نازک مسئلوں میں بحث کرو) خبردار تم سے پہلی امتیں اسی وقت ہلاک ہوئیں جبکہ انہوں نے اس مسئلہ میں حجت اور بحث کو اپنا طریقہ بنالیا، میں تم کو قسم دیتا ہوں، میں تم پر لازم کرتا ہوں کہ اس مسئلہ میں ہرگز حجت اور بحث نہ کیا کرو۔ (ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک کا ٹھکانہ دوزخ کا اور جنت کا لکھا جا چکا ہے (مطلب یہ ہے کہ جو شخص دوزخ یا جنت میں جہاں بھی جائے گا اس کی وہ جگہ پہلے سے مقدر اور مقرر ہو چکی ہے) صحابہؓ نے عرض کیا تو ہم اپنے اس نوشتہ تقدیر پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں اور سعی وعمل نہ چھوڑ دیں۔ (مطلب یہ ہے کہ جب سب کچھ پہلے ہی سے طے شدہ اور لکھا ہوا ہے تو پھر ہم سعی وعمل کی دردِسری کیوں مول لیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں عمل کئے جاؤ کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق ملتی ہے، جس کیلئے وہ پیدا ہوا ہے، پس جو شخص نیک بختوں میں سے ہے اس کو سعادت اور نیک بختی کے کاموں کی توفیق ملتی ہے اور جو کوئی بدبختوں میں سے ہے اس کو شقاوت اور بدبختی والے اعمال بد

ہی کی توفیق ملتی ہے۔اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی: فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى (واللیل) ترجمہ: سو جس نے دیا اور ڈرتا رہا اور سچ جانا بھلی بات کو تو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے آسانی میں اور جس نے نہ دیا اور بے پروا رہا اور جھوٹ جانا بھلی بات کو، سو ہم اس کو آہستہ آہستہ پہنچا دیں گے سختی میں۔ (معارف الحدیث) کسی کام کے ہو جانے کے بعد اس قول کی ممانعت ہے کہ کاش میں یوں نہ کرتا یوں کرتا، فرمایا: کہ اس طرح شیطان کے اثر کا دروازہ کھلتا ہے بلکہ ارشاد فرمایا: کہ اس سے زیادہ نفع مند یہ کلمہ ہے ''جو کچھ اللہ کی تقدیر تھی وہ ہوا اور جو اللہ چاہے گا وہ ہوگا۔'' (زادالمعاد)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھ کو چند باتیں بتلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ، وہ تیری حفاظت فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا خیال رکھ تو اس کو اپنے سامنے (یعنی قریب) پاوے گا۔ جب تجھ کو کچھ مانگنا ہو تو اللہ تعالیٰ سے مانگ، اور جب تجھ کو مدد کی ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ سے مدد چاہا کر، اور یقین کر لے کہ تمام گروہ اگر اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے نفع پہنچا دیں تو تجھ کو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتے بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی، اور اگر وہ سب اس بات پر متفق ہو جاویں کہ تجھ کو کسی بات سے ضرر پہنچاویں تو تجھ کو ہرگز ضرر نہیں پہنچا سکتے، بجز ایسی چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دی تھی۔ (ترمذی، حیوۃ المسلمین)

تقویٰ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذرؓ سے ارشاد فرمایا: میں تم کو وصیت کرتا ہوں اللہ کے تقویٰ کی کیونکہ یہ تقویٰ بہت زیادہ آراستہ کرنے والا اور سنوارنے والا ہے تمہارے سارے کاموں کو۔ ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت اور وصیت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑ لو، کیونکہ یہ تلاوت اور ذکر ذریعہ ہوگا آسمان میں تمہارے ذکر کا اور اس زمین میں نور ہوگا تمہارے لیے، ابو ذرؓ کہتے ہیں، میں نے پھر عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ اور نصیحت فرمائیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زیادہ خاموش رہنے اور کم بولنے کی عادت اختیار کر، کیونکہ یہ عادت شیطان کو دفع کرنے والی اور دین کے معاملے میں تم کو مدد دینے والی ہے، حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمائیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ ہنسنا چھوڑ دو

کیونکہ یہ عادت دل کو مردہ کر دیتی ہے اور آدمی کے چہرے کا نور اس کی وجہ سے جاتا رہتا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے اور نصیحت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمیشہ حق اور سچی بات کہو، اگر چہ (لوگوں کیلئے) ناخوشگوار اور کڑوی ہو۔ میں نے عرض کیا مجھے اور نصیحت فرمایئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اور نصیحت فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جو کچھ اپنے نفس کے اور اپنی ذات کے بارے میں جانتے ہو، چاہئے کہ وہ تم کو باز رکھے دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت امیر معاویہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو خط لکھا اور اس میں درخواست کی آپؓ مجھے کچھ نصیحت اور وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو، بہت زیادہ نہ ہو، تو حضرت ام المومنین نے ان کو یہ مختصر خط لکھا: سلام ہو تم پر، امابعد! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے، لوگوں کو اپنے سے خفا کر کے تو اللہ مستغنی کر دے گا اس کو لوگوں کی فکر اور باربرداری سے اور خود اس کیلئے کافی ہوگا اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دے گا لوگوں کے۔ والسلام (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

اعمال صالحہ کی وجہ سے لوگوں میں اچھی شہرت اللہ کی ایک نعمت ہے...... حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں؟ اور ایک روایت میں ہے کہ پوچھنے والے نے یوں عرض کیا، کیا ارشاد ہے ایسے شخص کے بارے میں جو کوئی اچھا عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے لوگ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ مومن بندے کی نقد بشارت ہے۔ (صحیح مسلم) اسی طرح اگر کوئی شخص نیک عمل اس لیے لوگوں کے سامنے کرتا ہے کہ وہ اس کی اقتدا کریں اور اس کو سیکھیں تو یہ بھی ریا نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں اللہ کے اس بندے کو تعلیم و تبلیغ کا بھی ثواب ملے گا، بہت سی حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اعمال میں یہ مقصد بھی ملحوظ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقیقت اخلاص نصیب فرمائے، اپنا مخلص بندہ بنائے اور ریا و سمعہ جیسے مہلکات سے ہمارے قلوب کی حفاظت فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔ (معارف الحدیث)

▪ اسلام کی خوبی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی اور اس کے کمال میں یہ بھی داخل ہے کہ وہ فضول اور غیر مفید کاموں اور باتوں کا تارک ہو۔ (معارف الحدیث، ابن ماجہ، ترمذی)

▪ دولت دنیا کا مصرف...... حضرت ابو کبشہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: کہ تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور ان کے علاوہ ایک اور بات ہے جس کو میں تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں، پس تم اس کو یاد کرلو، جن تین باتوں پر میں قسم کھاتا ہوں۔ 1 ان میں ایک تو یہ ہے کہ کسی بندہ کا مال صدقہ کی وجہ سے کم نہیں ہوتا۔ 2 اور دوسری بات یہ کہ نہیں ظلم کیا جائے گا کسی بندہ پر ایسا ظلم جس پر وہ مظلوم بندہ صبر کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اس کی عزت بڑھا دے گا 3 اور تیسری بات یہ ہے کہ نہیں کھولے گا کوئی بندہ سوال کا دروازہ، مگر اللہ تعالیٰ کھول دے گا اس پر فقر کا دروازہ، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جو بات ان کے علاوہ تم سے بیان کرنا چاہتا ہوں جس کو تمہیں یاد کرلینا اور یاد رکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ دنیا چار قسم کے لوگوں کیلئے ہے۔ 1 ایک وہ بندہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اور صحیح طریق زندگی کا علم بھی اس کو دیا ہے پس وہ اس مال کے صرف واستعمال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کا ذریعہ صلہ رحمی (یعنی اعزہ واقارب کے ساتھ سلوک) کرتا ہے اور اس میں جو عمل اور تصرف کرنا چاہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہی کرتا ہے، پس ایسا بندہ سب سے اعلیٰ وافضل مرتبہ پر فائز ہے 2 (دوسری قسم) وہ بندہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے صحیح علم تو عطا فرمایا ہے لیکن اس کو مال نہیں دیا۔ پس اس کی نیت صحیح و سچی ہے اور وہ اپنے دل وزبان سے کہتا ہے کہ مجھے مال مل جائے تو میں فلاں (نیک بندہ) کی طرح اس کو کام میں لاؤں پس ان دونوں کا اجر برابر ہے 3 تیسری قسم وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کے صرف واستعمال کا صحیح علم (اور جذبہ) نہیں دیا وہ نادانی کے ساتھ اور خدا سے بے خوف ہوکر اس مال کو اندھا دھند غلط راہوں میں خرچ کرتے ہیں اس کے ذریعہ صلہ رحمی نہیں کرتے اور جس طرح اس کو صرف واستعمال کرنا چاہئے اس طرح نہیں کرتے پس وہ لوگ سب سے برے مقام پر ہیں 4 چوتھی قسم، وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مال بھی نہیں دیا اور صحیح علم (اور صحیح جذبہ) بھی نہیں دیا پس ان کا حال یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم کو مال مل جائے تو ہم بھی فلاں (عیاش اور فضول خرچ) کی طرح اور اسی طریقے پر صرف کریں، پس یہی ان کی نیت ہے اور ان دونوں

گروہوں کا گناہ برابر ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

دنیا و آخرت کی حقیقت...... حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک دن خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمایا: سن لو اور یاد رکھو! کہ دنیا ایک عارضی اور وقتی سودا ہے جو فی الوقت حاضر اور نقد ہے اور اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اسی لیے اس میں ہر نیک و بد کا حصہ ہے اور سب اس سے کھاتے ہیں اور یقین کرو! کہ آخرت وقت مقررہ پر آنے والی ہے۔ یہ ایک سچی اٹل حقیقت ہے اور سب کچھ پر قدرت رکھنے والا شہنشاہ اسی میں (لوگوں کے اعمال کے مطابق جزا و سزا کا) فیصلہ کرے گا۔ یاد رکھو! کہ ساری خیر اور خوشگواری اور اس کی تمام قسمیں جنت میں ہیں اور سارا دکھ اور شر اور اس کی تمام قسمیں دوزخ میں ہیں۔ پس خبردار! (جو کچھ کرو) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کرو (اور ہر عمل کے وقت آخرت کے انجام کو پیش نظر رکھو) اور یقین کرو! کہ تم اپنے اپنے اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کیے جاؤ گے جس نے ذرہ برابر کوئی نیکی کی ہوگی وہ اس کو بھی دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر کوئی برائی کی ہوگی وہ اس کو پالے گا۔ (مسند امام شافعی، معارف الحدیث)

خدا کا خوف اور تقویٰ ہی فضیلت و قرب کا باعث ہے...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل ؓ کو جب یمن کیلئے قاضی یا عامل بنا کر روانہ فرمایا تو ان کو رخصت کرتے وقت (ایک طویل حدیث) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند نصیحتیں اور وصیتیں ان کو فرمائیں اور ارشاد فرمایا: اے معاذ ؓ! شاید میری زندگی کے اس سال کے بعد میری تمہاری ملاقات اب نہ ہو یہ سن کر حضرت معاذ ؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق کے صدمہ سے رونے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر اور مدینہ کی طرف رخ کر کے فرمایا: (غالباً آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی آبدیدہ ہو گئے تھے اور بہت متاثر تھے) مجھ سے بہت زیادہ قریب اور مجھ سے تعلق رکھنے والے وہ سب بندے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں (اور تقویٰ والی زندگی گزارتے ہیں) وہ جو بھی ہوں اور جہاں کہیں بھی ہوں۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

دنیا سے دل نہ لگانا اور آخرت کی فکر میں رہنا...... حضرت جابر ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک کان کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے پر گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم میں کون پسند کرتا ہے کہ (مردہ بچہ) اس کو ایک درہم کے بدلے مل جائے؟ لوگوں

نے عرض کیا (درہم تو بڑی چیز ہے) ہم تو اس کو پسند نہیں کرتے، کہ وہ ہم کو کسی ادنیٰ سی چیز کے بدلے میں بھی ملے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اللہ کی! دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جس قدر یہ تمہارے نزدیک۔ (مسلم، حیوۃ المسلمین) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر سوئے پھر اٹھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک پر چٹائی کا نشان پڑ گیا تھا ابن مسعودؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کو اجازت دیجیے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بستر بچھادیں اور (بستر) بنادیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ کو دنیا سے کیا واسطہ میری اور دنیا کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی سوار (چلتے چلتے) کسی درخت کے نیچے سایہ لینے کو ٹھہر جائے پھر اس کو چھوڑ کر (آگے) چل دے۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کثرت سے یاد کیا کرو! لذتوں کو قطع کرنے والی چیز یعنی موت کو۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حیوۃ المسلمین) عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موت تحفہ ہے مومن کا۔ (بیہقی) فائدہ: سو تحفہ سے خوش ہونا چاہئے اور اگر کوئی عذاب سے ڈرتا ہو تو اس سے بچنے کی تدبیر کرے یعنی اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو بجالائے۔ کوتاہی پر توبہ کرے۔ (حیوۃ المسلمین)

حضرت براء بن عازبؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن دنیا سے آخرت کو جانے لگتا ہے تو اس کے پاس سفید چہرے والے فرشتے آتے ہیں، ان کے پاس جنت کا کفن اور جنت کی خوشبو ہوتی ہے، پھر ملک الموت آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے جان پاک! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف چل! پھر جب اس کو لے لیتے ہیں، تو وہ فرشتے ان کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیتے اور اس کو اس کفن اور اس خوشبو میں رکھ لیتے ہیں اور اس سے مشک کی سی خوشبو مہکتی ہے اور اس کو لے کر (اوپر) چڑھتے ہیں اور (زمین پر رہنے والے) فرشتوں کی جس جماعت پر گزر ہوتا ہے وہ پوچھتے ہیں یہ پاک روح کون ہے؟ یہ فرشتے اچھے اچھے القاب سے اس کا نام بتلاتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہے، پھر آسمان دنیا تک اس کو پہنچاتے ہیں اور اس کیلئے دروازے کھلواتے ہیں اور دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اپنے قریب والے آسمان تک لے جاتے ہیں، یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک اس کو پہنچایا جاتا ہے، حق تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کا

اعمال نامہ علیین میں لکھ دو اور اس کو سوال و جواب کیلئے زمین کی طرف لے جاؤ سو اس کی روح اس کے بدن میں لوٹائی جاتی ہے مگر اس طرح نہیں جیسے دنیا میں تھی۔ بلکہ اس عالم کے مناسب جس کی حقیقت مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گی پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور کہتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ پھر کہتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر کہتے ہیں: یہ کون شخص ہیں جو تمہارے پاس بھیجے گئے تھے وہ کہتا ہے وہ اللہ کے پیغمبر ہیں۔ ایک پکارنے والا اللہ کی طرف سے آسمان سے پکارتا ہے: میرے بندے نے صحیح جواب دیا اس کیلئے جنت کا فرش کر دو اور اس کو جنت کی پوشاک پہنا دو، اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو سو اس کو جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے (اس کے بعد اس حدیث میں کافر کا حال بیان کیا گیا ہے جو بالکل اس کی ضد ہے)۔ (مسند احمد، حیوۃ المسلمین)

موت کی یاد...... ایک طویل حدیث میں حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر سے مسجد میں نماز کیلئے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس حال میں دیکھا کہ گویا (وہاں مسجد میں) وہ کھل کھلا کر ہنس رہے ہیں (اور یہ علامت تھی غفلت کی زیادتی کی) اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی اس حالت کی اصلاح کیلئے) ارشاد فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی موت کو زیادہ یاد کیا کرو تو وہ تمہیں اس غفلت میں مبتلا نہ ہونے دے لہٰذا موت کو زیادہ یاد کیا کرو۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جوان کے پاس اس کے آخری وقت میں جبکہ وہ اس دنیا سے رخصت ہو رہا تھا تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم اس وقت اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا یہ حال ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید بھی رکھتا ہوں اور اس کے ساتھ مجھے اپنے گناہوں کی سزا اور عذاب کا بھی ڈر ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ یقین کرو! کہ جس دل میں امید و خوف کی یہ دونوں کیفیتیں ایسے عالم میں (یعنی موت کے وقت میں) جمع ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو وہ ضرور عطا فرما دیں گے، جس کی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے اور اس عذاب سے اس کو ضرور محفوظ رکھیں گے جس کا اس کے دل میں خوف اور ڈر ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

▪ خشیت الٰہی کے آنسو..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے خوف و ہیبت سے جس بندۂ مومن کی آنکھوں سے کچھ آنسو نکلے اگر چہ وہ مقدار میں بہت کم مثلاً مکھی کے سر کے برابر (یعنی بقدر ایک قطرہ) ہوں، پھر وہ آنسو بہہ کر اس کے چہرے پر پہنچ جائیں تو اللہ تعالیٰ اس چہرے کو آتش و دوزخ کیلئے حرام فرما دیں گے۔ (سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

▪ تبلیغ..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ دیا اور اس میں کچھ مسلمانوں کی تعریف فرمائی، پھر فرمایا: کہ ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں میں دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے؟ اور انہیں دین نہیں سکھاتے؟ اور انہیں دین سے ناواقف رہنے کے عبرتناک نتائج نہیں بتاتے؟ اور انہیں برے کاموں سے نہیں روکتے؟ اور ایسا کیوں ہے کہ کچھ لوگ اپنے پڑوسیوں سے دین کا علم حاصل نہیں کرتے؟ اور دین کی سمجھ بوجھ پیدا نہیں کرتے؟ اور دین سے جاہل رہنے کے عبرت ناک نتائج معلوم نہیں کرتے؟ اللہ کی قسم! لوگ لازماً اپنے پڑوسیوں کو دین کی تعلیم دیں ان کے اندر دین کی سمجھ بوجھ پیدا کریں انہیں نصیحت کریں ان کو اچھی باتیں بتائیں اور ان کو بری باتوں سے روکیں۔ نیز لوگوں کو چاہئے کہ لازماً اپنے پڑوسیوں سے دین سیکھیں، دین کی سمجھ پیدا کریں اور ان کی نصیحتوں کو قبول کریں۔ (طبرانی، معارف الحدیث) ایک آدمی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے کہا کہ میں تبلیغ دین کا کام کرنا چاہتا ہوں، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام کرنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہ کیا تم اس مرتبہ پر پہنچ چکے ہو؟ اس نے کہا ہاں توقع تو ہے، ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ نہ ہو کہ قرآن کی تین آیتیں رسوا کردیں گی تو ضرور تبلیغ دین کا کام کرو۔ اس نے کہا وہ کون سی تین آیتیں ہیں؟ ابن عباسؓ نے فرمایا: پہلی آیت یہ ہے: اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ (البقرۃ:۴۴) ''کیا تم لوگوں کو نیکی کا وعظ کہتے ہو اور اپنے کو بھول جاتے ہو۔'' ابن عباس نہ کہا اس پر اچھی طرح عمل کرلیا ہے، اس نے کہا نہیں اور دوسری آیت: لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ (سورہ صف:۳) ''تم کیوں کہتے ہو وہ بات، جس کو کرتے نہیں۔'' تو اس پر اچھی طرح عمل کرلیا ہے؟ اس نے کہا نہیں اور تیسری آیت: مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰكُمْ عَنْهُ (سورہ ھود:۸۸) شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: جن بری باتوں سے میں تمہیں منع کرتا ہوں ان کو بڑھ کر خود کرنے لگوں؟ میری نیت یہ نہیں، بلکہ میں تو ان سے بہت دور رہوں گا (تم میرے قول اور عمل میں تضاد نہ دیکھو گے) ابن عباسؓ نے پوچھا

کہ اس آیت پر اچھی طرح عمل کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو فرمایا: جاؤ! پہلے اپنے کو نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہ مبلغ کی پہلی منزل ہے۔ (معارف الحدیث، الدعوۃ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم لوگ لازماً نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے روکتے رہو، ورنہ خدا عنقریب تم پر ایسا عذاب بھیج دے گا کہ پھر تم پکارتے رہو گے اور کوئی شنوائی نہ ہوگی۔ (ترمذی) حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں: کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: کہ ہر ہفتہ ایک مرتبہ وعظ کہا کرو، اور دو دفعہ کر سکتے ہو اور تین مرتبہ سے زیادہ وعظ مت کہنا، اور اس قرآن سے لوگوں کو متنفر نہ کرنا، اور ایسا کبھی نہ ہو کہ تم لوگوں کے پاس پہنچو اور وہ اپنی کسی بات میں مشغول ہوں اور تم اپنا وعظ شروع کر دو اور ان کی بات کاٹ دو، اگر تم ایسا کرو گے تو ان کو وعظ و نصیحت سے متنفر کر دو گے بلکہ ایسے موقع پر خاموشی اختیار کرو اور جب ان کے اندر خواہش دیکھو اور وہ تم سے مطالبہ کریں تو پھر وعظ کہو اور دیکھو! مسجع و مقفی عبارتیں بولنے سے بچو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو دیکھا ہے کہ وہ تکلف کے ساتھ عبارت آرائی نہیں کرتے تھے۔ (بخاری)

دنیا کی محبت اور موت سے بھاگنا...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ میری امت پر وہ وقت آنے والا ہے جب دوسری قومیں لقمۂ تر سمجھ کر تم پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جس طرح کھانے والے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ کسی نے پوچھا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس زمانے میں ہماری تعداد اس قدر کم ہو جائے گی کہ ہمیں نگل لینے کیلئے قومیں متحد ہو کر ہم پر ٹوٹ پڑیں گی؟ ارشاد فرمایا: نہیں، اس وقت تمہاری تعداد کم نہ ہوگی البتہ تم سیلاب میں بہنے والے تنکوں کی طرح بے وزن ہو گے اور تمہارے دشمنوں کے دل سے تمہارا رعب نکل جائے گا اور تمہارے دلوں میں بزدلی اور پست ہمتی پیدا ہو جائے گی۔ اس پر ایک آدمی نے پوچھا یہ بزدلی کیوں پیدا ہو جائے گی؟ فرمایا: اس وجہ سے کہ تم دنیا سے محبت کرنے لگو گے اور موت سے بھاگنے اور نفرت کرنے لگو گے۔ (ابوداؤد، معارف الحدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آئے گا جس میں دین پر صبر کرنے والا شخص اس آدمی کی مانند ہوگا جس نے اپنی مٹھی میں انگارہ لے لیا ہو (یعنی جس طرح انگارہ کو ہاتھ میں رکھنا دشوار ہے اسی طرح دین پر قائم رہنا بھی دشوار ہوگا)۔ (ترمذی، مشکوۃ)

جامع اور اہم نصیحتیں اور وصیتیں...... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے، بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مجھے میرے رب نے ان نو (۹) باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا ہے کہ: 1 ایک اللہ سے ڈرنا خلوت میں اور جلوت میں۔ 2 عدل وانصاف کی بات کہنا غصہ میں اور رضامندی میں (یعنی ایسا نہ ہو کہ جب کسی سے ناراض اور اس پر غصہ ہو تو اس کی حق تلفی اور اس کے ساتھ بے انصافی کی جائے اور جب کسی سے دوستی اور رضامندی ہو تو اس کی بے جا حمایت اور طرف داری کی جائے، بلکہ ہر حال میں عدل وانصاف اور اعتدال کی راہ پر چلا جائے۔ 3 اور حکم فرمایا: میانہ روی پر قائم رہنے کا، غریبی ونا داری اور فراخ دستی اور دولت مندی دونوں حالتوں میں یعنی جب اللہ تعالیٰ ناداری اور غریبی میں مبتلا کرے تو بے صبری اور پریشان حالی کا اظہار نہ ہو، اور جب وہ فراخ دستی اور خوش حالی نصیب فرمائے تو بندہ اپنی حقیقت کو بھول کر غرور اور سرکشی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ الغرض ان دونوں امتحانی حالتوں میں افراط وتفریط سے بچا جائے، اور اپنی روش درمیانی رکھی جائے یہی وہ میانہ روی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا: (آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں)۔ 4 اور مجھے حکم فرمایا: کہ میں ان اہل قرابت کے ساتھ رشتہ جوڑوں اور ان کے حقوق قرابت اچھی طرح ادا کروں جو مجھ سے رشتہ قرابت توڑیں اور میرے ساتھ بدسلوکی کریں۔ 5 اور یہ کہ میں ان لوگوں کو بھی دوں جنہوں نے مجھے محروم رکھا ہو، اور میرا حق مجھے نہ دیا ہو۔ 6 اور یہ کہ میں ان لوگوں کو معاف کر دوں جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا ہو، اور مجھے ستایا ہو۔ 7 مجھے حکم دیا ہے کہ میری خاموشی میں تفکر ہو یعنی جس وقت میں خاموش ہوں تو اس وقت سوچنے کی چیزیں سوچوں اور جو چیزیں قابل تفکر ہیں ان میں غور وفکر کروں۔ (مثلاً اللہ تعالیٰ کی صفات اور اس کی آیات اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ معاملہ کیا ہے اور اس کا مجھے کیا حکم ہے اور میرا معاملہ اللہ کے ساتھ اور اس کے احکام کے ساتھ کیا ہے اور کیا ہونا چاہئے اور میرا انجام کیا ہونے والا ہے، اور مثلاً یہ کہ اللہ تعالیٰ کے غافل بندوں کو اللہ کے ساتھ کس طرح جوڑا جائے۔ الغرض خاموشی میں اسی طرح کا تفکر ہو)۔ 8 اور مجھے حکم دیا ہے کہ میری گفتگو ذکر ہو (یعنی میں جب بھی بولوں، اور جو کچھ بھی بولوں اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو، خواہ اس طرح کہ وہ اللہ کی ثنا وصفت ہو یا اس کے احکام کی تعلیم وتبلیغ ہو، یا اس طرح کہ اس میں اللہ کے احکام اور حدود کی رعایت اور نگہداشت ہو، ان سب صورتوں میں جو گفتگو ہوگی وہ ''ذکر'' کے قبیل سے ہوگی) 9 اور مجھے حکم ہے کہ میری نظر عبرت والی نظر ہو

(یعنی میں جس چیز کو دیکھوں اس سے سبق اور عبرت حاصل کروں) اور لوگوں کو حکم کروں اچھی باتوں کا۔ (معارف الحدیث، رزین)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی فرمایا:

1 اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اگر چہ تم کو قتل کر دیا جائے۔ 2 اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو، اگر چہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کے نکل جاؤ۔ 3 کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو، کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑی اس کیلئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔ 4 ہرگز کبھی شراب نہ پیو، کیونکہ شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے (اس لیے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے) 5 ہر گناہ سے بچو، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے۔ 6 جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگر چہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں۔ 7 اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو۔ (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو)۔ 8 اور اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو۔ (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)۔ 9 اور ادب دینے کیلئے ان پر (حسب ضرورت وموقع) سختی بھی کیا کرو۔ 10 اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے نصیحت فرمایئے اور مختصر فرمایئے۔ (تاکہ یاد رکھنا آسان ہو)۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (ایک بات تو یہ یاد رکھو) جب تم نماز کیلئے کھڑے ہو تو اس شخص کی سی نماز پڑھو جو سب کو الوداع کہنے والا اور سب سے رخصت ہونے والا ہو۔ (یعنی دنیا سے جانے والے آدمی کی نماز جیسی ہونی چاہیے تم ہر نماز ویسی ہی پڑھنے کی کوشش کرو) اور (دوسری بات یہ یاد رکھو) ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالو جس کی کل تم کو معذرت اور جوابدہی کرنی پڑے (یعنی بات کرتے وقت ہمیشہ اس کا خیال رکھو کہ ایسی بات منہ سے نہ نکلے جس کی جوابدہی کسی کے سامنے اس دنیا میں یا قیامت کے دن خدا کے حضور میں کرنی پڑے۔) اور (تیسری بات یہ یاد رکھو) آدمیوں کے پاس اور ان کے ہاتھ میں جو کچھ نظر آتا ہے اس سے اپنے آپ کو قطعاً

مایوس کرلو۔ (یعنی تمہاری امیدوں اور توجہ کا مرکز صرف رب العالمین ہو اور مخلوق کی طرف سے اپنی امیدوں کو بالکل منقطع کرلو)۔ (مسند احمد، معارف الحدیث) فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر وقت کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں اگرچہ وہ حاکم غلام حبشی کیوں نہ ہو۔ تم میں جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا پس ایسے وقت تم لوگ میرے اور میرے رشد و ہدایت یافتہ خلفاء کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان طریقوں کو خوب مضبوط پکڑنا بلکہ دانتوں سے پکڑنا اور بدعات سے بچتے رہنا کیونکہ ہر جدید امر (دین میں جس کی کوئی سند شرعی نہ ہو) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ، معارف الحدیث) حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ سے عرض کیا کہ حضرت! مجھے ایسا عمل بتا دیجیے جس کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں اور دوزخ سے دور کردیا جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے، لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کیلئے آسان ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کردے (اور توفیق دے دے۔) لوسنو! سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام سے ادا کرو۔ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو اور رمضان کے روزے رکھا کرو اور بیت اللہ کا حج کرو۔ پھر فرمایا: کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتاؤں؟ (گویا جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان اور فرائض تھے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم چاہو تو میں تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں! غالباً اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نفل عبادات تھیں (چنانچہ حضرت معاذؓ کی طلب دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا) روزہ (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے اور صدقہ گناہوں کو (اور گناہ سے پیدا ہونے والی آگ کو) اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، اور رات کے درمیانی حصے کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے، اور ابواب خیر میں اس کا خاص الخاص مقام ہے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں) سورۂ سجدہ کی یہ آیت پڑھی: تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (السجدہ: ۱۶-۱۷) ترجمہ: شب کو ان

کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کیلئے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سو کسی شخص کو خبر نہیں کہ کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کیلئے خزانہ غیب میں موجود ہے یہ ان کو ان کے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سر اور اس کا عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتادوں؟ (معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت! ضرور بتادیں! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: دین کا سر اسلام ہے اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتادوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے (اور جس کے بغیر یہ سب ہیچ اور بے وزن ہیں، معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجیے! پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا: اس کو روکو (یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو، یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو، معاذؓ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت ہم جو باتیں کرتے ہیں، کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے معاذؓ! تجھے تیری ماں نہ جنتی، (عربی محاورہ کے مطابق یہاں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل (یا فرمایا: کہ ان کی ناکوں کے بل زیادہ تر) ان کی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر غفاریؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: کہ تمہیں ایسی دو خصلتیں بتادوں جو پیٹھ پر بہت ہلکی ہیں (ان کے اختیار کرنے میں آدمی پر کچھ زیادہ بوجھ نہیں پڑتا) اور اللہ کے میزان میں وہ بہت بھاری ہوں گی؟ ابوذرؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دونوں خصلتیں ضرور بتادیجیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ خاموش رہنے کی عادت اور حسن اخلاق، قسم اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، مخلوقات کے اعمال میں یہ دونوں چیزیں بے مثل ہیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

عمرانؒ بن خطان تابعی سے روایت ہے کہ میں ایک دن حضرت ابوذر غفاریؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے ان کو مسجد میں اس حالت میں دیکھا کہ ایک کالی کملی لپیٹے ہوئے بالکل اکیلے بیٹھے ہیں، میں نے عرض کیا اے ابوذرؓ! یہ تنہائی اور یکسوئی کیسی ہے؟ (یعنی آپ نے اس

طرح اکیلے اور سب سے الگ تھلگ رہنا کیوں اختیار فرمایا ہے؟) انہوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ "برے ساتھیوں کی ہم نشینی سے اکیلے رہنا اچھا ہے اور اچھے ساتھی کے ساتھ بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے، اور کسی کو اچھی باتیں بتانا خاموش رہنے سے بہتر ہے اور بری باتیں بتانے سے بہتر خاموش رہنا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ مجھے میری محبوب دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کا خاص طور پر حکم فرمایا: 1 مساکین اور غرباء سے محبت رکھنے اور ان سے قریب رہنے کا۔ 2 اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ دنیا میں ان لوگوں پر نظر رکھو جو مجھ سے نیچے درجہ کے ہیں۔ یعنی جن کے پاس دنیوی زندگانی کا سامان مجھ سے بھی کم ہے اور ان پر نظر نہ کرو جو مجھ سے اوپر کے درجہ کے ہیں (یعنی جن کو دنیوی زندگی کا سامان مجھ سے زیادہ دیا گیا ہے) اور بعض دوسری احادیث میں ہے کہ ایسا کرنے سے بندے میں صبر و شکر کی صفت پیدا ہوتی ہے اور یہ ظاہر بھی ہے۔ آگے حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں اور مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ 3 کہ میں اپنے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور قرابتی رشتہ کو جوڑوں (یعنی ان کے ساتھ وہ معاملہ اور سلوک کرتا رہوں جو اپنے عزیزوں اور قریبوں کے ساتھ کرنا چاہئے) اگر چہ وہ میرے ساتھ نہ کریں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ: 4 کسی آدمی سے کوئی چیز نہ مانگوں (یعنی اپنی ہر حاجت کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلاؤں اور اس کے سوا کسی کے در کا سائل نہ بنوں)۔ 5 میں ہر موقع پر حق بات کہوں (اگر چہ وہ لوگوں کیلئے کڑوی ہو اور ان کے اغراض اور خواہشات کے خلاف ہونے کی وجہ سے انہیں بری لگے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا: 6 کہ میں اللہ کے راستہ میں کبھی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں (یعنی دنیا والے اگر چہ مجھے برا کہیں، لیکن میں وہی کہوں اور وہی کروں جو اللہ کا حکم ہو اور جس سے اللہ راضی ہو اور کسی کے برا کہنے کی ہرگز پروا نہ کروں) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ: 7 میں کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کثرت سے پڑھا کروں کیونکہ یہ سب باتیں اس خزانے سے ہیں جو عرش کے نیچے ہے (یعنی یہ اس خزانے کے قیمتی جواہرات ہیں جو عرش الٰہی کے نیچے ہے اور اللہ ہی جن بندوں کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ کسی اور کی وہاں دسترس نہیں ہے۔) (مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن حساب کیلئے بارگاہِ الٰہی میں جب پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہ سکیں گے جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کا سوال نہ کرلیا جائے گا۔ 1 اوّل یہ کہ اس کی پوری زندگی اور عمر کے بارے میں کہ کن کاموں میں گزاری؟ 2 اور دوسرے اس کی جوانی (اور جوانی کی قوتوں) کے بارے میں کہ کن مشاغل میں جوانی اور اس کی قوتوں کو بوسیدہ اور پرانا کیا؟ 3 تیسرے مال و دولت کے بارے میں کہاں سے اور کن طریقوں سے اور کن راستوں سے اس کو حاصل کیا؟ 4 اور اس دولت کو کن کاموں اور کن راہوں میں صرف کیا؟ 5 پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جو کچھ معلوم تھا اس کے بارے میں کیا عمل کیا؟ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ چار باتیں اور خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر تم کو وہ نصیب ہوجائیں تو پھر دنیا (اور اس کی نعمتوں) کے فوت ہوجانے اور ہاتھ نہ آنے میں کوئی مضائقہ ہے اور نہ گھاٹا۔ 1 امانت کی حفاظت 2 باتوں میں سچائی 3 حسن اخلاق 4 کھانے میں احتیاط اور پرہیزگاری (مسند احمد بیہقی، معارف الحدیث)

عمرو بن میمون اودیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ حالتوں کو دوسری پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھالو۔ 1 غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے۔ 2 غنیمت جانو تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے 3 غنیمت جانو خوش حالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے۔ 4 غنیمت جانو فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے۔ 5 غنیمت جانو زندگی کو موت آنے سے پہلے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

عورتوں کو نصیحت......ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بار) فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم (خاص طور پر) صدقہ دیا کرو اور زیادہ استغفار کیا کرو، کیونکہ دوزخیوں میں زیادہ تعداد میں نے عورتوں کی دیکھی ہے، ان میں ایک ہوشیار عورت بولی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے کیا قصور کیا ہے کہ ہم دوزخ میں زیادہ جائیں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں (باہم گفتگو میں) لعنت کرنے کی زیادہ عادت ہوتی ہے اور تم اپنے شوہر کی بھی بہت ناشکری کرتی ہو، میں نے تم جیسا دین و عمل میں ناقص ہوکر پھر ایک دانشمند شخص پر غالب آ جانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (بخاری و مسلم، ترجمان السنہ)

نذر……حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نذر دو قسم کی ہے، ایک تو وہ نذر جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اطاعت کیلئے مانی جائے اس کو پورا کرنا ضروری ہے اس لیے کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور دوسری نذر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ کیلئے کی جائے، یہ نذر شیطان کیلئے ہے اور اس کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس قسم کی نذر کا کفارہ دے جو قسم کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ (نسائی، مشکوٰۃ) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ جو شخص کسی غیر معین چیز کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص کسی گناہ کی نذر مانے تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کا پورا کرنا اس سے ممکن نہ ہو تو اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جو شخص ایسی چیز کی نذر مانے جس کو پورا کر سکے تو اس کو پورا کرے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

قسم……حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ جس شخص نے قسم کھائی اور اس کے ساتھ ان شاء اللہ تعالیٰ بھی کہا (تو قسم کے خلاف کرنے میں) اس پر گناہ نہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے غیر اللہ کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

فال……حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں ہے، بہترین چیز فال نیک ہے، لوگوں نے عرض کیا فال کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ اچھا کلمہ جس کو تم میں سے کوئی شخص کسی شخص سے یا کسی ذریعے سے سنے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ) حضرت عروہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شگون بد کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین چیز فال نیک ہے اور شگون بد کسی مسلمان کو اس کے مقصد اور ارادے سے نہ روکے! پھر جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی بات کو دیکھے جس کو وہ برا خیال کرتا ہے یعنی شگون تو یہ کہے: اللّٰهُمَّ لَا يَأْتِي بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ○ ترجمہ: اے اللہ! اچھائیوں کا لانے والا آپ کے سوا کوئی نہیں ہے اور برائیوں کو روکنے والا بھی آپ کے سوا کوئی نہیں ہے اور اللہ کے سوا کوئی مدد ہے اور نہ کسی کی قوت ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

خواب……حضرت ابو بذیل عقیلی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ

مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور خواب جب تک اس کو بیان نہ کیا جائے پرِوں کے پاؤں پر ہوتا ہے (یعنی غیر مستقل اور غیر قائم) لیکن جب اس کو بیان کر دیا جائے (یعنی اس کی تعبیر بھی بیان کر دی جائے) تو خواب واقع ہو جاتا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہ کرو، مگر دوست یا عقل مند آدمی کے سامنے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

علم دین کے شروع کرنے کے دن کی فضیلت...... حدیث میں آیا ہے کہ علم دوشنبہ کے روز طلب کرو، اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے، یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ بعض احادیث میں بدھ کے دن کے متعلق بھی وارد ہے، صاحب ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔ (شرح تعلیم المتعلم، بہشتی زیور)

کسی سنت کے احیاء کی فضیلت...... حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی چالیس حدیثیں میری امت کو پہنچا دے تو میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع صغیر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے گا اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے گا اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔ (بہشتی زیور)

وصیت نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو۔ تو کبھی نہ بھٹکو گے، ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔ (بہشتی زیور)

باب ②

عبادات، نماز ومتعلقات نماز

▪ طہارت جزوایمان ہے..... ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ طہارت اور پاکیزگی جزو ایمان ہے، اور کلمہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میزان عمل کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ بھر دیتے ہیں آسمانوں کو اور زمین کو، نماز نور ہے اور صدقہ دلیل و برہان ہے اور صبر اجالا ہے اور قرآن یا تو حجت ہے تمہارے حق میں یا حجت ہے تمہارے خلاف۔ ہر آدمی صبح کرتا ہے پھر وہ اپنی جان کا سودا کرتا ہے، پھر یا تو اسے نجات دلا دیتا ہے یا اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں ہیں جو امور فطرت میں سے ہیں: 1 مونچھوں کا ترشوانا 2 داڑھی کا چھوڑنا 3 مسواک کرنا 4 ناک میں پانی لے کر صفائی کرنا 5 ناخن ترشوانا 6 انگلیوں کے جوڑوں کو (جن میں اکثر میل کچیل رہ جاتا ہے) اہتمام سے دھونا 7 بغل کے بال لینا 8 موئے زیر ناف کی صفائی کرنا 9 پانی سے استنجا کرنا

حدیث کے راوی زکریاؒ کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ مصعبؒ نے بس یہی نو چیزیں ذکر کیں اور فرمایا دسویں چیز بھول گیا ہوں اور میرا گمان یہی ہے کہ وہ کلی کرنا ہے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات ستودہ
قضائے حاجت کے بارے میں

▪ استنجا...... 1 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں داخل ہوتے تو بایاں قدم پہلے اندر رکھتے اور جب باہر نکلتے تو دایاں قدم پہلے باہر رکھتے۔ (ترمذی) 2 جب بیت الخلاء میں جاتے تو یہ دُعا پڑھتے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ. ترجمہ: اے اللہ تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔ 3 جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر آتے تو یہ دُعا

پڑھتے: غُفْرَانَکَ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ یا دونوں۔ ترجمہ: سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیزوں کو دور کیا اور مجھے چین دیا۔ (زادالمعاد، ترمذی) 4 جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کو بیٹھتے تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے بالکل قریب نہ ہوجاتے اپنا ستر نہ کھولتے۔ (زادالمعاد) 5 آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب کرنا چاہتے تو نرم زمین کی تلاش رہتی، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نرم زمین نہ ملتی تو لکڑی یا کسی اور چیز سے سخت زمین کو کھود کر نرم کرلیتے، پھر پیشاب کرنے بیٹھتے۔ (زادالمعاد) 6 حبیب بن صالح ؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام فراغت میں داخل ہوتے تو اپنا جوتہ پہن لیتے تھے اور اپنا سر ڈھانک لیتے تھے۔ (ابن سعد)

کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا فرماتے کبھی ڈھیلے سے کبھی دونوں کا استعمال فرماتے، ڈھیلوں کی تعداد طاق ہوتی، کم سے کم تین ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم استنجا کرنے میں بایاں ہاتھ استعمال کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا فرماتے تو اس کے بعد زمین پر ہاتھ رگڑ کر دھوتے۔ 7 پیشاب کرنے کیلئے اکڑوں بیٹھتے تو رانوں کے درمیان کافی فاصلہ چھوڑتے قضائے حاجت کو بیٹھنے کیلئے ریت یا مٹی کے ٹیلے یا پتھروں کی ٹیکری یا کسی کھجور وغیرہ کی آڑ کو بہت پسند فرماتے۔ (ابن سعد) 8 جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کیلئے بیٹھتے تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرتے اور نہ پشت کرتے۔ (زادالمعاد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب استنجے کو جاتے تھے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی لاکر دیتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے طہارت کرتے تھے پھر اپنے ہاتھ کو مٹی پر ملتے تھے، پھر میں دوسرا برتن لاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے وضو کرتے تھے۔ (سنن ابوداؤد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ڈھیلے وغیرہ سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے بھی طہارت فرماتے تھے، اس کے بعد ہاتھ کو زمین پر مل کر دھوتے تھے اس کے بعد وضو کرتے تھے، جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہی تھی کہ قضائے حاجت اور استنجے سے فارغ ہوکر وضو بھی فرماتے تھے، لیکن کبھی کبھی یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ وضو کرنا صرف اولیٰ اور افضل ہے فرض یا واجب نہیں ہے، اس کو ترک بھی کیا ہے چنانچہ سنن ابی داؤد اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پیشاب سے فارغ ہوئے تو حضرت عمرؓ وضو کیلئے پانی لے کر کھڑے ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر یہ کیا ہے؟ کس لیے پانی لیے کھڑے ہو؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کیلئے پانی لایا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کیلئے مامور نہیں ہوں کہ جب پیشاب کروں تو ضرور وضو کروں اور اگر میں ایسی پابندی اور مداومت کروں تو امت کیلئے ایک قانون اور دستور بن جائے گا۔ (معارف الحدیث)

قضائے حاجت اور استنجے سے متعلق ہدایات...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تم لوگوں کیلئے مثل ایک باپ کے ہوں۔ اپنی اولاد کیلئے۔ (یعنی جس طرح اولاد کی خیر خواہی اور ان کی زندگی کے اصول و آداب سکھانا ہر باپ کی ذمہ داری ہے، اسی طرح تمہاری تعلیم و تربیت بھی میرا کام ہے اس لیے) میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تم قضائے حاجت کیلئے جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھو نہ اس کی طرف پشت کرکے۔ (بلکہ اس طرح بیٹھو کہ قبلہ کی جانب نہ تمہارا منہ ہو نہ تمہاری پیٹھ ہو)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استنجے میں تین ڈھیلوں کے استعمال کرنے کا حکم دیا، اور منع فرمایا استنجے میں لید اور ہڈی استعمال کرنے سے اور منع فرمایا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے سے۔ (معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ و دارمی) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے میں پہلے پیشاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے، کیونکہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ (معارف الحدیث، سنن ابی داؤد)

قضائے حاجت کے مقام پر جانے کی دُعا...... حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قضائے حاجت کے مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں، پس تم میں سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو چاہئے کہ پہلے یہ دُعا کرے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِثِ. (ابوداؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، فرماتے تھے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے اور تم میں سے کسی کو استنجے کا تقاضا ہو تو اس کو چاہئے کہ پہلے استنجے سے فارغ ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

استنجے سے متعلق مسائل (از بہشتی زیور)...... ● جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے

اس سے استنجا کرنا ضروری ہے۔ (شامی) ● اگر نجاست ادھر ادھر بالکل نہ لگے اور اس کیلئے پانی سے استنجا نہ کر سکے بلکہ پاک پتھر یا مٹی کے ڈھیلے سے استنجا کرے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہوجائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات طبیعت کی صفائی کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ ● ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر نہ پھیلنے پائے بدن خوب صاف ہوجائے۔ (فتاوی ہندیہ، تنویر و شامی) ● ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے۔ (ترمذی) لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ (روپیہ کے برابر) سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کرلے تو نماز پڑھ سکتا ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ (شرح التنویر) ● جب بیت الخلاء میں جائے تو دروازے سے باہر بسم اللہ کہے اور دُعائے مسنونہ پڑھے۔ ● جب اندر داخل ہو تو پہلے بایاں قدم اندر لے جائے۔ ● بیت الخلاء میں ننگے سر نہ جائے۔ (زاد المعاد) ● اگر کسی انگوٹھی پر اللہ رسول کا نام لکھا ہو تو اس کو اتار ڈالے۔ (نسائی) ● تعویذ جس پر موم جامہ کرلیا گیا ہو یا کپڑے میں سی لیا گیا ہو، اس کو پہن کر جانا جائز ہے۔ بیت الخلاء کے اندر اگر چھینک آئے تو صرف دل ہی دل میں الحمد للہ کہہ لے زبان سے اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے۔ ● اور جب تک اندر رہے تو کوئی بات کرے نہ بولے۔ (مشکوۃ) ● پھر جب باہر نکلے تو پہلے داہنا قدم باہر نکالے اور دروازے سے نکل کر دُعائے مسنونہ پڑھے۔ ● استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کر یا مٹی سے مل کر دھوئے۔ (رد المحتار) ● بائیں ہاتھ سے استنجا کرنا چاہئے اگر بایاں ہاتھ نہ ہو تو پھر ایسی مجبوری کے وقت دائیں ہاتھ سے جائز ہے۔ ● ایسی جگہ استنجا کرنا کہ کسی شخص کی نظر استنجا کرنے والے کے ستر پر پڑتی ہو گناہ ہے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، نہر، کنویں یا حوض کے اندر یا ان کے کناروں پر پیشاب یا پاخانہ کرنا مکروہ تحریمی وممنوع ہے۔ ● مسجد کی دیوار کے پاس پاخانہ یا پیشاب کرنا، قبرستان میں پاخانہ یا پیشاب کرنا، چوہے کے بل میں یا کسی سوراخ میں پیشاب کرنا منع ہے۔ ● نیچی جگہ بیٹھ کر اونچی جگہ پر پیشاب کرنا، آدمیوں کے بیٹھنے یا راستہ چلنے کی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا اور وضو یا غسل کرنے کی جگہ میں پاخانہ یا پیشاب کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور منع ہیں۔ ● رفع حاجت کرتے ہوئے (بلا ضرورت شدیدہ) کلام نہ کرنا چاہئے۔ (مشکوۃ) ● پیشاب کرتے وقت یا استنجا کرتے وقت عضو خاص کو داہنا ہاتھ نہ لگائیں بلکہ بایاں ہاتھ لگائیں (بخاری ومسلم) پیشاب پاخانے کی

چھینٹوں سے بہت بچنا چاہیے کیونکہ اکثر عذاب قبر پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنے سے ہوتا ہے۔ (ترمذی) ▪ جنگل یا شہر کے باہر میدان میں قضائے حاجت کی ضرورت پیش آئے تو اتنی دور جانا چاہئے کہ لوگوں کی نگاہ نہ پڑے۔ (معارف الحدیث، سنن ابی داؤد، ترمذی) ▪ یا کسی نشیبی زمین میں چلا جائے جہاں کوئی نہ دیکھ سکے۔ ▪ پیشاب کرنے کیلئے نرم زمین تلاش کرنا تاکہ پیشاب کی چھینٹیں نہ اڑیں بلکہ زمین جذب کرتی چلی جائے۔ (ترمذی) بیٹھ کر پیشاب کرنا چاہئے کھڑے ہو کر پیشاب نہ کریں۔ (ترمذی) ▪ اگر پیشاب کے بعد استنجا سکھانا ہو تو دیوار وغیرہ کی آڑ میں کھڑا ہونا چاہئے۔ (بہشتی گوہر)

مسواک...... مسواک کی فضیلت واہمیت میں بکثرت احادیث مروی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ: اگر امت پر دشوار ہونے کا خوف نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کیلئے مسواک کو واجب قرار دیتا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) مسواک کرنا منہ کی پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور موجب رضائے حق سبحانہ وتعالیٰ وتقدس ہے۔ (بخاری) اور فرمایا: جب بھی جبریل علیہ السلام آئے تو انہوں نے مجھے مسواک کرنے کیلئے ضرور کہا خطرہ ہے کہ (جبرئیل کے بار بار تاکید اور وصیت پر) میں اپنے منہ کے اگلے حصے کو مسواک کرتے کرتے گھس نہ ڈالوں۔ (مسند احمد) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قرأت قرآن یا سونے کا ارادہ فرماتے تو مسواک کرتے، اور گھر میں داخل ہوتے وقت بھی مسواک کرتے، چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ اقدس میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا کام جو کرتے وہ مسواک کرنا ہوتا تھا اور وضو اور نماز کے وقت بھی مسواک کرتے تھے۔ انگلی سے مسواک کرنا بھی کافی ہے، خواہ اپنی انگلی سے ہو یا دوسرے کی انگلی سے اور سخت ودرشت کپڑے سے ہو تب بھی کافی ہے۔ ابونعیم اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دانتوں کے عرض پر مسواک کرتے تھے اور مواہب لدنیہ میں ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ سے کرنا چاہئے یہ مستحب ہے۔ بعض شراح حدیث نے کہا ہے کہ مسواک میں یمن سے مراد یہ ہے کہ ابتدا داہنی طرف سے کرے۔ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسواک رکھ دی جاتی جب رات کی نماز کو اٹھتے تو مسواک کرتے پھر وضو کرتے۔ (بخاری ومسلم، ابن سعد) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ دن یا رات میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تو اٹھنے کے بعد وضو کرنے سے پہلے مسواک ضرور فرماتے۔ (معارف الحدیث، مسند احمد)

مرض الوفات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل مسواک ہے...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ نماز جس کیلئے مسواک کی جائے اس نماز کے مقابلے میں جو بلا مسواک کے پڑھی جائے ستر گنا فضیلت رکھتی ہے۔ (شعب الایمان، للبیہقی، معارف الحدیث)

مسواک کے متعلق سنتیں...... 1 مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی نہ ہو اور انگلی سے زیادہ موٹی نہ ہو۔ (بحر الرائق) 2 کم از کم تین مرتبہ مسواک کرنی چاہئے اور ہر مرتبہ پانی میں بھگونی چاہئے۔ 3 اگر انگلی سے مسواک کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ منہ کے دائیں جانب اوپر نیچے انگوٹھے سے صاف کرے اور اسی طرح بائیں جانب شہادت کی انگلی سے کرے۔ 4 مسواک پکڑنے کا طریقہ: چھنگلی مسواک کے نیچے کی طرف اور انگوٹھا مسواک کے سرے کے نیچے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہونا چاہئیں۔ (شامی) مسواک دانتوں میں عرضاً اور زبان میں طولاً کرنی چاہئے، دانتوں کے ظاہر و باطن اور اطراف کو بھی مسواک سے صاف کیا جائے اور اسی طرح منہ کے اوپر اور نیچے کے حصہ اور جبڑے وغیرہ میں بھی مسواک کرنی چاہئے۔ (طحطاوی)

جن اوقات میں مسواک کرنا سنت یا مستحب ہے...... 1 سونے کے بعد اٹھنے پر 2 وضو کرتے وقت 3 قرآن مجید کی تلاوت کیلئے 4 حدیث شریف پڑھنے پڑھانے کیلئے 5 منہ میں بدبو ہو جانے کے وقت یا دانتوں کے رنگ میں تغیر پیدا ہونے پر 6 نماز میں کھڑے ہونے کے وقت اگر وضو اور نماز میں زیادہ فصل ہو گیا ہو۔ 7 ذکر الٰہی کرنے سے پہلے 8 خانہ کعبہ یا حطیم میں داخل ہونے کے وقت 9 اپنے گھر میں داخل ہونے کے بعد 10 بیوی کے ساتھ مقاربت سے پہلے 11 کسی بھی مجلس خیر میں جانے سے پہلے 12 بھوک پیاس لگنے کے وقت 13 موت کے آثار پیدا ہو جانے سے پہلے 14 سحری کے وقت 15 کھانا کھانے سے قبل 16 سفر میں جانے سے قبل 17 سفر سے آنے کے بعد 18 سونے سے قبل۔ (الترغیب والترہیب)

غسل...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو سب سے پہلے دونوں ہاتھ دھوتے تھے پھر بائیں ہاتھ سے مقام استنجا کو دھوتے اور داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے۔ (یہ ہاتھ سے پانی ڈالنا ایسی حالت میں تھا کہ کوئی چھوٹا برتن پانی لینے کیلئے نہ تھا) پھر وضو کرتے اسی طرح جس طرح نماز کیلئے وضو فرمایا کرتے تھے

پھر پانی لیتے اور بالوں کی جڑوں میں انگلیاں ڈال کر وہاں پانی پہنچاتے تھے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سمجھتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب میں پوری طرح پانی پہنچالیا ہے تو دونوں ہاتھ بھر بھر کر تین دفعہ پانی اپنے سر کے اوپر ڈالتے تھے اس کے بعد سارے بدن پر پانی بہاتے پھر دونوں پاؤں دھوتے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم) حضرت عبداللہ بن عباسؓ اسی طرح کی حدیث حضرت میمونہؓ سے بھی روایت کرتے ہیں جس میں حضرت میمونہؓ یہ بھی اضافہ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رومال دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واپس فرمادیا۔ صحیحین ہی کی دوسری روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رومال استعمال کرنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسم پر سے پانی سونت کر جھاڑ دیا۔ (صحیح بخاری ومسلم) حضرت عائشہؓ اور حضرت میمونہؓ کی ان حدیثوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل کی پوری تفصیل معلوم ہوجاتی ہے یعنی یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دو تین دفعہ دھوتے تھے (کیونکہ ان ہاتھوں کے ذریعہ ہی پورے جسم کو غسل دیا جاتا ہے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام استنجا کو بائیں ہاتھ سے دھوتے تھے اور داہنے ہاتھ سے اس پر پانی ڈالتے تھے اس کے بعد بائیں ہاتھ کو مٹی سے مل مل کر رگڑ رگڑ کر خوب مانجھتے اور دھوتے تھے پھر اس کے بعد وضو فرماتے تھے۔ جس کے ضمن میں تین تین دفعہ کلی کرتے اور ناک میں پانی لے کر اس کی اچھی طرح صفائی کر کے منہ اور ناک کے اندرونی حصہ کو غسل دیتے تھے اور حسب عادت ریش مبارک میں خلال کر کے اس کے ایک ایک بال کو غسل دیتے تھے اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاتے تھے۔ اس کے بعد اسی طرح سر کے بالوں کو اہتمام سے دھوتے تھے اور ہر بال کی جڑ تک پانی پہنچانے کی کوشش کرتے تھے اس کے بعد باقی سارے جسم کو غسل دیتے تھے پھر غسل کی اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں کو پھر دھوتے تھے (غالباً آپؐ یہ اس لیے کرتے تھے کہ غسل کی وہ جگہ صاف اور پختہ نہیں ہوتی تھی)۔ (معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حائضہ عورت اور جنبی آدمی قرآن پاک میں سے کچھ بھی نہ پڑھے۔ یعنی قرآن مجید جو اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام ہے اس کی تلاوت ان دونوں کیلئے ممنوع ہے۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جسم کے ہر بال کے نیچے جنابت کا اثر ہوتا ہے اس لیے غسل جنابت میں بالوں کو اچھی طرح دھونا چاہئے (تاکہ جسم انسانی کا وہ حصہ جو بالوں سے چھپا رہتا ہے پاک صاف ہوجائے) اور

جلد کا جو حصہ ظاہر ہے۔ (جس پر بال نہیں ہیں) اس کو بھی اچھی طرح دھونا اور صاف کرنا چاہئے۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

جن صورتوں میں غسل کرنا سنت ہے...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہر مسلمان پر حق ہے (یعنی اس کیلئے ضروری ہے) کہ ہر ہفتہ کے سات دنوں میں ایک دن (یعنی جمعہ کے دن) غسل کرے اس میں اپنے سر کے بالوں کو اور سارے جسم کو اچھی طرح دھوئے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم ومعارف الحدیث) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن (نماز جمعہ کے لئے) وضو کرلے تو بھی کافی ہے اور ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل کرنا افضل ہے۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

وضو کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے...... اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ یکتا ہے اس کا (ذات وصفات میں) کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ بلاشبہ حضرت محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ تو مجھے خوب زیادہ توبہ کرنے والوں میں اور خوب زیادہ پاکی حاصل کرنے والوں میں شامل فرما اور اپنے نیک بندوں میں شامل فرما اور ان لوگوں میں شامل فرما جن کو (قیامت کے دن) نہ کسی کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ سنن نسائی میں مروی ہے کہ وضو کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ترجمہ: اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وضو کے وقت حاضر ہوا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کرتے وقت سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کر رہے تھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ ط (زاد

المعاد) ترجمہ: اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔ مستورد بن شدادؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے تھے تو ہاتھ کی سب سے چھوٹی انگلی (چھنگلی) سے پاؤں کی انگلیوں کو (یعنی ان کے درمیانی حصہ کو) ملتے تھے (یعنی خلال فرماتے تھے)۔ (جامع ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا کہ جب وضو فرماتے تو ایک ہاتھ سے پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے ریش مبارک کے اندرونی حصہ میں پہنچاتے اور اس سے ریش مبارک میں خلال فرماتے (یعنی ہاتھ کی انگلیاں اس کے درمیان سے نکالتے) اور فرماتے کہ میرے رب نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ (معارف الحدیث، سنن ابی داؤد) وضو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پانی اچھی طرح استعمال فرماتے لیکن پھر بھی امت کو پانی کے استعمال میں اسراف سے پرہیز کی تلقین فرماتے۔ (زاد المعاد)

وضو کی سنتیں اور اس کے آداب..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے ابو ہریرہؓ جب تم وضو کرو تو بسم اللہ و الحمد للہ کہہ لیا کرو (اس کا اثر یہ ہوگا کہ) جب تک تمہارا یہ وضو باقی رہے گا اس وقت تک تمہارے محافظ فرشتے (یعنی کاتبین اعمال) تمہارے لیے برابر نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (معجم صغیر للطبرانی، معارف الحدیث) لقیط بن صبرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وضو کی بابت بتایئے؟ (یعنی یہ بتایئے کہ کن باتوں کا وضو میں مجھے خاص طور سے اہتمام کرنا چاہیے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (ایک تو یہ کہ) پورا وضو خوب اچھی طرح اور کامل طریق سے کیا کرو۔ (جس میں کوئی کمی کسر نہ رہے) اور (دوسرے یہ کہ) ہاتھ پاؤں دھوتے وقت اس کی انگلیوں میں خلال کیا کرو، اور (تیسرے یہ کہ) ناک کے نتھنوں میں پانی چڑھا کے اچھی طرح ان کی صفائی کیا کرو۔ الا یہ کہ تم روزے سے ہو۔ (یعنی روزے کی حالت میں ناک میں پانی زیادہ نہ چڑھاؤ)۔ (معارف الحدیث، سنن ابی داؤد، جامع ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکثر خود ہی وضو کر لیتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ دوسرا آدمی پانی ڈال دیتا۔ (زاد المعاد)

وضو پر وضو..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے طہارت کے باوجود (یعنی وضو ہونے کے باوجود تازہ) وضو کیا اس کیلئے دس نیکیاں لکھی

جائیں گی۔(جامع ترمذی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اکثر نیا وضو فرماتے اور کبھی کبھی نمازیں ایک ہی وضو میں پڑھ لیتے۔(زادالمعاد)

وضو کا مسنون طریقہ...... وضو کرنے والے کو چاہئے کہ وضو سے پہلے نیت کرے کہ نماز کیلئے وضو کررہا ہوں (اس سے ثواب بڑھ جاتا ہے) وضو کرتے وقت قبلہ رخ کسی اونچی جگہ بیٹھے تاکہ پانی کی چھینٹیں نہ پڑیں۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر شروع کرے بعض روایات میں اس طرح ہے کہ پڑھے: 1 بِسْمِ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی دِیْنِ الْاِسْلَامِ ۔ 2 پھر دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک تین بار دھوئے۔ 3 پھر مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانتوں کو ملے اور تین بار کلی کرے اس طرح کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔(البتہ اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ پانی حلق میں چلا جائے)۔ 4 پھر تین بار ناک میں پانی چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے (اگر روزہ ہو تو جتنی دور نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جائے)۔ 5 پھر تین بار منہ دھوئے۔ پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے چہرہ دھوتے وقت داڑھی کا خلال کرے داڑھی کے نیچے سے انگلیوں کو ڈال کر خلال کرے۔ 6 پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے۔ پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے عورت اگر انگوٹھی یا چوڑی جو کچھ پہنے ہو اس کو ہلالے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے۔ 7 پھر ایک بار سارے سر کا مسح کرے اور اس کے ساتھ دونوں کانوں کا مسح کرے، کان کے اندر کی طرف کلمہ کی انگلی سے اور کانوں کے اوپر انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے (لیکن گلے کا مسح نہ کرے، یہ ممنوع ہے) کانوں کے مسح کیلئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔(ترمذی، مشکوٰۃ)

وضو کے متعلق مسائل...... اعضائے وضو کو خوب مل مل کر دھونا چاہئے۔ وضو مسلسل کرنا چاہئے یعنی ایک عضو دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں وقفہ اور تاخیر نہ ہونا چاہئے۔ وضو ترتیب وار کرنا سنت ہے۔ وضو کے درمیان یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ ۔ جب وضو کر چکے یہ دعا پڑھے: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ. (مسلم) پھر یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ. سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ. (ترمذی)

تیمّم...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تیمّم (کی حقیقت، ہاتھ کا پاک زمین پر) دو مرتبہ مارنا ہے ایک بار چہرے کیلئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔ (مستدرک) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کیلئے جداگانہ تیمّم نہ فرماتے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کا حکم دیا بلکہ تیمّم کو بالکل وضو کا قائم مقام فرمایا ہے۔ (زاد المعاد) تیمّم کا طریقہ امام اعظم، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ دو مرتبہ زمین پر ہاتھ مارنا، ایک بار چہرے کیلئے اور ایک بار کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کیلئے۔ مسئلہ: جس عذر سے وضو کیلئے تیمّم جائز ہے اسی طرح غسل کیلئے بھی تیمّم جائز ہے (جو غسل جنابت پر فرض ہوتا ہے) غسل کے تیمّم کا بھی یہی طریقہ ہے۔ (بہشتی زیور) مسئلہ: پاک مٹی اور ریت، پتھر اور چونا اور مٹی کے کچے اور پکے برتن جن پر روغن نہ ہو، اور مٹی کی کچی پکی اینٹیں مٹی یا اینٹوں، پتھر یا چونے کی دیوار، گیرو اور ملتانی مٹی پر تیمّم کرنا جائز ہے۔

تیمّم کے فرائض...... 1 نیت کرنا 2 دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر منہ پر پھیرنا 3 دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں کو کہنی سمیت ملنا۔ (بہشتی زیور)

تیمّم کا مسنون طریقہ...... تیمّم کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کیلئے تیمّم کرتا ہوں۔ پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ پھر دونوں ہاتھ مٹی کے بڑے ڈھیلے پر مار کر انہیں جھاڑ دے، زیادہ مٹی لگ جائے تو اسے پھونک مار کر اڑا دے اور دونوں ہاتھوں کو منہ پر اس طرح پھیرے کہ کوئی جگہ باقی نہ رہ جائے، اگر ایک بال کے برابر بھی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم صحیح نہ ہوگا۔ پھر دوسری مرتبہ دونوں ہاتھ مٹی پر مارے اور انہیں جھاڑ کر پہلے بائیں ہاتھ کی چاروں انگلیاں سیدھے ہاتھ کی انگلیوں کے سروں کے نیچے رکھ کر کھینچتا ہوا کہنی تک لے جائے۔ اس طرح لے جانے میں سیدھا ہاتھ نیچے کی جانب پھر جائے گا۔ پھر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سیدھے ہاتھ کے اوپر کی طرف کہنی سے انگلیوں تک کھینچتا ہوا لائے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی پشت پر پھیرے۔ اسی طرح سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر پھیرے پھر انگلیوں کا خلال کرے۔

اگر انگوٹھی پہنی ہوئی ہو تو اسے اتارنا یا ہلانا ضروری ہے۔ انگلیوں کا خلال کرنا بھی سنت ہے۔ وضو اور غسل دونوں کے تیمّم کا یہی طریقہ ہے۔ (بہشتی زیور)

نماز کا اعادہ ضروری نہیں...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ صحابہؓ میں سے دو شخص سفر کو گئے، کسی موقع پر نماز کا وقت آ گیا اور ان کے ساتھ پانی نہ تھا اس لیے دونوں نے پاک مٹی سے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی، پھر نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے پانی بھی مل گیا، تو ایک صاحب نے وضو کر کے دوبارہ نماز پڑھی اور دوسرے صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا۔ جب دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس کا ذکر کیا تو جن صاحب نے نماز کا اعادہ نہیں کیا تھا ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ٹھیک طریقہ اختیار کیا اور تم نے جو نماز تیمّم کر کے پڑھی وہ تمہارے لیے کافی ہوگئی۔ (شرعی مسئلہ یہ ہے کہ ایسے موقع پر تیمّم کر کے نماز پڑھ لینا کافی ہے) بعد میں وقت کے اندر پانی مل جانے پر بھی اعادہ کی ضرورت نہیں اس لیے تم نے جو کیا ٹھیک مسئلہ کے مطابق کیا اور جن صاحب نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی تھی ان سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہیں دوہرا ثواب ملے گا کیونکہ تم نے دوبارہ جو نماز پڑھی وہ نفل ہوگئی اللہ تعالیٰ نیکیوں کو ضائع نہیں فرماتا۔ (سنن ابی داؤد، ومسند دارمی، معارف الحدیث)

نماز...... حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سب سے اوّل جس چیز کا سوال بندہ سے ہوگا وہ نماز ہے اگر وہ ٹھیک اتری تو اس کے سارے اعمال ٹھیک اتریں گے اور وہ خراب نکلی تو اس کے سارے اعمال خراب نکلیں گے۔ (طبرانی اوسط، حیوۃ المسلمین) حضرت عبادۃ بن الصامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ پانچ وقت کی نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان کیلئے اچھی طرح وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع وسجود بھی جیسے کرنا چاہئے ویسے ہی کیے اور خشوع کی صفت کے ساتھ ان کو ادا کیا تو ایسے شخص کیلئے اللہ تعالیٰ کا پکا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہیں کیا (اور نماز کے بارے میں اس نے کوتاہی کی) تو اس کیلئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے چاہے گا تو اس کو بخش دے گا اور چاہے گا تو سزا دے گا۔ (معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد)

پنجگانہ فرض نمازوں کے اوقات...... حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان سے فرمایا: کہ ان دونوں دن (آج اور کل) تم ہمارے ساتھ نماز پڑھو! پھر (دوپہر کے بعد) جیسے ہی آفتاب ڈھلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا اور انہوں نے اذان دی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تو انہوں نے ظہر کی نماز کیلئے اقامت کہی (اور ظہر کی نماز پڑھی گئی) پھر (عصر کا وقت آنے پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا تو انہوں نے (قاعدہ کے مطابق پہلے اذان اور پھر) عصر کی نماز کیلئے اقامت کہی (اور عصر کی نماز ہوئی) یہ اذان اور پھر یہ نماز ایسے وقت ہوئی کہ آفتاب خوب اونچا اور پوری طرح روشن تھا۔ (یعنی اس کی روشنی میں وہ فرق نہیں پڑا تھا جو شام کو ہو جاتا ہے)۔ پھر آفتاب غروب ہوتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو حکم دیا تو انہوں نے مغرب کے قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر، اقامت کہی اور مغرب کی نماز ہوئی پھر جیسے ہی شفق غائب ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا تو انہوں نے عشاء کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی پھر) اقامت کہی اور (عشاء کی نماز پڑھی گئی) پھر رات کے ختم ہونے پر جیسے ہی صبح صادق نمودار ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا اور انہوں نے فجر کی (قاعدے کے مطابق اذان کہی، پھر اقامت کہی، اور فجر کی نماز پڑھی گئی) پھر جب دوسرا دن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلالؓ کو ٹھنڈے وقت ظہر کی نماز قائم کرنے کا حکم دیا اور فرمایا ظہر آج (تاخیر کر کے) ٹھنڈے وقت پڑھی جائے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب حکم انہوں نے ٹھنڈے وقت پر ظہر کی اذان پھر اقامت کہی اور خوب اچھی طرح ٹھنڈا وقت کر دیا یعنی کافی تاخیر کر کے ظہر اس دن بالکل آخری وقت پڑھی گئی اور عصر کی نماز ایسے وقت پڑھی کہ آفتاب اگرچہ اونچا ہی تھا لیکن گزشتہ روز کے مقابلہ میں زیادہ موخر کر کے پڑھی اور عشاء تہائی رات گزر جانے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز اسفار کے وقت میں (یعنی دن کا اجالا پھیل جانے پر) پڑھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ صاحب کہاں ہیں جو نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرتے تھے اس شخص نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری نمازوں کا مستحب وقت اس کے درمیان میں ہے جو تم نے دیکھا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- نمازِ ظہر...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب گرمی سخت ہو تو ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری)
- نمازِ عشاء...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی

نماز کیلئے اس وقت باہر تشریف لائے جب تہائی رات ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ میری امت کیلئے یہ وقت بھاری اور مشکل ہو جائے گا تو میں یہ نماز (ہمیشہ دیر کر کے) اسی وقت پڑھا کرتا کیونکہ اس نماز کیلئے ہمیشہ یہی وقت افضل ہے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

▪ نماز فجر...... حضرت رافع بن خدیجؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ نماز فجر اسفار میں ادا کرو۔ (یعنی صبح کا اجالا پھیل جانے پر یہ نماز پڑھو) کیونکہ اس میں زیادہ اجر وثواب ہے۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، دارمی، معارف الحدیث)

▪ نماز میں تاخیر کی ممانعت...... حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: علی! تین کام وہ ہیں جن میں تاخیر نہ کرنا۔ 1 نماز جب اس کا وقت آ جائے۔ 2 اور جنازہ جب تیار ہو کر آ جائے۔ 3 بے شوہر والی عورت جب اس کیلئے کوئی مناسب جوڑ مل جائے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

▪ سونے یا بھول جانے کی وجہ سے نماز قضا ہو جائے تو...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی نماز کو بھول گیا یا نماز کے وقت سوتا رہ گیا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب یاد آئے یا سو کے اٹھے اسی وقت پڑھ لے۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری و مسلم)

▪ نماز میں تساہل...... حضرت ابوذر غفاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا اور کیا رویہ ہوگا جب ایسے (غلط کار اور خدا ناترس) لوگ تم پر حکمران ہوں گے، جو نماز کو مردہ اور بے روح کریں گے۔ (یعنی ان کی نمازیں خشوع وخضوع اور آداب کے اہتمام نہ ہونے کی وجہ سے بے روح ہوں گی) یا وہ نمازوں کو ان کے صحیح وقت کے بعد پڑھیں گے؟ میں نے عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے لیے کیا حکم ہے! یعنی ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وقت آ جانے پر اپنی نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد اگر ان کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع آئے تو ان کے ساتھ پڑھ لو۔ یہ تمہارے لیے نفل ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

▪ دوسری نماز کا انتظار...... ایک بار مغرب کی نماز کے بعد کچھ لوگ عشاء کی نماز کا انتظار کر رہے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر تیز چل کر آئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سانس پھول گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! خوش

ہو جاؤ تمہارے رب نے آسمان کا ایک دروازہ کھول کر تمہیں فرشتوں کے سامنے کیا اور فخر کے طور پر فرمایا دیکھو! یہ میرے بندے ایک نماز ادا کر چکے اور دوسری نماز کا انتظار کر رہے ہیں۔ (ابن ماجہ)

■ جمع بین الصلواتین...... بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے غیر وقت میں کوئی نماز پڑھی ہو۔ مگر مغرب وعشاء کی دو نمازوں جن کو مزدلفہ میں جمع فرمایا اور احادیث میں عرفات میں ظہر وعصر کی نمازیں بھی جمع فرمانا مروی ہے اور یہ جمع بر بنائے مناسک حج تھی، نہ کہ سفر کی وجہ سے اور جامع الاصول میں بروایت ابوداؤدؒ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفر میں مغرب وعشاء کو ملا کر نہیں پڑھا مگر ایک مرتبہ یہ جمع بین الصلوٰتین کے معنی یہ ہیں کہ پہلی نماز کو اتنا موخر کیا جائے کہ اسے اس کے آخری وقت میں پڑھا جائے اور دوسری نماز میں اتنی تعجیل کی جائے کہ اسے اس کے شروع وقت میں پڑھا جائے اور بعض اسے جمع صوری کا نام دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ ظاہر صورت میں تو جمع ہے مگر درحقیقت جمع نہیں ہے اور یہی وہ صورت ہے جس پر احناف سفر میں جمع کا اطلاق کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ) جامع الاصول میں ابوداؤد سے بروایت نافع اور عبداللہ بن واقدی مروی ہے کہ ایک بار سفر میں حضرت ابن عمرؓ سے موذن نے کہا الصلوٰۃ ابن عمرؓ نے فرمایا چلتے رہو، یہاں تک کہ غروب شفق سے پہلے اترے اور نماز مغرب ادا کی اس کے بعد انتظار کیا یہاں تک کہ شفق غائب ہوگئی پھر عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد فرمایا: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفر میں جلدی ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہی فرماتے اور یہی حکم دیتے جیسا کہ میں نے کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ)

■ نماز کے اوقاتِ ممنوعہ...... حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ تین وقتوں میں نماز پڑھنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے، اور انہی اوقات میں مردوں کو دفن کرنے سے بھی یعنی نماز جنازہ پڑھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ 1 طلوعِ آفتاب کے وقت 2 زوال کے وقت 3 غروب آفتاب کے وقت (مسلم)

■ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز...... احادیث میں روایات ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر کہتے اور اس تکبیر تحریمہ کے ساتھ دونوں ہاتھ

کانوں تک اٹھاتے اور اس کے بعد ہاتھ باندھ لیتے اس طرح کے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی پر رکھتے۔ ہاتھ باندھنے کے بعد ثناء پڑھتے: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ ...... الخ. اس کے بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھتے، اس کے بعد بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ پھر اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھتے اور اس کے آخر میں آمین کہتے۔ (امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں آمین آہستہ کہنا ہے) سیّدنا عمرؓ سے روایت ہے کہ امام چار چیزوں میں اخفا کرے، یعنی آہستہ سے کہے: تعوذ، تسمیہ، آمین اور سبحانک اللّٰھم ...... الخ. پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس قراءت سے فارغ ہوتے تو تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جاتے (جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتے) اسی طرح جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ فرماتے۔ رکوع میں دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر خوب جماتے اور انگلیوں کو کھول کر رکھتے (علماء فرماتے ہیں کہ نماز میں انگلیوں کی تین حالتیں ہیں، ایک رکوع کی حالت میں کھول کر رکھنا چاہئے دوسرے سجدے کی حالت میں انگلیوں کو ملا کر رکھنا چاہئے، تیسرے تمام حالتوں میں انگلیوں کو اپنے حال پر چھوڑنا خواہ قیام کی حالت ہو خواہ تشہد کی ہو)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں بازوؤں کو پہلو سے دور رکھتے اور اپنی پشت کو سیدھا رکھتے اور سر کو اس کے برابر نہ نیچا کرتے اور نہ اٹھاتے اور تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہتے (یہ کم از کم ہے بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی زیادہ کہتے تھے اور زیادہ مرتبہ کہنا طاق عدد میں افضل ہے) اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو سجدہ میں اس وقت تک نہ جاتے جب تک کہ سیدھے کھڑے نہ ہو جاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدے اسی انداز سے کرتے، آپ جب سجدے میں جاتے تو ہاتھوں سے پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھتے، اس کے بعد ہاتھوں کو رکھتے، پھر پہلے بینی (ناک) زمین پر رکھتے، پھر پیشانی مبارک رکھتے، سجدے میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے دور رکھتے اتنا کہ بکری کا بچہ اس کے درمیان سے گزر سکتا تھا۔ سجدے میں سر مبارک کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان رکھتے، سجدے میں پاؤں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہوتا تھا۔ سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تو جب تک بالکل سیدھے نہ بیٹھ جاتے، دوسرا سجدہ نہ فرماتے۔ جب قیام طویل ہوتا تو رکوع و سجدہ اور جلسہ بھی طویل ہوتا اور جب قیام مختصر ہوتا تو یہ سب مختصر ہوتے۔ (مدارج النبوۃ) آپ ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم) حضرت وائلؓ کی حدیث میں ہے کہ

آپ جب سجدہ سے (قیام کے لئے) کھڑے ہوتے تو رانوں اور گھٹنوں پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے اور سنت یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے اور اسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوتے وقت زمین پر ہاتھوں سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونے کو منع فرمایا ہے۔ (لیکن بحکم ضرورت زیادتی مشقت۔ کبرسنی اور کمزوری کے وقت زمین پر ٹیک لگانا جائز ہے)۔ (مدارج النبوۃ) اور جب حضور تشہد میں بیٹھتے تو بایاں پاؤں بچھاتے اس پر بیٹھتے اور داہنا پاؤں کھڑا رکھتے اور جب آخری رکعت کے بعد تشہد کیلئے بیٹھتے تو قعدہ اولیٰ کی طرح بیٹھتے اور جب تشہد پڑھتے تو دونوں ہاتھوں کو دونوں رانوں پر رکھتے اور داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (اس کی صورت یہ ہے کہ چھنگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو ہتھیلی کے اندر جمع کرے اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے اور جب لا الہ کہے تو انگلی اٹھائے اور الا اللہ کہنے پر نیچے کرے)۔ (مدارج النبوۃ) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم فرمائی کہ ہم ان الفاظ میں التحیات پڑھیں: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (رواہ مسلم، معارف الحدیث) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰؒ سے مروی ہے کہ مجھے کعب بن عجرہؓ ملے تو انہوں نے کہا کیا میں تمہیں ایک تحفہ جسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا پیش کر دوں؟ میں نے کہا ہاں ضرور! تو انہوں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ آپ نے ہمیں آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو بتا دیا لیکن ہم درود کس طرح بھیجیں تو آپ نے فرمایا ان الفاظ میں: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. (بخاری و مسلم، معارف الحدیث) ایک دوسرے صحابی حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے بھی قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے درود کے متعلق دریافت کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم نماز میں آپ پر درود پڑھیں: تو کس طرح پڑھیں؟ تو آپ نے مذکورہ درود شریف کی تلقین فرمائی۔ (مدارج النبوۃ) طبرانی، ابن ماجہ

اور دار قطنی حضرت سہیل ابن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس شخص کی نماز ہی نہیں جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ (مدارج النبوۃ)

درود شریف کے بعد اور سلام سے پہلے دُعا...... مستدرک حاکم میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد ہے کہ نمازی تشہد کے بعد درود شریف پڑھے اور اس کے بعد دُعا کرے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہ کی ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے تشہد کی تلقین والی حدیث کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے، یعنی نمازی جب تشہد پڑھ چکے تو جو دُعا اسے اچھی معلوم ہو اس کا انتخاب کر لے اور اللہ تعالیٰ سے وہی دُعا مانگے۔ (معارف الحدیث) درود شریف کے بعد نماز میں دُعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیماً بھی ثابت ہے اور عملاً بھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی آخری تشہد پڑھ کر فارغ ہوجائے تو اسے چاہئے کہ چار چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے۔ (مسلم) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم درود شریف کے بعد یہ دُعا پڑھتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ عَذَابِ الۡقَبۡرِ وَاَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَسِیۡحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ فِتۡنَۃِ الۡمَحۡیَا وَالۡمَمَاتِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡمَاثَمِ وَالۡمَغۡرَمِ ط ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے قبر کے عذاب کی پناہ چاہتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور موت وحیات کے فتنہ سے پناہ چاہتا ہوں اور گناہ سے اور (بلاوجہ) تاوان بھگتنے سے پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُعا کی تعلیم اس طرح ہم کو دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ (مسلم و بخاری، مدارج النبوۃ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے بعد (نماز کے آخر میں) داہنے اور بائیں سلام پھیرتے اور اپنی چشم مبارک نماز میں کھلی رکھتے تھے۔ بند نہ کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، مدارج النبوۃ)

سجدہ سہو...... 1 نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہوجاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ (بہشتی زیور) 2 اگر بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوگی پھر سے پڑھے۔ (ردالمحتار) 3 سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کر داہنی طرف ایک سلام پھیر کے دو

سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دُعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ (فتاویٰ ہندیہ وشرح الہدایہ) اگر بھولے سے سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کرلیا۔ تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔ (شرح الہدایہ، طحطاوی، بہشتی زیور)

▪ نماز کے بعد کے معمولات...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ آپ جب سلام پھیرتے تو تین بار استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ، کہتے اور پھر اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام ط (یعنی اے اللہ تو سلام ہے اور تجھ سے سلامتی ہے، اے بزرگی اور عزت والے تو برکت والا ہے) پڑھتے۔ (زادالمعاد) صرف اتنا کہنے کی حد تک قبلہ رخ رہتے اور مقتدیوں کی طرف تیزی سے منتقل ہو جاتے اور اپنے دائیں یا بائیں جانب (رخ انور) پھیر لیتے اور ابن مسعودؓ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی بار بائیں رخ ہو جاتے دیکھا اور حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے دائیں رخ پر دیکھا۔

▪ نمازوں کے بعد کی خاص دُعائیں...... حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ دُعا پڑھا کرتے تھے۔

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری، مسلم، مشکوۃ) ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو تنہا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ جو تو دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں سلام پھیرنے کے بعد تمام انواع ذکر پر روایت کردہ استغفار کو مقدم رکھنا چاہئے۔ اس کے بعد اللّٰھم انت السلام الخ پڑھنا چاہیے پھر اس کے بعد مذکورہ بالا دُعا پڑھنا چاہئے۔ (مدارج النبوۃ) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کے شروع میں اور کبھی دُعا کے درمیان میں اکثر ان الفاظ کا اضافہ فرماتے: رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. ترجمہ: اے ہمارے رب دنیا میں ہمیں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے

بچا۔ حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ کہتے پھر مذکورہ بالا دُعا پڑھتے۔ (مسلم، معارف الحدیث) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوجاتے تو اپنا داہنا ہاتھ سر پر پھیرتے اور فرماتے: بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ط اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ ط (بزار، طبرانی، ابن سنی، حصن حصین) ترجمہ: میں نے اللہ کے نام کے ساتھ نماز ختم کی، جس کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) جو رحمٰن و رحیم ہے اے اللہ! تو مجھ سے فکر اور رنج کو دور فرما۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نماز کے بعد معوذتین پڑھنا بھی آیا ہے اور یہ حدیث حد درجہ صحیح ہے۔ اور ہر نماز کے بعد دس مرتبہ قل ھو اللہ پڑھنا بھی آیا ہے۔ اس میں فضل عظیم ہے۔ (مدارج النبوۃ) حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دُعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے اور فقر و فاقہ سے اور قبر کے عذاب سے۔ (جامع ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب شام یا صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا ضرور فرمایا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَفِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ۔ ترجمہ: اے میرے اللہ! میں اپنے دین و دنیا اور اپنے اہل و مال میں تجھ سے معافی اور عافیت کا طلب گار رہوں۔ (معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی کیفیت...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس درجہ نوافل پڑھا کرتے تھے کہ پاؤں مبارک پر ورم آجاتا تھا۔ کسی نے عرض کیا کہ جب آپ پر اگلے پچھلے سب گناہوں کی معافی کی بشارت نازل ہوچکی ہے تو پھر آپ اس درجہ مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا ط کہ جب حق تعالیٰ جل شانہ نے مجھ پر اتنا انعام فرمایا تو کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔ (شمائل ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (خصائل نبوی) حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت سے بیدار ہوئے مسواک کی اور وضو کر کے نماز کیلئے کھڑے ہوگئے تو میں بھی نماز کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔ پھر آپ نے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع فرمائی تو کوئی رحمت والی آیت ایسی نہ گزری جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف کر کے خدا

کے حضور رحمت کی درخواست نہ کی ہو اور ایسی کوئی عذاب والی آیت نہ گزری جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے توقف کر کے خدا کے حضور اس کے عذاب سے پناہ نہ مانگی ہو۔ (نفلی نمازوں میں اس طرح رک کر دُعا کرنا جائز ہے، بشرطیکہ عربی میں ہو۔ لیکن فرض نمازوں میں ایسا کرنا درست نہیں، پھر آپ نے قیام کے برابر طویل رکوع فرمایا اور پڑھا: سُبْحَانَ ذِی الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْعَظْمَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ پھر رکوع سے سر مبارک اٹھا کر اتنا ہی قیام فرمایا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے، اس کے بعد سجدہ کیا اور اس میں بھی یہی کلمات پڑھے، پھر دونوں سجدوں کے درمیان جلوس فرمایا اور اس میں بھی اسی کے مانند کلمات ادا فرمائے، اس کے بعد بقیہ رکعتوں میں سورہ آل عمران سورۂ نساء اور سورۂ مائدہ تلاوت فرمائی۔ (شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات تہجد میں ایک ہی آیت کا تکرار فرماتے رہے وہ آیت یہ تھی: اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔ (المائدہ) ترجمہ: اگر آپ ان کو عذاب دیں تو بے شک وہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ انہیں معاف فرمادیں تو آپ ہی زبردست حکمت والے ہیں۔ (خصائل نبوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص نمازیں...... حدیث: حضرت عطاءؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ حضورِ اقدس کوئی عجیب ترین بات سنائیں انہوں نے ارشاد فرمایا: کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب ترین نہ تھی اس کے بعد فرمانے لگیں، ایک رات کا قصہ ہے کہ سونے کے لئے مکان پر تشریف لائے اور میرے پاس میرے لحاف میں لیٹ گئے، لیٹتے ہی تھوڑی سی دیر میں فرمایا کہ: چھوڑو! تاکہ میں اپنے رب کی عبادت کروں یہ فرما کر کھڑے ہوگئے، وضو کیا اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کردیا، یہاں تک کہ سینہ مبارک تک آنسو بہہ کر آنے لگے اس کے بعد رکوع کیا اس میں بھی روتے رہے، پھر سجدے سے اٹھے اور روتے رہے غرض صبح تک یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ بلالؓ صبح کی نماز کیلئے بلانے کو آگئے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس قدر کیوں روئے؟ اللہ جل شانہٗ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف فرمادیئے، آپ نے فرمایا کہ: تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ اس کے بعد ارشاد فرمایا: میں ایسا کیوں نہ کرتا حالانکہ آج مجھ پر یہ آیتیں نازل ہوئی ہیں، اس کے بعد آپ نے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک سورۂ آل عمران کے آخری رکوع کی آیتیں تلاوت فرمائیں۔ (خصائل نبوی)

نماز تہجد و وتر...... حضرت اسودؒ فرماتے ہیں: کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز یعنی تہجد و وتر کے متعلق دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا معمول تھا؟ انہوں نے فرمایا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز کے بعد رات کے اوّل حصہ میں استراحت فرماتے تھے اس کے بعد تہجد پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ آخری شب ہو جاتی تھی تب وتر پڑھتے اس کے بعد اپنے بستر پر تشریف لے آتے، اگر رغبت ہوتی تو اپنے اہل کے پاس تشریف لے جاتے، پھر صبح کی اذان کے بعد فوراً اٹھ کر غسل کی ضرورت ہوتی تو غسل فرماتے ورنہ وضو فرما کر نماز کیلئے مسجد تشریف لے جاتے۔ (شمائل ترمذی)

شعبان کی پندرھویں شب...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ میرے پاس اس وقت جبرئیل علیہ السلام آئے اور بتایا آج کی رات شعبان کی پندرہویں رات ہے اس رات کو حق تعالیٰ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر مخلوق کو جہنم سے آزاد کریں گے۔ البتہ مشرک اور کینہ پرور اور قطع رحمی کرنے والے اور ٹخنہ سے نیچے لنگی پہننے والے نیز والدین کی نافرمانی کرنے والے، ہمیشہ شراب نوشی کرنے والے پر حق تعالیٰ نظر عنایت نہ فرمائے گا۔ اس کے بعد آپ نے کپڑے اتارے اور فرمایا: اے عائشہ! کیا تم آج رات عبادت کرنے کی اجازت دیتی ہو (اجازت حاصل کرنے کی ضرورت اس لیے ہوئی کہ رات بھر عبادت کرنے کا معمول نہ تھا بلکہ کچھ حصہ ازواج مطہرات کی دلجوئی اور دل جمعی کیلئے بھی مخصوص تھا یہ اس رات نہ ہو سکا)۔ میں نے عرض کیا ہاں ہاں میرے والدین آپ پر قربان، چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور نماز شروع فرما دی، پھر ایک لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا کہ کہیں خدانخواستہ آپ کی روح تو قبض نہیں ہو گئی؟ میں کھڑی ہو کر ٹٹولنے لگی اور اپنا ہاتھ آپ کے تلووں پر رکھا، آپ میں کچھ حرکت ہوئی جس سے میں مسرور و مطمئن ہو گئی، میں نے سنا کہ آپ سجدے میں یہ پڑھ رہے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ جَلَّ وَجْھُکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ۔ ترجمہ: میں پناہ چاہتا ہوں آپ کے عفو و درگزر کے ذریعہ آپ کے عذاب سے اور پناہ چاہتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں آپ ہی سے آپ باعظمت ہیں اور میں آپ کی شایانِ شان تعریف نہیں کر سکتا، آپ ویسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی ثنا فرمائی۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ صبح کو ان کلماتِ دُعائیہ کا تذکرہ

کیا تو آپ نے فرمایا: اے عائشہؓ! تم ان کو سیکھ لو، اوروں کو سکھاؤ، مجھے جبرئیل علیہ السلام نے یہ کلمات سکھائے ہیں اور کہا ہے کہ میں انہیں سجدے میں بار بار پڑھا کروں۔ (بیہقی، مشکوۃ)

اوراد مسنونہ صبح وشام ...... حضرت مسلم بن حارثؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم کرو تو کسی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ یہ دُعا کرو: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ۔ ترجمہ: اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے۔ تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دُعا کی اور اسی رات میں تم کو موت آ گئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کرو: اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ترجمہ: اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے۔ اگر اس دن تمہاری موت ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہو جائے گا۔ (سنن ابن ماجہ، زاد المعاد) حضرت عثمان غنیؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین تین بار یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَاءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۔ ترجمہ: اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ وہ اس دن اور رات ہر بلا سے محفوظ و مامون رہے گا اور تین بار یہ دُعا مانگے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ترجمہ: میں اللہ کے کلمات تامہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ہر مخلوق کے شر سے (ادب المفرد، ابن حبان، حاکم)

نماز فجر کے بعد اور رات میں ...... 1 سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، آیت الکرسی ایک مرتبہ: شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ آخر آیت فَاِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ تک ایک مرتبہ 2 سورۂ فاتحہ اور آیت الکرسی اور اس کے ساتھ والی آیتیں پانچوں نمازوں کے بعد پڑھ لیا کرے تو جنت اس کا ٹھکانہ ہو اور خطیرۃ القدس میں رہے۔ اللہ تعالیٰ روزانہ اس پر ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھیں اور ستر حاجتیں اس کی پوری فرما دیں گے یعنی اس کی مغفرت ہے۔ (ابن سنی) 3 تین مرتبہ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا وَّرَسُوْلًا ۔ ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کو نبی اور رسول ماننے پر راضی ہوں۔فضیلت:اس کے تین مرتبہ پڑھ لینے سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اتنا انعام دیں گے کہ اس کا پڑھنے والا راضی ہو جائے گا۔(حصن حصین) حضرت عبداللہ بن خبیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے اور رات شروع ہونے پر) تم قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس تین بار پڑھ لیا کرو۔ یہ ہر چیز کیلئے تمہارے لیے کافی ہے۔(سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ. ترجمہ: سو تم اللہ کی پاکی بیان کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت اور تم آسمانوں اور زمین میں اسی کیلئے حمد ہے اور زوال کے بعد بھی اور ظہر کے وقت بھی، وہ جاندار کو بے جان سے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم اٹھائے جاؤ گے۔(از صحاح ستہ) فضیلت: رات کو پڑھے تو دن کے تمام اذکار و اوراد کی کمی پوری کر دی جاتی ہے اور صبح کو پڑھے تو رات کے اوراد و افکار کی کمی پوری کر دی جاتی ہے۔(صحاح ستہ) عبداللہ بن غنام بیاضیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ صبح ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرے۔ اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِّعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ. (معارف الحدیث) ترجمہ: اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسری مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لیے حمد ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔ تو اس نے اس دن کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا اور جس نے شام ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اسی طرح عرض کیا تو اس نے رات کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا۔(معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ذکر وُدعا کے وہ کلمے تعلیم فرما دیجیے جن کو میں صبح و شام پڑھ لیا کروں، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو: اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَّمَلِيْكَهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ. ترجمہ: اے اللہ! پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے غائب اور حاضر کے جاننے

والے (آپ) ہر شے کے پروردگار اور اس کے مالک ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر تم اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کیا کرو صبح کو اور شام کو اور سونے کیلئے بستر پر لیٹتے وقت۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھ سے فرمایا: اے معاذؓ! مجھے تجھ سے محبت ہے میں نے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بھی آپ سے محبت ہے، آپ نے فرمایا تو (اس محبت ہی کی بنا پر میں تجھ سے کہتا ہوں کہ) ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا ضرور کیا کرو اور کبھی اسے نہ چھوڑو: رَبِّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ. ترجمہ: اے میرے پروردگار! میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی، اپنے شکر کی اور اپنی اچھی عبادت کی۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، زاد المعاد، معارف الحدیث) حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسی دُعا تعلیم فرما دیجیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا: یوں عرض کیا کرو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ط (بخاری و مسلم، مدارج النبوۃ) ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور اس میں شک نہیں کہ تیرے سوا گناہوں کو کوئی بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے بے شک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔

تسبیحات شام وسحر

تسبیح فاطمہ...... مسند امام احمد میں حضرت ام سلمہؓ سے ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کو سکھائے جب وہ ایک غلام طلب کرنے کیلئے حاضر ہوئیں تو آپ نے فرمایا: سوتے وقت تم ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور ایک بار کہو: لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (مسلم، بخاری، ترمذی) ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے سب

تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔افراد امت کیلئے مستحب ہے کہ ہر نماز کے بعد یہ کہا کریں اور سو کی گنتی پوری کرنے کیلئے ایک بار مذکورہ دُعا پڑھ لیا کریں۔(زاد المعاد) جس نے نمازِ فجر و مغرب کے بعد اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے کوئی بات کرنے سے پہلے دس مرتبہ پڑھا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کیلئے ملک ہے اور اسی کیلئے سب تعریف ہے اسی کے ہاتھ خیر ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اس کیلئے یہ ورد نیکیوں کو قائم کرنے، بدیوں کو مٹانے اور درجات کی بلندی کیلئے عظیم تاثیر رکھتا ہے۔(مدارج النبوۃ، زاد المعاد)

دیگر تسبیحات...... 1 سو مرتبہ صبح کے وقت اور سو مرتبہ شام کے وقت پڑھیں۔سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ الْعَظِیْمِ 2 صبح اور شام سو سو مرتبہ پڑھیں: ٭سُبْحَانَ اللّٰہِ ٭اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ٭لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ 3 سو مرتبہ روزانہ پڑھیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ 4 جب سونے کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے ٭سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار ٭اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار: ٭اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار 5 جس وقت تہجد کیلئے اٹھے یہ پڑھے: ٭اَللّٰہُ اَکْبَر ۱۰ بار ٭اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۱۰ بار ٭سُبْحَانَ اللّٰہِ ۱۰ بار
اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ تَعَالٰی رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ۱۰ بار 6 ہر نماز کے بعد پڑھیں ٭سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار ٭اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار ٭ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۱۰ بار 7 بعد ہر نماز کے پڑھیں: ٭ سُبْحَانَ اللّٰہِ سو بار ٭ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سو بار ٭ اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو بار ٭ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ. (ایک بار) ٭ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (ایک بار) 8 بکثرت (بلا تعداد و بلا تعین وقت) پڑھیں۔(حصن حصین) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ

تسبیحات کا شمار...... چونکہ تسبیحات کے پڑھنے کیلئے بعض مخصوص اعداد بھی وارد ہیں، ان کے شمار کرنے کیلئے دو طریقے ہیں، تسبیح سے گننا اور عقد انامل سے گننا یہ دونوں طریقے مسنون ہیں اور عقد انامل (انگلیوں کے حساب کا ایک طریقہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قولی و فعلی حدیث سے ثابت ہے اس لیے اس میں زیادہ فضیلت ہے۔(از اوراد رحمانی)

▪ عقد انامل...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ انگلیوں پر کلمہ طیبہ اور تسبیحات کو گنا کرو کہ قیامت کے دن انگلیوں سے بھی محاسبہ ہوگا کہ اپنے اپنے اعمال بتائیں اور ان کو قوت گویائی عطا کی جائے گی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان ہوں کہ آپ کا نمونہ ہر چیز میں ہمارے سامنے ہے۔ (شرح شمائل ترمذی) حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کو حکم فرمایا کرتے تھے کہ وہ تکبیر (اللہ اکبر) تقدیس سُبحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوس اور تہلیل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تعداد کا خیال رکھا کریں اور انہیں انگلیوں پر شمار کیا کریں فرمایا: اس لیے کہ قیامت کے دن انگلیوں سے دریافت کیا جائے گا اور وہ بتلائیں گی کہ کتنی تعداد میں تکبیر، تقدیس اور تہلیل کی تھی۔ (حصن حصین، شمائل ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدھے ہاتھ کی انگلیوں پر تسبیح پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ (شمائل ترمذی)

▪ اوراد بعد نماز...... واضح رہنا چاہئے کہ نماز کے بعد دُعائیں اور اذکار جو متعدد حدیثوں میں آئے ہیں جیسے مذکورہ دُعائیں وغیرہ انہیں نماز کے متصل بعد، فصل کے بغیر پڑھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ متصل بعد کا مطلب یہ ہے کہ نماز اور ان دُعاؤں کے درمیان ایسی کسی چیز میں مشغول نہ ہو جو یادِ الٰہی کے منافی شمار ہوتی ہے اور اگر خاموش اتنی دیر رہے کہ اسے زیادہ نہ سمجھا جاتا ہو تو مضائقہ نہیں لہٰذا نماز سے فارغ ہونے کے بعد جو کچھ بھی طریق مذکور پر پڑھے اسے نماز کے بعد ہی کہا جائے گا۔ اب رہا یہ کہ سنت مؤکدہ کا فرض کے بعد پڑھنا کیا فرض اور اذکار وادعیہ مذکورہ کے درمیان موجب فصل اور وجہ بُعدیت ہے یا نہیں، یہ بھی اس جگہ محل نظر ہے ظاہر یہ ہے کہ یہ فصل نہ ہوگا اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ بعض دُعائیں اور اذکار جو نمازوں کے فوراً بعد پڑھے یہ اس کا متقاضی نہیں ہے کہ ان کو فرض سے ملائے، بلکہ ان کا مقام ان سنتوں کے بعد بغیر کسی مشغولیت کے ہے جو فرض کے تابع ہیں اور جو سنتیں فرض کے تابع نہیں ہیں وہاں فرض کے بعد متصل ہی پڑھنا کافی ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ فرض اور سنتوں کے درمیان بعض دُعاؤں اور اذکار سے فصل کرنا اختیاری ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ کسی مختصر دُعا اور ذکر سے فصل کرے اور جو دُعائیں اور اذکار طویل ہیں انہیں سنتوں کے بعد پڑھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایسی دعا و ذکر سے فصل جس کو مسجد میں ہمیشہ کرتے رہے ہوں جیسے آیۃ الکرسی اور تسبیحات کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ (کبھی کبھی پڑھنا اور امر ہے) یہ گفتگو مداومت اور دوام پر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب امام ظہر۔ مغرب اور عشاء میں سلام پھیرے تو چونکہ ان فرائض کے بعد سنتیں ہیں تو بیٹھ

کرتا خیر کرنا مکروہ ہے، اسے لازم ہے کہ مختصر دُعا کے بعد سنت کیلئے کھڑا ہو جائے اور وہ نمازیں جن کے بعد سنتیں نہیں ہیں وہاں اپنی جگہ قبلہ رو دیر تک بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

اندازِ قرأت..... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تلاوت میں ترتیل کا تھا، تیزی اور سرعت کے ساتھ تلاوت نہ فرماتے بلکہ ایک ایک حرف ادا کر کے واضح طور پر تلاوت فرماتے آپ ایک ایک آیت کی تلاوت وقفہ کر کے کرتے اور مد کے حروف کو کھینچ کر پڑھتے مثلاً رحمٰن اور رحیم کو مد سے پڑھتے اور تلاوت کے آغاز میں آپ شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگتے اور پڑھتے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور گاہے گاہے یوں پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ مِنْ ھَمْزِہٖ وَنَفْخِہٖ وَنَفْثِہٖ۔ حضرت اُم سلمہؓ فرماتی ہیں: کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت میں ہر آیت کو جدا جدا کر کے علیحدہ علیحدہ اس طرح پڑھتے کہ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ پر ٹھہرتے، پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر وقف کرتے پھر مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ پر وقف کرتے۔ (شمائل ترمذی) حضرت عبداللہ بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید آہستہ پڑھتے تھے یا پکار کر؟ انہوں نے فرمایا: کہ دونوں طرح معمول تھا۔ میں نے کہا الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے جس نے ہر طرح سہولت عطا فرمائی۔ (بمقتضائے وقت جیسا مناسب ہوآواز سے یا آہستہ جس طرح پڑھ سکے۔) (شمائل ترمذی) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے ان سے ذکر کیا گیا کہ بعضے لوگ پورا قرآن ایک رات میں ایک دفعہ یا دو دفعہ پڑھ لیتے ہیں، انہوں نے فرمایا: کہ ان لوگوں نے پڑھا بھی اور نہیں بھی پڑھا (یعنی الفاظ کی تو تلاوت کر لی، مگر اس کا حق ادا نہیں کیا) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام رات کھڑی رہتی تھی اور آپ نماز میں سورۂ بقر، آل عمران اور سورۂ نساء پڑھتے تھے، سو آپ کسی آیت پر جس میں خوف کا مضمون ہو نہیں گزرتے تھے مگر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تھے اور امن کا سوال کرتے تھے۔ (یعنی نفل نماز کے اندر ایسی آیتوں کے مضمون کے حق کو ادا کرنے میں اتنی دیر لگ جاتی تھی کہ تمام رات میں ایک منزل پڑھ پاتے تھے)۔ (مسند امام احمد)

1 حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نوافل میں کبھی اتنا لمبا قیام فرماتے کہ قدم مبارک ورم کر آتے اور سینہ مبارک میں سے ہانڈی کھولنے کی سی آواز آتی تھی (یہ خوف خدا تعالیٰ کی وجہ سے ہوتا تھا)۔

2 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عبادت زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے۔ (بخاری) 3 جب آپ

امام ہوتے تو ایسی ہلکی پھلکی نماز پڑھاتے جو مقتدیوں پر بار نہ ہوتی۔ (نسائی) 4 اور جب تنہا نماز پڑھتے تو بہت طویل نماز پڑھتے۔ (نسائی) اگر نماز نفل میں مشغول ہوتے اس وقت اگر کوئی شخص پاس آ بیٹھتا تو آپ نماز مختصر کر دیتے اور اس کی ضرورت پوری کر دینے کے بعد پھر نماز میں مشغول ہو جاتے۔ اگرچہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ تام اور قرب خصوصی حاصل تھا، کبھی آپ نماز شروع کرتے تو طویل کر دیتے، پھر کسی بچہ کے رونے کی آواز سنتے تو اس خیال سے مختصر کر دیتے کہ کہیں ماں پر بار نہ گزرے۔ (زادالمعاد) آپ کھڑے کھڑے، بیٹھ کر لیٹ کر، وضو اور بغیر وضو (جنابت کے علاوہ) ہر حالت میں قرآن پاک پڑھ لیتے اور اس کی تلاوت سے منع نہ فرماتے اور آپ بہترین انداز سے تلاوت فرماتے۔ (زادالمعاد) حضرت سعد بن ہشامؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: کہ مجھے یاد نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن کسی ایک رات میں پڑھا ہو، یا ساری رات یعنی عشاء سے لے کر فجر تک نماز پڑھی ہو یا سوائے رمضان کے کسی مہینہ میں پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں، یعنی یہ باتیں آپ نے کبھی نہیں کیں۔ (مسلم، مشکوۃ)

- سواری پر نماز نوافل...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ نوافل سواری پر پڑھ لیتے تھے خواہ جس طرف بھی اس کا رخ ہوتا رکوع وسجود اشاروں سے کرتے آپ کا سجدہ بہ نسبت رکوع کے قدرے نیچا ہوتا تھا۔ (زادالمعاد)

سجدۂ تلاوت...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت قرآن کے دوران جب کسی سجدہ کے مقام سے گزرتے (یعنی آیت سجدہ پڑھتے) تو تکبیر کہتے اور سجدہ کرتے۔ (زادالمعاد)

- سجدہ تلاوت واجب ہے...... سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے سجدہ میں کم از کم تین بار سبحان ربی الاعلی کہہ کر پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھائے۔ ہدایت: جو چیزیں نماز کیلئے مشروط ہیں وہی سجدۂ تلاوت کیلئے بھی مشروط ہیں۔ یعنی وضو کا ہونا جگہ پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ رُخ ہونا۔ (بہشتی زیور)

- سجدۂ شکر...... آنحضرت اور صحابہ کرامؓ کی سنت ہے کہ جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں: کہ جب نبی کریم کو خوشی کی کوئی خبر ملتی یا کوئی خوشی کا واقعہ پیش آتا تو آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے

کے لئے سجدے میں گر پڑتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ماخوذ از مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۱۳۱) حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اپنے پروردگار کی طرف سے بشارت ملی کہ جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا میں اس پر رحم کروں گا اور جس نے آپ پر سلام بھیجا میں اس پر سلام بھیجوں گا تو آپ نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ (زاد المعاد) علامہ شامیؒ فرماتے ہیں ''جس شخص کو کوئی نئی نعمت حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ اسے مال یا اولاد عطا فرمائے یا اس سے کوئی مصیبت دور ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدۂ شکر ادا کرے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد، تسبیح اور تکبیر پڑھے پھر اسی طرح سر اٹھالے جس طرح سجدۂ تلاوت میں اٹھایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں بہت سی احادیث موجود ہیں اور حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ سے بھی سجدۂ شکر بجالانا ثابت ہے (شامی ص ۲۵۴ ج ۱) یہ سجدہ شکر سنت غیر مقصودہ ہے۔

قرأت مختلف نمازوں میں...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملا کر پڑھتے اور صبح کی نماز میں قرات کو ساٹھ آیتوں سے سو تک دراز کرتے کبھی سورۂ ق پڑھتے اور کبھی سورۂ روم پڑھتے اور کبھی قرات میں تخفیف کرتے اور سفر میں معوذتین پڑھتے اور جمعہ کے دن فجر میں سورۂ ''الم تنزیل السجدہ'' پہلی رکعت میں اور ''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ'' دوسری رکعت میں پڑھتے اور نماز جمعہ میں سورۂ منافقون اور کبھی ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' یا سورۂ غاشیہ پڑھتے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں باعتبار مصلحت وحکمت جو بھی وقت کا اقتضا ہوتا طویل یا قصیر سورتوں میں جو چاہتے پڑھتے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے اور جو یہ مشہور و معمول ہے اور جس پر اکثر فقہاء کا عمل ہے کہ فجر وظہر میں طوال مفصل پڑھتے اور عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اصول میں اسی طرح پر تھا۔ اس باب میں اخبار و آثار بکثرت ہیں تاہم احناف کے نزدیک اس امر میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مداومت ثابت نہیں ہے۔ احناف کے نزدیک وقت کے ساتھ کسی سورت کو متعین کر لینا مکروہ ہے اور شیخ ابن الہمامؒ نقل کرتے ہیں کہ یہ کراہت اس صورت میں ہے کہ اس کو لازم سمجھے اور ان کے سوا کو مکروہ جانے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سے تبرک کی بناء پر تو کراہت نہیں ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کبھی کبھی ان کے علاوہ بھی پڑھا کرے، تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ یہ جائز نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

فجر کی سنت میں قرأت...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فجر کی سنت کی دو رکعتوں میں قُلْ یا اَیُّھا الْکَافِرُوْن اور سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھیں۔ایک حدیث میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ یہ دونوں سورتیں کیسی اچھی ہیں کہ صبح کی سنتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔(صحیح مسلم ،معارف الحدیث)بعض احادیث میں دوسری سورتوں کا پڑھنا بھی ثابت ہے۔(خصائل نبوی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں...... 1 سورۂ ق اور اس جیسی دوسری سورتیں پڑھا کرتے تھے اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی۔(مسلم،معارف الحدیث) 2 کبھی سورۂ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ (التکویر) (مسلم) 3 کبھی سورۂ مومنون (مسلم) 4 اور سورۂ اِذَا زُلْزِلَتْ (سنن ابی داوٗد) 5 عن ابن عباسؓ سورۂ بقرہ کی آیات، قُوْلُوْا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا الخ اور سورۂ آل عمران کی یہ آیات قُلْ یٰاَیُّھَا الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ م بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ الخ (مذکورہ بالا سورتوں کا پڑھنا بھی احادیث میں وارد ہے)(صحیح مسلم)حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورۂ السجدہ)اور دوسری رکعت میں ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَان (سورۃ الدھر) پڑھا کرتے تھے۔(صحیح بخاری ومسلم،معارف الحدیث)

ظہر وعصر...... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ظہر کی نماز میں وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی پڑھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ سورہ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے اور عصر کی نماز میں بھی قریب قریب اتنی ہی بڑی سورت پڑھتے تھے اور صبح کی نماز میں اس سے کچھ طویل۔(مسلم،معارف الحدیث)حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور اس کے بعد کوئی ایک سورت پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔اور کبھی کبھی (سری نماز میں بھی ہماری تعلیم کی غرض سے) ایک آدھ آیت آپ اتنی آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم سن لیتے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں طویل قرأت فرماتے تھے اور دوسری رکعت میں اتنی طویل نہیں فرماتے تھے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح فجر میں آپ کا معمول تھا۔(صحیح بخاری،صحیح مسلم،معارف الحدیث)

سنت ظہر...... حضرت علیؓ ظہر سے قبل چار رکعت پڑھتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے کہ حضورِ

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان چار رکعتوں کو پڑھتے تھے اور ان میں طویل قرأت فرماتے تھے۔ فائدہ: امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ ان چار رکعتوں میں بھی یہ ہے کہ سورۂ بقر پڑھے ورنہ کوئی ایسی ہی سورت جو سوآیت سے زیادہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع طویل قرات میں ہو جائے۔

نماز عشاء...... حضرت براءؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں سورۃ وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ پڑھتے سنا اور میں نے آپ سے زیادہ اچھی آواز والا کسی کو نہیں سنا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو تعلیم فرمایا کہ عشاء کی نماز میں سورۃ وَالشَّمْسِ وَاضُحٰهَا (سورۃ والضّحٰی) سورۃ وَاللَّیْلِ اور سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھا کرو۔ (صحیح بخاری ومسلم)

جمعہ اور عیدین کی نماز میں قرأت...... حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین اور جمعہ کی نماز میں سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی اور هَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ پڑھا کرتے تھے اور اگر عید وجمعہ دونوں ایک دن جمع ہو جاتے تو آپ دونوں نمازوں میں یہی دوسورتیں پڑھتے۔ (صحیح مسلم) دوسری حدیث میں قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ اور اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ پڑھنا بھی منقول ہے۔

سورۃ کا تعین...... حضرت شاہ ولی اللہؒ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور فوائد کے پیش نظر بعض خاص سورتیں پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کا تعین کیا اور نہ دوسروں کو تائید فرمائی کہ وہ ایسا ہی کریں، پس اس بارے میں اگر کوئی آپ کی اتباع کرے (اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر وبیشتر پڑھے) تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے تو اس کے لئے بھی کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔ (معارف الحدیث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ اور عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورت معین کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں کوئی ایسی سورت نہیں ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ پڑھی ہو۔ اور نوافل میں ایک ایک رکعت میں دوسورتیں بھی آپ پڑھ لیتے تھے لیکن فرض میں نہیں۔ معمولاً آپ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی، قرأت ختم کرنے کے بعد ذرا دم لیتے پھر تکبیر کہتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ (زاد المعاد) حضرت سلمان بن یسارؒ تابعی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے (اپنے زمانے کے ایک امام

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا: ''میں نے کسی شخص کے پیچھے ایسی نماز نہیں پڑھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہو بہ نسبت فلاں امام کے۔'' حضرت سلمان بن یسارؒ کہتے ہیں کہ ان صاحب کے پیچھے میں نے بھی نماز پڑھی ہے ان کا معمول یہ تھا کہ ظہر کی دو رکعتیں لمبی پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتیں ہلکی پڑھتے تھے اور عصر ہلکی ہی پڑھتے تھے اور مغرب میں قصار مفصل اور عشاء میں اوساط مفصل پڑھتے تھے اور فجر کی نماز میں طوال مفصل پڑھا کرتے تھے۔ (سنن نسائی) تشریح: مفصل قرآن مجید کی آخری منزل کی سورتوں کو کہا جاتا ہے، یعنی سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک، پھر اس کے بھی تین حصے کیے گئے ہیں، حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک کی سورتوں کو ''طوال مفصل'' کہا جاتا ہے اور بروج سے لے کر سورہ ''لم یکن'' تک کی سورتوں کو ''اوساط مفصل'' اور ''لم یکن'' سے لے کر آخر تک کی سورتوں کو ''قصار مفصل'' کہا جاتا ہے۔ (معارف الحدیث) اگر نماز کی پہلی رکعت میں کسی سورت کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے اور اسی طرح اگر اوّل رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورت کا درمیانی یا ابتدائی حصہ پڑھے، یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ (صغیری) مگر اس کی عادت ڈالنا خلافِ اولیٰ ہے، بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھے۔ (بہشتی زیور)

- سنت مؤکدہ...... ام المومنین حضرت ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص رات دن میں بارہ رکعتیں (علاوہ فرض نمازوں کے) پڑھے اس کیلئے جنت میں ایک گھر تیار کیا جائے گا۔ (ان بارہ رکعتوں کی تفصیل یہ ہے) چار ظہر سے پہلے اور دو ظہر کے بعد، اور دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور دو فجر سے پہلے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

- سنت فجر...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فجر کی دو رکعت سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ (معارف الحدیث، صحیح مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اس کو چاہیے کہ وہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

- سنت ظہر...... ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ظہر سے پہلے کی چار رکعتیں جب آپ نے نہیں پڑھی ہوتی تھیں تو آپ ان کو ظہر

سے فارغ ہونے کے بعد پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی)

سنت مغرب وعشاء...... دو رکعت سنت مغرب کے فرض کے بعد اور دو رکعت سنت عشاء کے فرض کے بعد آپ نے کبھی ترک نہیں فرمائیں۔ یہ سنت فرض سے فارغ ہوتے ہی مختصر دُعا کے فوراً بعد متصل پڑھی جاتی ہیں۔

وتر (نماز واجب)...... حضرت خارجہ بن حذافہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے، جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو، وہ نماز وتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے نماز عشاء کے بعد سے طلوع صبح صادق تک مقرر کیا ہے۔ (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصہ میں پڑھی جاسکتی ہے)۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن کا یہ اندیشہ ہو کہ آخری رات میں وہ نہ اٹھ سکے گا (یعنی سوتا رہ جائے گا) تو اس کو چاہیے کہ رات کے شروع ہی میں یعنی عشاء کے ساتھ ہی وتر پڑھ لے، اور جس کو اس کی پوری امید ہو کہ وہ تہجد کیلئے آخر شب میں اٹھ جائے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ آخر شب ہی میں (یعنی تہجد کے بعد) وتر پڑھے۔ اس لئے کہ اس وقت کی نماز میں ملائکہ رحمت حاضر ہوتے ہیں اور وہ وقت بڑی فضیلت کا ہے۔ (معارف الحدیث، صحیح مسلم) حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص وتر سے سوتا رہ جائے (یعنی نیند کی وجہ سے اس کی نماز وتر قضا ہوجائے) یا بھول جائے تو جب یاد آئے یا جب وہ جاگے تو اسی وقت پڑھ لے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ، معارف الحدیث) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول اکثر اوقات یہ تھا کہ آپ وتر کو اخیر شب میں طلوع صبح صادق سے پہلے ادا فرماتے اور بعض اوقات اوّل شب یا درمیان شب میں ادا فرماتے اور اس کے بعد تہجد کیلئے اٹھتے تو وتر کا اعادہ نہ فرماتے۔ ترمذی میں حدیث ہے کہ فرمایا: لَا وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَۃٍ ایک رات میں دو وتر نہیں ہیں۔ شیخ ابن الہمامؒ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ جس نے اوّل شب میں وتر کو پڑھ لیا اب اگر وہ تہجد کیلئے اٹھے تو وتر کا اعادہ نہ کرے۔ (مدارج النبوۃ) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے ہر حصہ میں وتر پڑھے ہیں یعنی کبھی ابتدائی رات میں، کبھی درمیان میں اور کبھی آخر رات میں، اور آپ کی وتر کی انتہا رات

کا آخری چھٹا حصہ تھا۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ بن ابی قیسؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعتوں کے ساتھ وتر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ آپ وتر پڑھتے تھے، چار رکعتوں کے اور تین رکعتوں کے (یعنی سات رکعت) اور چھ اور تین (یعنی نو رکعت) اور آٹھ اور تین (یعنی گیارہ رکعت) اور دس اور تین (یعنی تیرہ رکعت) اور آپ نے کبھی سات رکعت سے کم اور تیرہ رکعت سے زیادہ وتر نہیں پڑھے۔ (ابو داؤد، مشکوٰۃ) فائدہ: بعض صحابہ کرام تہجد اور وتر کے مجموعے کو بھی وتر ہی کہا کرتے تھے، حضرت عائشہؓ کا طریقہ بھی یہی تھا، انہوں نے اس حدیث میں عبداللہ بن ابی قیسؒ کے سوال کا جواب بھی اسی اصول پر دیا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی تین رکعتوں سے پہلے تہجد کبھی صرف چار رکعت میں پڑھتے تھے، کبھی چھ رکعت، کبھی آٹھ رکعت اور کبھی دس رکعت، لیکن چار رکعت سے کم اور دس رکعت سے زیادہ تہجد پڑھنے کا آپ کا معمول نہ تھا اور تہجد کی ان رکعتوں کے بعد آپ وتر کی تین رکعت پڑھتے تھے۔ (معارف الحدیث) حضرت ابن عباسؓ سے ایک طویل روایت میں ہے کہ ایک رات انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ معینؒ جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دو رکعت پڑھی گویا بارہ رکعت ہوگئی۔ (ملا علی قاریؒ نے لکھا ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک تہجد کی بارہ رکعتیں ہیں) پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ صبح کی نماز کیلئے جب بلالؓ بلانے آئے تو دو رکعت سنت مختصر قرأت سے پڑھ کر صبح کی نماز کیلئے تشریف لے گئے۔ (شمائل ترمذی) عبدالعزیز بن جریج تابعیؒ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر میں کون کون سی سورتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ پہلی رکعت میں آپ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور تیسری رکعت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور کبھی معوذتین بھی پڑھ لیتے تھے۔ (یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) اور جب وتر کا سلام پھیرتے تو تین مرتبہ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ پڑھتے اور تیسری مرتبہ آواز کو بلند فرماتے اور حروف کو کھینچ کر پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ) نماز وتر کی آخری تیسری رکعت میں بعد قرأت حنفیہ کے معمول میں یہ دُعائے قنوت ہے۔

دُعائے قنوت...... اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ

عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ط (بہشتی زیور)

ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے معافی مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں اور تیری رحمت کے اُمیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔ جس کو دُعائے قنوت یاد نہ ہو وہ یہ پڑھ لیا کرے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط یا تین دفعہ یہ کہہ لے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ یا تین دفعہ یَا رَبِّ کہہ لے تو نماز ہو جائے گی۔ (بہشتی زیور)

حضرت حسن بن علیؓ سے روایت ہے: کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند کلمے تعلیم فرمائے جن کو میں قنوت وتر میں پڑھتا ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِیْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ وَقِنِیْ شَرَّمَا قَضَيْتَ فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ط ترجمہ: اے اللہ! راہ دکھا مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور عافیت دے مجھ کو ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور کارسازی کر میری ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھ کو عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا، کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں آپ کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا اور بے شک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہو سکتا، برکت والے ہیں آپ، اے ہمارے پروردگار اور بلند و بالا ہیں۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی) بعض روایات میں اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ کے بعد وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ بھی وارد ہے۔ بعض روایات میں تَعَالَيْتَ کے بعد اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ بھی روایت کیا گیا ہے اور اس کے بعد وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ کا بھی اضافہ ہے۔ بعض علماء نے وتر میں پڑھنے کے لئے اسی قنوت کو اختیار فرمایا ہے۔ حنفیہ میں جو قنوت رائج ہے اس کو امام ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام طحاویؒ وغیرہ نے حضرت عمرؓ اور حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے۔ علامہ شامی نے بعض اکابر احناف سے نقل کیا ہے کہ بہتر یہ ہے کہ دُعا قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ ...... الخ کے ساتھ حضرت حسن بن علیؓ والی قنوت بھی پڑھی جائے۔ (معارف الحدیث) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وتر کے آخر میں یہ دُعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَبِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْکَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ ط ترجمہ: اے اللہ! آپ کی رضا کے واسطے سے آپ کی ناراضگی سے اور آپ کی معافی کے واسطے سے آپ کی سزا سے میں پناہ چاہتا ہوں اور آپ کی بھیجی ہوئی مصیبتوں اور عذابوں سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں میں آپ کی ایسی تعریف نہیں کرسکتا جیسی خود آپ نے اپنی تعریف فرمائی۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

وتر کے بعد نفل ...... حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعتیں اور پڑھتے تھے۔ (جامع ترمذی) یہ حدیث حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوامامہؓ سے بھی مروی ہے۔ (معارف الحدیث) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وتر کے بعد دو رکعت نماز ہلکی ادا فرماتے اور اس میں اذا زلزلت الارض اور قل یاایھا الکفرون پڑھتے۔ (ابن ماجہ، مدارج النبوۃ) وتر کے بعد دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنا بعض علماء حدیثوں کی بنا پر افضل سمجھتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپ کے حوالے سے یہ بتایا تھا کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپ بیٹھ کر نماز پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ہاں مسئلہ وہی ہے یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں آدھا ہوتا ہے، لیکن میں اس معاملہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا معاملہ جداگانہ ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب بھی پورا ملتا ہے۔ چنانچہ اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ اصول اور قاعدہ یہی ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا۔ واللہ اعلم (معارف الحدیث)

قیام لیل یا تہجد ...... فضیلت و اہمیت: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہمارا مالک اور رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کو جس وقت آخری تہائی رات

باقی رہ جاتی ہے تو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دُعا کرے اور میں اس کی دُعا کو قبول کروں! کون ہے جو مجھ سے مانگے میں اس کو عطا کروں! کون ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش چاہے تو میں اس کو بخش دوں۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

نماز تہجد...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب راتوں کو تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھتے تھے تو اپنی نماز کو دو ہلکی رکعتوں سے شروع فرماتے تھے۔ (مسلم) اس سے آپ کا شب کو عبادت میں مشغول ہونا اور اس کا ادب معلوم ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کے بعد (اس سے مراد آخر شب ہے) گیارہ رکعت پڑھتے تھے، یہ تہجد اور وتر کی نماز تھی پھر جب صبح ہو جاتی تھی دو رکعت خفیف پڑھتے تھے یہ صبح کی سنتیں ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ تہجد کی رکعتیں طویل ہوتی تھیں، پھر ذرا راحت لینے کیلئے اپنے داہنے کروٹ پر لیٹے رہتے تھے، یہاں تک کہ موذن آ کر نماز کی اطلاع دیتے تھے۔ (معارف الحدیث) حضرت عریب بن حمیدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ یہ بتلایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت اوّل شب میں فرماتے تھے یا آخر شب میں؟ فرمایا: کبھی اوّل شب میں آپ نے غسل فرمایا ہے اور کبھی آخر شب میں۔ میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔ پھر میں نے پوچھا یہ بتلایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل شب میں وتر پڑھتے تھے یا آخر شب میں؟ انہوں نے فرمایا: کبھی اوّل شب میں آپ نے وتر پڑھے ہیں اور کبھی آخر شب میں، میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت فرمائی۔ پھر میں نے کہا بتلایئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد میں قرآن مجید جہر سے پڑھتے تھے یا آہستہ پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کبھی جہر سے پڑھتے اور کبھی آہستہ، میں نے کہا اللہ اکبر، اللہ تعالیٰ مستحق حمد ہے جس نے عمل میں وسعت عطا فرمائی۔ (شمائل) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی مختلف رکعات نقل کی گئی ہیں جو مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کہ وقت میں گنجائش زیادہ ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں، ورنہ کم پڑھ لیں، کوئی خاص تعین تہجد کی رکعت میں ایسا نہیں ہے جس سے کم وبیش جائز نہ ہوں، بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود وسیع وقت ہونے کے بھی رکعت کم پڑھتے تھے البتہ ان میں قرآن پاک کی تلاوت زیادہ مقدار میں فرماتے تھے۔ (خصائل نبوی) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (زمانہ ضعف میں) نوافل میں قرآن شریف (چونکہ زیادہ پڑھتے تھے اس

لیے) بیٹھ کر تلاوت فرماتے تھے اور جب رکوع کرنے میں تقریباً تیس چالیس آیتیں رہ جاتی تھیں تو کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے اور رکوع میں تشریف لے جاتے اور کھڑے ہونے کی حالت میں رکوع فرماتے پھر سجدہ کرتے اور اسی طرح دوسری رکعت ادا فرماتے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ یہ تھی کہ جب کھڑے ہو کر قرآن مجید پڑھتے تو رکوع وسجود بھی کھڑے ہونے کی حالت میں ادا فرماتے اور جب قرآن مجید بیٹھ کر پڑھتے تو رکوع وسجود بھی بیٹھنے کی حالت میں ادا فرماتے۔ (شمائل) تحقیق یہ ہے کہ رمضان المبارک میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ تہجد آپ کی عادتِ مبارکہ ہی کے مطابق تھی اور وہ گیارہ رکعتیں تھیں مع وتر (نماز تراویح اس کے علاوہ ہے۔) (مدارج النبوۃ) حضرت عائشہؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہجد بوجہ سو رہنے یا کسی درد یا مرض کے سبب ناغہ ہو جاتا تو آپ دن میں (بطور اس کی قضا کے) بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

- نماز اشراق و چاشت اور دیگر نوافل...... حضرت علیؓ نے فرمایا: کہ صبح کے وقت جب آفتاب آسمان پر اتنا اونچا چڑھ جاتا جتنا اوپر عصر کی نماز کے وقت ہوتا ہے، اس وقت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعت نماز اشراق پڑھتے تھے اور جب مشرق کی طرف اس قدر اونچا ہو جاتا جس قدر ظہر کی نماز کے وقت مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ تو اس وقت چار رکعت چاشت کی نماز پڑھتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

- اشراق...... ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: جس شخص نے فجر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی اور پھر سورج نکلنے تک (وہیں) بیٹھا رہا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا، پھر دو رکعتیں اشراق کی پڑھیں۔ (پھر مسجد سے واپس آیا) تو اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کی مانند اجر ملے گا پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا، پورے حج اور عمرہ کا۔ (حصن حصین)

- نماز چاشت...... اکثر علماء فرماتے ہیں کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اسے کبھی پڑھ لیا جائے اور کبھی چھوڑ دیا جائے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ اکثر نوافل وتطوعات میں ایسی ہی تھی (یعنی کبھی پڑھتے اور کبھی چھوڑ دیتے) اکثر صحابہؓ و تابعینؒ کا اسی طرح عمل تھا۔ نماز چاشت کی تعداد اکثر علماء مختلف بیان کرتے ہیں۔ کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی قدر نقل کی گئی ہیں اس نماز کی قرات میں مشائخ کے اوراد

میں سورۃ الشمس سورۃ الضحیٰ سورۃ اللیل اور سورۂ الم نشرح مرقوم ہیں اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد یہ دُعا پڑھے۔ سو مرتبہ پڑھنا بھی ماثور ہے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ط (مدارج النبوۃ) ترجمہ: اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت توبہ قبول کرنے والے بخشنے والے ہیں۔

عصر سے قبل نوافل...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس بندہ پر جو عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھے۔ (جامع ترمذی)

بعد نماز مغرب نماز اوابین...... حضرت عمار بن یاسرؓ کے صاحبزادے محمد بن عمارؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد ماجد عمار بن یاسرؓ کو دیکھا کہ وہ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ مغرب کے بعد چھ رکعت نماز پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگر چہ وہ کثرت میں سمندر کے کف (جھاگ) کے برابر ہوں۔ (معجم طبرانی)

عشاء کی رکعتیں...... عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے، پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت موکدہ پڑھے، پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے، اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں۔ (بہشتی زیور)

نماز سے متعلق بعض ہدایتیں...... 1 حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنا ورد اور معمول رات کو پورا نہ کر سکے اس کو چاہیے کہ صبح کے بعد سے دوپہر تک کسی وقت پورا کرلے یہ ایسا ہی ہے گویا رات ہی کو پورا کرلیا۔ (مسلم، شمائل ترمذی) 2 نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا مندوب ہے۔ اگر کوئی رکوع پڑھے تو بسم اللہ نہ پڑھنا چاہئے۔ (بہشتی زیور) 3 حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب امام سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہے تو تم مقتدی بھی آمین کہو جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے موافق ہوگی اس کے سابقہ گناہ معاف کردیے جائیں گے۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث) 4 فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونا چاہئیں، ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ (بہشتی زیور) 5 دُعا کیلئے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے۔

(بہشتی زیور) 6 داہنی طرف سلام پھیرنے میں آواز بلند اور بائیں طرف نسبتاً آہستہ ہونا چاہئے۔ (امام احمد، مدارج النبوۃ) 7 امام اعظمؒ کے نزدیک رکوع وسجود میں اطمینان (اعتدال) واجب ہے اور یہ وجوب دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی شامل ہے۔ (مدارج النبوۃ)

■ نماز میں نگاہ کا مقام...... 8 نماز کے قیام کی صورت میں نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر نگاہ رکھے، سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے۔ (بہشتی زیور) 9 جب نبی کریم نماز میں کھڑے ہوتے تو سر جھکا لیتے (امام احمد نے اس کو نقل کیا ہے) اور تشہد میں آپ کی نگاہ اشارے کی انگلی سے نہ بڑھتی۔ (یعنی انگشت شہادت پر رہتی)۔ (زاد المعاد) 10 حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے انس! اپنی نگاہوں کو وہاں رکھو جہاں تم سجدہ کرتے ہو۔ ساری نماز میں۔ (یعنی حالت قیام میں)۔ (بیہقی، مشکوٰۃ) 11 فرض نماز کے بعد سنتوں کو فرض کی جگہ کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ داہنے یا بائیں، یا آگے یا پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو اور اگر گھر پر جاکر سنتیں پڑھے تو یہ افضل ہے۔ (مدارج النبوۃ)

■ گھر سے نوافل کا پڑھنا...... 12 حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ نوافل مسجد میں پڑھنا افضل ہے یا گھر میں؟ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم دیکھتے ہو کہ میرا گھر مسجد سے کتنا قریب ہے جس کی وجہ سے مسجد کے آنے میں کسی قسم کی دقت یا رکاوٹ نہیں ہوتی (لیکن اس کے باوجود) فرائض کے علاوہ مجھے اپنے گھر میں نماز پڑھنا بہ نسبت مسجد کے زیادہ پسند ہے۔ (شمائل ترمذی) 13 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے گھروں میں کچھ نمازیں (نوافل وغیرہ) پڑھا کرو اور گھروں کو قبرستان نہ بنالو (کہ جس طرح قبروں پر نماز نہیں پڑھی جاتی تو گھروں میں بھی نماز نہ پڑھو)۔ (مشکوٰۃ)

■ عورت کی نماز...... 14 حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عورت کی نماز گھر کے اندر (دالان میں) بہتر ہے صحن کی نماز سے اور عورت کی نماز کوٹھڑی میں بہتر ہے کھلے ہوئے مکان سے۔ (ابوداؤد ۳، مشکوٰۃ) 15 حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور ان کے والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز کی تاکید کرو جب وہ سات برس کے ہوں، اور جب وہ دس برس کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کو مار کر نماز پڑھاؤ۔ (ابوداود، مشکوٰۃ)

نمازی کے آگے سے نکلنا...... 16 حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم میں سے اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ اپنے کسی مسلمان بھائی کے سامنے سے گزرنا جبکہ وہ نماز پڑھ رہا ہو کس قدر گناہ رکھتا ہے تو وہ اپنا سو برس کھڑا رہنا، نمازی کے سامنے سے گزرنے سے زیادہ بہتر خیال کرے گا۔ (مشکوۃ، ابن ماجہ)

مرد وعورت کے طریقہ نماز میں فرق...... عورتوں کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو مردوں کا ہے۔ صرف چند چیزوں میں فرق ہے جو درج ذیل ہیں: 1 تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئیں اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئیں۔

2 بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں اور عورتوں کو سینے پر۔

3 مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔ 4 مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر سرین اور پشت برابر ہو جاویں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہیے بلکہ صرف اسی قدر کہ جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ 5 مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کیئے ہوئے بلکہ ملا کر رکھنا چاہیے۔ 6 مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنی چاہئیں اور عورتوں کو ملی ہوئی۔ 7 مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئیں اور عورتوں کو ملا کر رکھنا چاہیے۔ 8 مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنی چاہئیں اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

9 مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے اور عورتوں کو نہیں۔

10 مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیے اور اپنے داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہیے اور دونوں پیر دائیں طرف نکال دینا چاہیے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور دائیں پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

11 عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

صلوٰۃ التسبیح اور دیگر نمازیں.....حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ایک دن اپنے بچا حضرت عباس بن عبدالمطلب سے فرمایا: اے عباس، اے میرے چچا! کیا میں آپ کی خدمت میں ایک گراں قدر عطیہ اور ایک قیمتی تحفہ پیش کروں؟ کیا میں آپ کو ایک خاص بات بتاؤں؟ کیا میں آپ کے دس کام اور آپ کی دس خدمتیں کروں؟ (یعنی آپ کو ایک ایسا عمل بتاؤں جس سے آپ کو دس عظیم الشان نعمتیں حاصل ہوں۔ وہ ایسا عمل ہے کہ جب آپ اس کو کریں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے سارے گناہ معاف فرمادے گا)۔ 1 اگلے بھی اور 2 پچھلے بھی 3 پرانے بھی اور 4 نئے بھی 5 بھول چوک سے ہونے والے بھی اور 6 دانستہ ہونے والے بھی 7 صغیرہ بھی اور 8 کبیرہ بھی 9 ڈھکے چھپے اور 10 اعلانیہ ہونے والے بھی (وہ عمل صلوٰۃ التسبیح ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے) کہ آپ چار رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھیں، پھر جب آپ پہلی رکعت میں قرات سے فارغ ہوجائیں تو قیام کی حالت میں پندرہ (۱۵) دفعہ کہیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر۔ پھر اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں بھی رکوع کی تسبیحات کے بعد یہی کلمہ دس مرتبہ پڑھیں پھر رکوع سے اٹھ کر قومہ میں بھی ربنا لک الحمد کے بعد یہی کلمہ دس دفعہ کہیں۔ پھر سجدہ میں چلے جائیں اور اس میں سجدہ کی تسبیحات کے بعد یہ کلمہ دس دفعہ کہیں پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں۔ پھر دوسرے سجدے میں بھی یہی کلمہ دس مرتبہ کہیں۔ پھر سجدہ سے اٹھ کر جلسہ میں قیام سے پہلے دس مرتبہ پڑھیں۔ پہلی اور دوسری رکعت میں بغیر تکبیر کہے قیام کیلئے کھڑے ہوجائیں۔ چار رکعتیں اسی طرح پڑھیں اور اس ترتیب سے ہر رکعت میں کلمہ پچھتر مرتبہ کہیں۔ (میرے چچا) اگر آپ سے ہوسکے تو روزانہ یہ نماز پڑھا کریں۔ اگر روزانہ نہ پڑھ سکیں تو جمعہ کے دن پڑھ لیا کریں اور اگر آپ یہ بھی نہ کرسکیں تو سال میں ایک دفعہ پڑھ لیا کریں اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو کم از کم زندگی میں ایک دفعہ ہی پڑھ لیں۔ (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، دعوات کبیر للبیہقی، معارف الحدیث)

نمازِ استخارہ.....مسئلہ نمبر 1: جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ سے صلاح لے لے اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے، کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا کوئی اور کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو

ان شاء اللہ کبھی اپنے کیے پر پشیمانی نہ ہوگی۔ (الدر المختار جلد ۱ صفحہ ۷۱۸) مسئلہ نمبر 2: استخارہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَآ اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ (هٰذَا الْاَمْرَ) خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْهُ وَ یَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْهِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ ترجمہ: اے اللہ! میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر مانگتا ہوں اور تیری قدرت کے ذریعہ تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے بڑے فضل کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام میری دنیا اور آخرت میں بہتر ہے تو اس کو میرے لیے مقدر فرما پھر میرے لیے اس میں برکت فرما اور اگر تیرے علم میں میرے لیے یہ کام دنیا و آخرت میں شر (اور برا) ہے تو اس کو مجھ سے اور مجھ کو اس سے دور فرما اور میرے لیے خیر مقدر فرما، جہاں کہیں بھی ہو اس پر مجھے راضی فرما۔ اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے (جو الفاظ بریکٹ میں ہیں) تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کا استخارہ کرنا چاہتا ہے، اس کے بعد پاک صاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہیے۔ (الدر المختار: ج نمبر ۱، ص: ۷۱۸)

مسئلہ نمبر 3 اگر ایک دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردّد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے، اسی طرح سات دن تک کرے، ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی یا برائی معلوم ہو جائے گی۔ (الدر المختار: ج نمبر: ۱ ص: ۷۱۸) مسئلہ نمبر 4: اگر حج فرض کیلئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔
(صحیح بخاری، الدر المختار ج نمبر ۱، معارف الحدیث)

صلوٰۃ الحاجات ...... حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو کوئی حاجت اور ضرورت ہو، اللہ تعالیٰ سے متعلق یا کسی آدمی سے متعلق (یعنی خواہ وہ حاجت ایسی ہو جس کا تعلق براہِ راست اللہ تعالیٰ ہی سے ہو، کسی بندے سے واسطہ ہی نہ

ہو، یا ایسا معاملہ ہو کہ بظاہر اس کا تعلق کسی بندے سے ہو۔ بہرصورت) اس کو چاہئے کہ وہ وضو کرے اور خوب اچھا وضو کرے۔ اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کچھ حمد وثنا کرے اور اس کے نبی (علیہ السلام) پر درود پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو حلیم و کریم ہے اللہ پاک ہے جو عرش عظیم کا رب ہے اور سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری رحمت کی واجب کرنے والی چیز کا اور ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری مغفرت کو ضروری کردیں اور بھلائی میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اے ارحم الراحمین میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی رنج دور کئے بغیر اور کوئی حاجت جو تجھے پسند ہو پوری کئے بغیر نہ چھوڑ۔ (معارف الحدیث، رواہ الترمذی وابن ماجہ) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل معمول تھا اور دستور تھا کہ جب کوئی فکر آپ کو لاحق ہوتی اور کوئی اہم معاملہ پیش آتا تو آپ نماز میں مشغول ہوجاتے۔ (سنن ابی داؤد)

نمازِ کسوف...... حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن سورج گہن میں آ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے خوف زدہ اور گھبرائے ہوئے اٹھے جیسے کہ آپ کو ڈر ہو کہ اب قیامت آجائے گی پھر آپ مسجد آئے اور آپ نے نہایت طویل قیام اور ایسے ہی طویل رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھائی کہ کسی نے کبھی آپ کو ایسی طویل نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی قدرت قاہرہ کی یہ نشانیاں جن کو اللہ تعالیٰ ظاہر کرتا ہے یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے ظاہر نہیں ہوتیں بلکہ بندوں کے دلوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے کیلئے ظاہر ہوتی ہیں، جب تم ایسی کوئی چیز دیکھو تو خوف اور فکر کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ اس کو یاد کرو اور اس سے دُعا اور استغفار کرو۔ (صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

نمازِ استسقاء...... حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز استسقاء کیلئے لوگوں کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز

میں دو رکعتیں پڑھیں اور قرأت بالجہر کی اور قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اٹھا کر دُعا کی اور جس وقت آپ نے قبلہ کی طرف اپنا رخ کیا اس وقت اپنی چادر کو پلٹ کر اوڑھا۔ (صحیح بخاری وسلم، معارف الحدیث)

تسبیحات...... حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام کلموں میں افضل چار کلمے ہیں: 1 سُبْحَانَ اللّٰہ 2 اَلْحَمْدُ لِلّٰہ 3 لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ 4 اَللّٰہُ اَکْبَرُ (صحیح مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے پھلکے، میزان اعمال میں بڑے بھاری اور خداوند مہربان کو بہت پیارے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث) ام المومنین حضرت جویریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نماز فجر پڑھنے کے بعد ان کے پاس سے باہر نکلے وہ اس وقت اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں پھر آپ دیر کے بعد جب چاشت کا وقت آ چکا تھا واپس تشریف لائے۔ حضرت جویریہؓ اسی طرح بیٹھی اپنے وظیفہ میں مشغول تھیں آپ نے ان سے فرمایا: ''میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں اور اسی طرح پڑھ رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا، جی ہاں آپ نے فرمایا: تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے، اگر وہ تمہارے اس پورے وظیفے کے ساتھ تولے جائیں جو تم نے آج صبح سے پڑھا ہے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا وہ کلمے یہ ہیں: 1 سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ 2 وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ 3 وَرِضٰی نَفْسِہٖ 4 وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ ترجمہ: اللہ کی تسبیح اور اس کی حمد اس کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر، اور اس کے عرش عظیم کے وزن کے برابر، اور اس کی ذات پاک کی رضا کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

افضل الذکر...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے سو دفعہ کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، فرمانروائی اسی کی ہے اور اسی کیلئے ہر قسم کی ستائش ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔ تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر

ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کیلئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اس کی سو غلط کاریاں محو کردی جائیں گی اور یہ عمل اس کیلئے اس دن شام تک شیطان کے حملے سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا۔ اور کسی آدمی کا عمل اس کے عمل سے افضل نہ ہوگا۔ سوائے اس کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔ (صحیح بخاری وسلم، معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کہ میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اترا ہے اور خزانہ جنت میں سے ہے وہ ہے: لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کہ یہ بندہ (اپنی انانیت سے دستبردار ہوکر) میرا تابعدار اور بالکل فرمانبردار ہوگیا۔ (دعوات کبیر للبیہقی، معارف الحدیث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے جن میں سب سے کم درجہ کی بیماری فکر وغم ہے۔ (مشکوۃ بحوالہ دعوت الکبیر بیہقی) حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَر ' اور آخر میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر " پڑھے تو اس کیلئے اجر عظیم کا وعدہ ہے اور صحیح مسلم کی دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ تسبیحات پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اگرچہ وہ اتنے زیادہ ہوں جیسے سمندر کی موجوں کے جھاگ۔ (مسلم) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کو رات کی بیداری مشکل نظر آئے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے اس کی طبیعت میں بخل اور تنگی ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہمت نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ کثرت کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھا کرے، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سونے کا ایک پہاڑ فی سبیل اللہ خرچ کرنے سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (ترغیب وترہیب وفضائل) ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خطاب کرکے فرمایا: تم تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ تقدیس سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْس اور تہلیل لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کو اپنے اوپر لازم کرلو اور کبھی ان سے غفلت نہ کرو ورنہ تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے فراموش (محروم) کردی جاؤ گی۔ (حصن حصین)

اسم اعظم...... اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسم اعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے۔ ① وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ

اور دوسری آل عمران کی ابتدائی آیت 2 الٓمّٓ ۚ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ (جامع ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث) مختلف احادیث میں حسب ذیل کلمات کے متعلق بتایا گیا ہے کہ یہ اسم اعظم ہیں۔ 1 یاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۚ 2 یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ۚ 3 لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ 4 لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ۚ 5 لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۚ 6 وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ۚ (حصن حصین) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنی دُعا میں عرض کیا۔ ”اے اللہ! میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد و ستائش تیرے ہی لیے سزاوار ہے، کوئی معبود نہیں تیرے سوا تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے۔ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اے حَیُّ وقَیُّوْمُ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعا کی ہے کہ اگر اس وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائیم، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

ذکر اللہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندہ کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اگر وہ اپنے دل میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے یاد کرے تو میں ان سے بہتر جماعت میں اس کا ذکر کروں گا۔ (یعنی ملائکہ کی جماعت میں اور ان کے سامنے)۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری، معارف الحدیث) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ: اے میرے رب! مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ سے میں تیرا ذکر کروں (یا کہا کہ جس کے ذریعہ سے میں تجھے پکاروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرو، انہوں نے عرض کیا: میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا سب کائنات جس سے آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھیں تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا وزن سب سے زیادہ ہوگا۔ (شرح السنہ للبغوی، معارف

الحدیث) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بندوں میں سب سے افضل اور قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے مقرب کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جو مرد کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے ہیں اور جو عورتیں (اسی طرح کثرت سے) ذکر کرنے والی ہیں۔ (حیوۃ المسلمین، ترمذی، ابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن بسرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: اے اللہ کے پیغمبر! نیکی کے ابواب (یعنی ثواب کے کام) بہت ہیں اور یہ بات میری طاقت سے باہر ہے کہ میں ان سب کو بجالاؤں۔ لہٰذا آپ مجھے کوئی چیز بتادیجیے جس کو میں مضبوطی سے تھام لوں اور اسی پر کاربند ہوجاؤں (اور بس وہی میرے لیے کافی ہوجائے) اسی کے ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ جو کچھ آپ بتائیں وہ بہت زیادہ بھی نہ ہو کیونکہ خطرہ ہے کہ میں اس کو یاد بھی نہ رکھ سکوں؟ آپ نے فرمایا: (بس اس کا اہتمام کرو اور اس کی عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اس کیلئے بڑی حسرت وخسران کا باعث ہوگی اور اسی طرح جو شخص کہیں لیٹا اور اس میں اس نے اللہ تعالیٰ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کیلئے بڑی حسرت وخسران کا باعث ہوگا۔ (سنن ابو داؤد، معارف الحدیث) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ آخری بات جس پر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوا ہوں وہ یہ ہے کہ میں نے آپ سے دریافت کیا کہ کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: (وہ عمل یہ ہے) کہ تمہیں اس حالت میں موت آئے کہ تمہاری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔ (حصن حصین) حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! دنیا میں کچھ لوگ نرم و گداز بستروں پر لیٹ کر بھی (سونے کے بجائے) اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ جنت کے اعلیٰ درجات میں داخل فرمائے گا، (یعنی کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب تک اسباب تعیش نہ چھوڑے ذکر اللہ سے نفع نہیں ہوگا)۔ (حصن حصین، ابن حبان) ہر نیک عمل ذکر اللہ میں داخل ہے: امام تفسیر وحدیث حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذکر اللہ صرف تسبیح وتہلیل اور زبانی ذکر پر منحصر نہیں بلکہ ہر عمل جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں کیا جائے وہ بھی ذکر اللہ میں داخل ہے، بشرطیکہ نیت اطاعت کی ہو۔ اسی طرح دنیا کے تمام کاروبار داخل ہیں۔ اگر ان میں شرعی حدود کی پابندی کا دھیان رہے

کہ جہاں تک جائز ہے کیا جائے اور جس حد پر پہنچ کر ممنوع ہے اس کو چھوڑ دیا جائے تو یہ سارے اعمال جو بظاہر دنیوی کام ہیں وہ بھی ذکر اللہ میں شامل ہوں گے۔ (اذکار نووی، ص:۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے، اور فرمایا کہ بعض اوقات میں چارپائی پر لیٹے ہوئے اپنا وظیفہ پورا کر لیتی ہوں۔ (کتاب الاذکار للنووی) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جن گھروں میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے ان کو آسمان والے ایسا چمکدار دیکھتے ہیں جیسے زمین والے ستاروں کو چمکدار دیکھتے ہیں۔

قرآن مجید کی عظمت وفضیلت...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہ ہو وہ ایسا ہے جیسے اجاڑ گھر۔ (ترمذی ودارمی) فائدہ: اس میں تاکید ہے کہ کسی مسلمان دل کو قرآن سے خالی نہ ہونا چاہئے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو شخص قرآن کی ایک آیت سننے کیلئے بھی کان لگا دے اس کے لئے ایسی نیکی لکھی جاتی ہے کہ جو بڑھتی چلی جاتی ہے۔ (اس بڑھنے کی کوئی حد نہیں بتلائی) خدا تعالیٰ سے امید ہے کہ بڑھنے کی کوئی حد نہ ہوگی، بے انتہا بڑھتی چلی جاوے گی، اور جو شخص جس آیت کو پڑھے وہ آیت اس شخص کیلئے قیامت کے دن ایک نور ہوگی جو اس نیکی کے بڑھنے سے بھی زیادہ ہے۔ (مسند احمد) اللہ اکبر قرآن مجید کیسی بڑی چیز ہے کہ جب تک قرآن پڑھنا نہ آئے کسی پڑھنے والے کی طرف کان لگا کر سن ہی لیا کرے، وہ بھی ثواب سے مالا مال ہو جائے گا۔ (حیوۃ المسلمین)

تلاوت...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: قرآن پڑھنے والے سے قیامت کے روز کہا جائے گا جس ٹھہراؤ اور خوش الحانی کے ساتھ تم دنیا میں بنا سنوار کر قرآن پڑھا کرتے تھے اسی طرح قرآن پڑھو اور ہر آیت کے صلے میں ایک درجہ بلند ہوتے جاؤ تمہارا ٹھکانہ تمہاری تلاوت کی آخری آیت پر ہے۔ (ترمذی) یعنی جب تک پڑھتے رہو گے درجات بلند ہوتے جائیں گے۔ حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔ (صحیح بخاری) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دُعا کرنے سے میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں کو اور دُعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں اور

دوسرے اور کلاموں کے مقابلے میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت وفضیلت حاصل ہے۔ جیسی اپنی مخلوق کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو۔ (جامع ترمذی، سنن دارمی، شعب الایمان، للبیہقی، معارف الحدیث) حضرت عبیدہ ملیکیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اس کی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو اور اس میں تدبر کرو، امید رکھو کہ تم اس سے فلاح پاؤ گے اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے۔ (شعب الایمان، للبیہقی، معارف الحدیث) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو اور اس کی وجہ سے وہ اس کو حفظ یا ناظرہ بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو وہ معزز اور وفادار فرماں بردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور جو بندہ قرآن پاک اچھا یاد اور رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے۔ (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت ومشقت کا)۔ (صحیح مسلم، صحیح بخاری، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اس نے نیکی کمالی اور یہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے قانون کرم کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے (مزید وضاحت کیلئے آپ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے) کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔ (اس طرح الم پڑھنے والا بندہ تیس نیکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا)۔ (جامع ترمذی، سنن دارمی، معارف الحدیث) ختم قرآن کے وقت دُعا قبول ہوتی ہے: صحیح احادیث میں ہے کہ ختم قرآن کے وقت اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے، امام تفسیر حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کی عادت تھی کہ ختم قرآن کے وقت جمع ہوکر دُعا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ختم قرآن کے وقت حق تعالیٰ کی خاص رحمت نازل ہوتی ہے اور اسنادِ صحیح کے ساتھ حسنؓ سے منقول ہے کہ جب وہ قرآن مجید کی تلاوت ختم کرتے تو اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے دُعا کرتے تھے: (اذکار نووی ص ۴۹) ایک حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جو آدمی دن رات میں بیس آیتیں بھی پڑھ لے تو وہ غافل لوگوں میں نہ لکھا جائے گا۔ (اذکار نووی ص ۵۴)

سورۂ فاتحہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعبؓ سے فرمایا: کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں ہے، ابیؓ نے عرض کیا: کہ ہاں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے وہ سورت بتادیں۔ آپ نے فرمایا: کہ تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو؟ حضرت ابی بن کعبؓ نے آپ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی (کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں اور اس طرح پڑھتا ہوں) آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی یہی وہ سبع من المثانی والقرآن العظیم ہے جو مجھے اللہ تعالٰی نے عطا فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) ایک بار جب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، یکا یک انہوں نے اوپر سے ایک آواز سنی اور سر اٹھا کر فرمایا: یہ ایک فرشتہ زمین پر اترا ہے، جو آج سے پہلے کبھی نہیں اترا تھا پھر اس فرشتہ نے سلام کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارک ہو! لیجئے یہ دو نور آپ کو دیئے گئے ہیں، ایک سورۂ فاتحہ اور دوسرے سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں، ان میں سے جو بھی آپ پڑھیں گے اس کا ثواب آپ کو ملے گا۔ (حصن حصین) سورت بقرہ و آل عمران: حضرت ابو امامہؓ باہلی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ ارشاد فرماتے تھے کہ قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا۔ (خاص کر) ''زہراوین'' یعنی اس کی دو اہم نورانی سورتیں، البقرہ اور آل عمران پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کو اپنا سایہ میں لیے اس طرح آئیں گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں یا سائبان ہیں یا صف باندھے پرندوں کے پرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی آپ نے فرمایا: پڑھا کرو سورۂ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے اور اہل بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں ذکر وتلاوت نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر وتلاوت کے انوار و آثار سے خالی رہتی ہے۔ تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنالو بلکہ گھروں کو ذکر وتلاوت سے منور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر)

سورۂ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان نہیں آ سکتا۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی)

- سورۂ کہف...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کیلئے نور ہو جائے گا دو جمعوں کے درمیان۔ (دعوت الکبیر للبیہقی، معارف الحدیث)

- سورۂ یٰسٓ...... حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ کی رضا کیلئے سورۂ یٰسٓ پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے لہٰذا یہ مبارک سورۃ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

- سورۂ واقعہ..... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہ آئے گی، روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ خود حضرت ابن مسعودؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اور وہ ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتی تھیں۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

- سورۂ ملک...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ قرآن کی ایک سورت نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس کے ایک بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے۔ تبارک الذی بیدہ الملک. (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، ابن ماجہ)

- الم تنزیل...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک نہ سوتے تھے جب تک الٓمّٓ تنزیل اور تبارک الذی بیدہ الملک نہ پڑھ لیتے۔ (یعنی رات کو سونے سے پہلے یہ دونوں پڑھنے کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا)۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن دارمی، معارف الحدیث)

- سورۃ التکاثر...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کر سکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے۔ (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے) آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کر سکتا کہ سورہ "الھٰکم التکاثر" پڑھ لیا کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

سورۂ اخلاص...... حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے۔ (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا) (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر وہ سونے سے پہلے دس دفعہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد" پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "اے میرے بندے اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا۔"

معوذتین...... حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) ان کی مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ سنی گئیں۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. (معارف الحدیث، صحیح مسلم) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کیلئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ پڑھتے، پھر ہاتھوں پر پھونکتے اور پھر جہاں تک ہوسکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرۂ مبارک اور جسدِ اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے۔ (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ کے ہاتھ جا سکتے وہاں تک پھیرتے) یہ آپ تین دفعہ کرتے۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

آیۃ الکرسی...... حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی کنیت ابو منذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا: اے ابو منذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے آپ نے (مکرر) فرمایا: اے ابو منذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کونسی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ج تو آپ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا: اے ابو

منذر! تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں...... ایفع بن عبدالکلاعیؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی کونسی سورۃ سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ نے فرمایا: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اس نے عرض کیا اور آیتوں میں قرآن کی کونسی آیت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ نے فرمایا: آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اس نے عرض کیا: اور قرآن کی کونسی آیت ہے جس کے بارے میں آپ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ کو اور آپ کی امت کو پہنچیں؟ آپ نے فرمایا: سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورہ تک۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرش عظیم کے تحت ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیات رحمت اس امت کو عطا فرمائی ہیں۔ یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر چیز کو اپنے اندر لیے ہوئے ہیں۔ (مسند دارمی، معارف الحدیث)

- سورۂ آل عمران کی آخری آیتیں...... حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: کہ جو کوئی رات کو آل عمران کی آخری آیات پڑھے گا اس کیلئے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا۔ اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک۔ (مسند دارمی، معارف الحدیث)

- سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں...... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح اس تعوذ کو سورۂ حشر کی ان تین آیتوں کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر کرتا ہے جو شام تک اس کے واسطے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور اگر شام پڑھے تو صبح تک اس کیلئے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں اور اگر مر جاتا ہے تو شہید مرتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔ (تین مرتبہ پڑھ کر پھر پڑھے) هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۚ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۚ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۚ ترجمہ: وہ اللہ (ایسا ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ

غیب کا اور پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا ہے وہ رحمٰن ورحیم ہے وہ اللہ (ایسا ہے) کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے، پاک ہے، سلامتی والا ہے، امن دینے والا ہے، نگہبانی کرنے والا ہے، عزیز ہے، جبار ہے، خوب بڑائی والا ہے، اللہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں وہ اللہ پیدا کرنے والا ہے ٹھیک ٹھیک بنانے والا ہے، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، جو بھی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔ (ترمذی، دارمی، ابن سعد، حصن حصین)

سورۂ طلاق کی آیت...... حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر لوگ اس پر عمل کریں تو وہی ان کو کافی ہے اور وہ آیت یہ ہے: وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (۶۵-۲) ترجمہ: جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ہر مشکل اور مصیبت سے نجات کا راستہ نکال دیتا ہے اور اس جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے خیال وگمان تک نہیں تھا۔ (مسند احمد، ابن ماجہ)

دُعا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (حدیث قدسی) اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا دَعَانِيْ (حدیث قدسی) ترجمہ: میں اپنے بندے کیلئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرے اور جب وہ پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ (بخاری، الادب المفرد) حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دُعا مانگنا بعینہٖ عبادت کرنا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور دلیل قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت فرمائی: وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ. ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا ہے مجھ سے دُعا مانگا کرو میں تمہاری دُعا قبول کروں گا۔ (مسند احمد، ترمذی، ابوداؤد، حصن حصین، ابن ماجہ، النسائی)

دعا کا طریقہ...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رُخ سامنے ہو ہاتھ الٹے کر کے نہ مانگا

کرو اور جب دُعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیرلو۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کیلئے دُعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لیے مانگتے، پھر اس شخص کیلئے دُعا فرماتے۔ فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دُعا کی جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس آدمی نے دُعا میں جلد بازی کی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دُعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد وثنا کرے پھر اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

▪ دُعا میں ہاتھ اٹھانا...... حضرت عکرمہؒ کا خیال ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یہ سنا ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعا فرماتے تھے اور (دُعا میں یہ) فرمارہے تھے (اے اللہ!) میں بھی بشر ہوں تو مجھ سے مواخذہ نہ فرما، میں نے اگر کسی مومن کو ستایا ہو یا برا کہا ہو تو اس کے بارے میں مجھ سے مواخذہ نہ فرما۔ (الادب المفرد)

▪ آمین...... ابوزہیر نمیریؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے، ہمارا گزر اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دُعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا، گڑگڑانا سننے لگے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا: اگر اس نے دُعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا، ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) صحیح خاتمہ کا اور مہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر میں آمین کہہ کر دُعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ تعالیٰ سے طے کرا لیا)۔ (ابوداؤد، معارف الحدیث)

▪ عافیت کی دُعا...... حدیث شریف میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں جس شخص کیلئے دُعا کا دروازہ کھول دیا گیا (یعنی دُعا مانگنے کی

توفیق دے دی گئی) اس کیلئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ اللہ تعالیٰ سے جو دُعا مانگی جاتی ہے ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ اس سے (دنیا و آخرت میں) عافیت کی دُعا مانگی جائے۔ (جامع ترمذی، حصن حصین)

دُعا دافع بلا...... ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قضاء قدر سے بچنے کی کوئی تدبیر فائدہ نہیں دیتی (ہاں) اللہ تعالیٰ سے مانگنا اس (آفت ومصیبت) میں بھی نفع پہنچاتا ہے جو نازل ہوچکی ہے اور اس (مصیبت) میں بھی جو ابھی تک نازل نہیں ہوئی اور بے شک بلا نازل ہونے کو ہوتی ہے کہ اتنے میں دُعا اس سے جا ملتی ہے۔ پس قیامت تک ان دونوں میں کش مکش ہوتی رہتی ہے (اور انسان دُعا کی بدولت اس بلا سے بچ جاتا ہے)۔ (حصن حصین، جامع ترمذی)

دُعا یقین کے ساتھ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگو اور دُعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو! اور یاد رکھو! کہ اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول نہیں کرے گا جس کا دل (دُعا کے وقت) اللہ تعالیٰ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

دُعا میں عجلت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہاری دُعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں کہ جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

دُعا میں قطعیت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دُعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخش دے اور تو چاہے تو رحمت فرما اور تو چاہے تو مجھے روزی دے، بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں مانگے اور یقین کرے کہ بے شک وہ کرے گا وہی جو وہ چاہے گا کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

موت کی دُعا کی ممانعت...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم لوگ موت کی دُعا اور تمنا مت کرو اگر کوئی آدمی ایسی دُعا کیلئے مضطر ہی ہو (اور کسی وجہ

سے زندگی اس کیلئے دوبھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے "اے اللہ! جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھا لے۔
(سنن نسائی، معارف الحدیث)

- سجدہ میں دُعا...... نبی کریم کا ارشاد ہے "سجدے کی حالت میں بندہ اپنے رب سے بہت ہی قربت حاصل کر لیتا ہے پس تم اس حالت میں خوب خوب دُعا مانگا کرو۔
- دُعا کی قبولیت پر شکر...... ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کونسی چیز تم میں سے کسی شخص کو اس سے عاجز کرتی ہے (روکتی ہے) کہ جب وہ اپنی کسی دُعا کے قبول ہونے کا مشاہدہ کرے مثلاً کسی مرض سے شفا نصیب ہو جائے یا سفر سے (بخیر و عافیت) واپس آ جائے تو کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِعِزَّتِهٖ وَ جَلَالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ (حصن حصین، حاکم، ابن سنی)
- مقبول دُعائیں...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندۂ مومن کی کوئی دُعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں خدا یہ بیان نہ فرما دے کہ یہ میں نے دنیا میں قبول کی اور یہ تمہاری آخرت کیلئے ذخیرہ کر کے رکھی۔ اس وقت بندۂ مومن سوچے گا کاش میری کوئی دُعا بھی دنیا میں قبول نہ ہوتی اس لیے بندے کو ہر حال میں دُعا مانگتے رہنا چاہیے۔ (حاکم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "دو چیزیں اللہ کے دربار سے رد نہیں کی جاتیں ایک اذان کے وقت کی دُعا۔ دوسری جہاد (صف بندی) کے وقت کی دُعا۔ (ابوداؤد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ "اذان اور اقامت کے درمیانی وقفے کی دُعا رد نہیں کی جاتی، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس وقفہ میں کیا دُعا مانگا کریں؟ فرمایا یہ دُعا مانگا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ. حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دُعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں۔ ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں۔ 1 اولاد کے حق میں ماں باپ کی دُعا۔ 2 مسافر اور پردیسی کی دُعا۔ 3 اور مظلوم کی دُعا (ترمذی، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ آدمیوں کی دُعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں۔

1 مظلوم کی دُعا جب تک وہ بدلہ نہ لیوے۔ 2 حج کرنے والے کی دُعا جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر واپس نہ آئے۔ 3 راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دُعا جب تک وہ شہید ہو کر

دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے۔ 4 بیمار کی دُعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو جائے، اور 5 ایک بھائی کی دوسرے بھائی کیلئے غائبانہ دُعا۔ یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور ان دُعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کیلئے غائبانہ دُعا ہے۔ (دعوات کبیر للبیہقی، معارف الحدیث)

▪ بھائی کی دُعائے غائبانہ..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مرد مسلمان کی وہ دُعا جو وہ اپنے بھائی کیلئے غائبانہ کرتا ہے ضرور قبول ہوتی ہے اس پر ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے، جب وہ اپنے بھائی کے لیے دُعائے خیر کرتا ہے تو فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور یہ کہتا ہے: وَلَکَ مِثْلُ ذَالِکَ (الادب المفرد)

▪ اپنے سے چھوٹوں سے دُعا کرانا..... حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کیلئے مکہ معظمہ جانے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت عطا فرما دی اور ارشاد فرمایا: بھیا ہمیں بھی اپنی دُعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخاطب فرما کر یہ بھیا جو کلمہ کہا اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

▪ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دُعائیں..... صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو تکلیف ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہاں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ دُعا پڑھ کر دم کیا: بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ دَاءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ اَوْعَیْنِ حَاسِدٍ اللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِاسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ. ترجمہ: اللہ کے نام سے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دم کرتا ہوں۔ ہر مرض سے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دے ہر ذات کے یا نظر حاسد کے شر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شفا دے گا اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دم کرتا ہوں۔ (زاد المعاد)

▪ متفرق دُعائیں..... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بات کا صدمہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی جانب سر مبارک اٹھاتے اور "سُبْحَانَ اللّٰہِ

العظیم ‘‘پڑھتے اور جب دُعا میں خوب سعی فرماتے تو یا حیُّ یا قیُّوْمُ پڑھتے۔ (زاد المعاد، ترمذی) نیز حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی فکر اور پریشانی لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا یہ ہوتی تھی: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ترجمہ: اے حی وقیوم! بس تیری ہی رحمت سے مدد چاہتا ہوں۔ (زاد المعاد) اور دوسروں سے فرماتے: اَلِظُّوْا بِیَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام یعنی اس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے استغاثہ اور فریاد کرتے رہو۔ (جامع ترمذی) حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ جنگ بدر میں جب کفار سے لڑتا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں۔ پھر میں چلا گیا اور لڑائی میں شریک ہوگیا، پھر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور اسی طرح سجدہ میں سر رکھے ہوئے یا حی یا قیوم پڑھ رہے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح کی خوشخبری سنادی۔ (نسائی، حاکم، حصن حصین) ● جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی امر میں زیادہ پریشانی لاحق ہوتی تو چادر بچھا دیتے کھڑے ہوجاتے اور دُعا کیلئے اپنے ہاتھ اتنے لمبے کردیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغل کی سفیدی تک دکھائی دیتی۔ ● جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا ختم کرتے تو دونوں ہاتھوں کو چہرے پر مل لیا کرتے۔ ● دُعا واستغفار کے الفاظ تین تین مرتبہ دہراتے۔ ● آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا میں سجع بندی وقافیہ بندی سے کام نہ لیتے اور نہ اس کو اچھا جانتے۔ ● آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس سے کھڑے ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ، دل سے اقرار کرتا ہوں میں کہ نہیں کوئی معبود سوائے تیرے، میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو اس طرح کہتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ترجمہ: شکر ہے اللہ کا جس کے انعام سے اچھی چیزیں کمال کو پہنچتی ہیں۔ ● اور جب ناگواری کی حالت پیش آتی تو فرماتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ترجمہ: شکر ہے اللہ کا ہر حال میں۔ (حاکم) ● جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں کسی کا ہاتھ پکڑتے، اور پھر جدا ہوتے تو فرماتے: اَللّٰھُمَّ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ● کسی کا قرض ادا فرماتے تو یہ دُعا دیتے: بَارَکَ اللّٰہُ فِیْ

اهلك ومالك، انما جزاء السلف الحمد والاداء۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تیرے گھر بار اور تیرے مال میں برکت دے، قرض کا بدلہ تعریف اور (بروقت) ادائیگی ہے۔ ● جب کوئی شخص نیا لباس پہن کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تعریف کرتے حسنۃ حسنۃ یعنی ''بہت خوب، بہت خوب'' اور پھر فرماتے۔ ابل واخلق یعنی پرانا کرو اور بوسیدہ کرو۔ ● جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ہدیۃً پھل لاتا، اور وہ پھل فصل کے شروع کا ہی ہوتا تو اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آنکھوں سے لگالیتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے: اللھم کما اریتنا اوله فارنا اخره. ترجمہ: اے اللہ! جس طرح آپ نے ہمیں اس پھل کا شروع دکھایا پس اس کا آخر بھی دکھا۔ پھر بچوں کو دے دیتے تھے جو بچے بھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتے تھے۔ (ابن السنی) ● جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو رخصت فرماتے تو یہ دُعا دیتے: استودع اللہ دینکم وامانتکم وخواتیم اعمالکم (ابوداؤد) ترجمہ: میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو اور تمہاری قابل حفاظت چیزوں کو اور تمہارے اعمال کے انجاموں کو۔ ● حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا لباس زیب تن فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے یعنی پڑھتے: الحمد للہ الذی کسانا ھذا. ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ پاک کیلئے ہیں جس نے ہمیں یہ لباس پہنایا، یا اور کوئی کلمہ شکر کا کہتے اور شکرانہ کی نماز دو رکعت نفل پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی محتاج کو دے دیتے۔ (ابن عساکر) ● جب کسی کے یہاں کھانا تناول فرماتے تو میزبان کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم دُعا فرماتے: اللھم بارک لھم فیما رزقتھم واغفرلھم وارحمھم۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) ترجمہ: اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما۔ ● جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس میں بیٹھتے اور بات چیت فرماتے تو جس وقت وہاں سے اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو دس سے لے کر پندرہ مرتبہ تک استغفار فرماتے۔ (ابن السنی) ایک روایت میں یہ استغفار آیا ہے: استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ ترجمہ: میں بخشش چاہتا ہوں اللہ پاک سے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے عالم کو قائم رکھنے والا ہے اور میں اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز نفل پڑھتے تھے، اس عمل سے ظاہری و باطنی دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہوجاتی ہے۔ (ابوداؤد) جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی عیادت فرماتے تو اس سے آپ صلی

اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے: لَا بَأْسَ طَهُورٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى. ترجمہ: کچھ ڈر نہیں کفارۂ گناہ ہے ان شاء اللہ تعالیٰ (ترمذی، معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کردہ بعض دُعائیں

دُعائے سحر گاہی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر رات کو جب رات کا تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں جو مجھ کو پکارے گا اس کی سنوں گا جو مجھ سے مانگے گا عطا کروں گا، جو مجھ سے مغفرت وعفو طلب کرے گا اس کو بخش دوں گا۔ (الادب المفرد) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دین آسان ہے اور ہرگز کوئی (سختی) اور مبالغہ کے ساتھ دین پر غالب ہونے کا ارادہ نہ کرے گا، مگر دین ہی اس کو ہرا دے گا، پس سیدھے چلو، قریب رہو اور خوش خبری حاصل کرو اور صبح وشام کے وقت اور کسی قدر رات کے آخری حصہ سے (کام میں) سہارا لو۔ (ذکر اللہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اس سے بہت سی قابل مواخذہ فضول اور لایعنی باتیں سرزد ہوئیں۔ مگر اس نے اس مجلس سے اٹھتے وقت کہا: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ. ترجمہ: اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں اور گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود برحق ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی ان سب لغزشوں کو معاف کردے گا جو مجلس میں اس سے سرزد ہوئیں۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سونے کیلئے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اسطرح توبہ واستغفار کرے اور تین دفعہ عرض کرے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ ترجمہ: میں مغفرت اور بخشش چاہتا ہوں اس اللہ تعالیٰ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ حی وقیوم ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور سب کا کارساز ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔ تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ وہ درختوں کے پتوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذروں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

بے خوابی کیلئے دُعا...... حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رسول اللہ سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم بستر پر لیٹو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کرلیا کرو: اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰاتِ السَّبعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضَلَّتْ کُنْ لِّیْ جَارًا مِّنْ شَرِّ خَلْقِکَ کُلِّھِمْ جَمِیْعًا اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ط ترجمہ: اے اللہ! پروردگار ساتوں آسمانوں کے اور اس چیز کے جس پر ان کا سایہ ہے اور پروردگار زمینوں کے اور اس چیز کے جس کو کہ زمین اٹھائے ہوئے ہے اور پرودگار شیطانوں کے اور اس چیز کے جس کو انہوں نے گمراہ کیا میرا نگہبان رہنا اپنی تمام تر مخلوق کی برائی سے (اور) اس سے کہ ظلم کرے ان میں سے کوئی مجھ پر یا کہ زیادتی کرے مجھ پر، محفوظ ہے پناہ دیا ہوا تیرا اور آپ کی تعریف بڑی ہے اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ (ترمذی)

فکر اور پریشانی کے وقت کی دُعا...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ اَمَتِکَ وَفِیْ قَبْضَتِکَ نَاصِیَتِیْ بِیَدِکَ مَاضٍ فِیَّ حُکْمُکَ عَدْلٌ فِیَّ قَضَاءُکَ اَسْئَلُکَ بِکُلِّ اسْمٍ ھُوَ لَکَ سَمَّیْتَ بِہٖ نَفْسَکَ اَوْ اَنْزَلْتَہٗ فِیْ کِتَابِکَ اَوْ سْتَأْثَرْتَ بِہٖ فِیْ مَکْنُوْنِ الْغَیْبِ عِنْدَکَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَجَلَاءَ ھَمِّیْ وَغَمِّیْ ط ترجمہ: اے اللہ! بندہ ہوں تیرا، بیٹا ہوں تیرے ایک بندے کا، اور ایک تیری بندی کا، اور بالکل تیرے قبضہ میں ہوں اور ہمہ تن تیرے دست وقدرت میں ہوں، نافذ ہے میرے بارے میں تیرا حکم، اور عین عدل ہے، میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ، میں تجھ سے تیرے ہر اس اسم پاک کے واسطہ سے جس سے تو نے اپنی مقدس ذات کو موسوم کیا ہے، یا اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل فرمایا ہے، یا اپنے خاص مخفی خزانہ غیب ہی میں اس کو محفوظ رکھا ہے، استدعا کرتا ہوں کہ قرآن عظیم کو میرے دل کی بہار بنادے اور میرے فکروں اور غموں کو اس کی برکت سے دور فرمادے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دور فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشادگی عطا فرمادے گا۔ (رزین، معارف الحدیث)

• رنج وغم اور ادائے قرض کے لئے...... حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن کا ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے وہاں ایک انصاری ابوامامہؓ بیٹھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اے ابوامامہؓ! تو بے وقت مسجد میں کیوں بیٹھا ہے؟ عرض کیا یارسول اللہ طرح طرح کے رنج وغم ہیں اور لوگوں کے قرض میرے پیچھے چمٹے ہوئے ہیں فرمایا: میں تجھے ایسے چند کلمے بتائے دیتا ہوں کہ ان کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیرا رنج وغم دور کردے گا اور قرض ادا کردے گا تو صبح وشام یوں کہا کر: اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ ۔ ترجمہ: یا اللہ! میں پناہ پکڑتا ہوں تیری، فکر سے اور غم سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری کم ہمتی اور سستی سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری بزدلی اور بخل سے اور پناہ پکڑتا ہوں تیری قرض کے گھیر لینے سے اور لوگوں کے دبا لینے سے۔ حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ میں چند ہی روز ان کلمات کو پڑھنے پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رنج وغم دور فرمادیا اور قرض بھی ادا کرادیا۔ (حصن حصین) حضرت ابوالدرداءؓ کو کسی نے آکر خبر دی کہ آپ کا مکان جل گیا ہے حضرت ابوالدرداءؓ نے (بڑی بےفکری سے) فرمایا: کہ ہرگز نہیں جلا، اللہ تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں کریں گے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص یہ کلمات شروع دن میں پڑھ لے تو شام تک اس کو کوئی مصیبت نہ پہنچے گی، اور جو شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس پر کوئی مصیبت نہ آئے گی اور بعض روایات میں ہے کہ اس کے نفس میں اور اہل وعیال میں اور مال میں کوئی آفت نہ آئے گی اور میں یہ کلمات صبح کو پڑھ چکا ہوں تو پھر میرا مکان کیسے جل سکتا ہے پھر لوگوں سے کہا چل کر دیکھو، سب کے ساتھ چل کر مکان پر پہنچے، تو دیکھتے ہیں کہ محلے میں آگ لگی، اور ابوالدرداءؓ کے مکان کے چاروں طرف مکانات جل گئے اور ان کا مکان بیچ میں محفوظ رہا وہ کلمات یہ ہیں: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ عَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۔ مَا شَآءَ اللّٰهُ کَانَ وَمَالَمْ یَشَأْ لَمْ یَکُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ۔ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۔ ترجمہ: اے اللہ! آپ میرے رب ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے آپ پر بھروسہ کیا اور آپ رب ہیں عرش عظیم کے جو اللہ پاک نے چاہا (وہ) ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا، گناہوں سے پھرنے اور عبادت کرنے کی طاقت اللہ ہی کی طرف سے ہے جو بلند (اور)

عظیم ہے۔ میں جانتا ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے گھیر لیا ہے۔ ہر چیز کو اپنے علم کے ذریعہ۔

مصیبت اور غم کے موقع پر...... مسند میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کوئی شخص اگر مبتلائے مصیبت ہو جائے تو یوں دُعا کرے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اجْرُنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْراً مِّنْهَا (زادالمعاد) ترجمہ: بے شک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس کا اچھا بدلہ عنایت فرما۔ صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے چینی کے موقع پر یہ دُعا پڑھا کرتے تھے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) عظیم (اور) بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے عرش عظیم کا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (جو) رب ہے ساتوں آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے بزرگی والے عرش کا۔ (زاد المعاد) جب کوئی شخص کسی کام کے کرنے سے عاجز ہو جائے یا زیادہ قوت و طاقت چاہے تو اس کو چاہئے کہ سوتے وقت۔ سبحان اللہ ۳۳ بار. الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر ۳۴ بار پڑھا کرے۔ (بخاری و مسلم، ترمذی، ابوداؤد، حصن حصین)

کسی کو مصیبت میں دیکھنے کے وقت کی دُعا...... امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت اور دکھی پر پڑے اور وہ یہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا ترجمہ: حمد اس کیلئے ہے جس نے مجھے عافیت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا گیا اور اپنی بہت سی مخلوق پر اس نے مجھے فضیلت بخشی۔ تو وہ اس بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا خواہ وہ کوئی بھی مصیبت ہو۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت اسماءؓ (بنت عمیس) سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسے کلمات نہ بتاؤں جنہیں تکلیف اور کرب کے وقت یا کرب کی حالت میں کہہ لیا کرو؟ وہ یہ ہیں: اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ

شیـــــاً (یعنی اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتا) ایک روایت میں ہے کہ اسے سات بار کہا جائے۔ (زاد المعاد)

- سخت خطرے کے وقت کی دُعا...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا اس نازک وقت کیلئے کوئی خاص دُعا ہے جو ہم اللہ کے حضور میں عرض کریں، حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اچھل اچھل کر گلوں میں آ رہے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو: اَللّٰھُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ ترجمہ: اے اللہ! ہماری پردہ داری فرما اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے۔ حضرت ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں کہ پھر اللہ تعالیٰ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے منہ پھیر دیئے اور اس آندھی سے اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دی۔ (معارف الحدیث، مسند احمد)

- خواب میں ڈرنا...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی (ڈراؤنا خواب دیکھ کر) سوتے میں ڈر جائے تو اس طرح دُعا کرے۔ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعَذَابِہٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ. ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس واثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! کہ پھر شیاطین اس بندے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ (معارف الحدیث)

- جامع دُعاء...... حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے بہت سی دُعائیں فرمائیں، تو ہمیں یاد نہ رہیں تو ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دُعائیں تعلیم فرمائی تھیں ان کو ہم یاد نہ رکھ سکے (اور چاہتے یہ ہیں اللہ تعالیٰ سے وہ سب دُعائیں مانگیں تو کیا کریں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں ایسی دُعا بتا دیتا ہوں جس میں وہ ساری دُعائیں آ جائیں گی۔ اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو کہ: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ترجمہ: اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب خیر مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجھ سے مانگی اور ہم ان سب چیزوں سے پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری پناہ چاہی بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے، اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہنچنا اور کسی مقصد کیلئے سعی و حرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت و طاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے۔ (ترمذی، معارف الحدیث)

▪ قنوتِ نازلہ...... کسی عام مصیبت مثلاً قحط، وبا، دشمنوں کے حملے وغیرہ کے وقت یہ قنوتِ نازلہ فجر کی نماز میں آخری رکعت میں رکوع کے بعد پڑھے اگر امام پڑھے تو مقتدی ہر فقرے پر آہستہ سے آمین کہیں۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْ مَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْ مَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْ مَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَاقَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَایُقْضٰی عَلَیْکَ وَاِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ۔ ترجمہ: اے اللہ! مجھ کو راہ دکھا ان لوگوں میں جن کو تو نے راہ دکھائی اور مجھ کو عافیت دے ان لوگوں میں جن کو تو نے عافیت بخشی اور میری کارسازی کر ان لوگوں میں جن کے آپ کارساز ہیں اور برکت دے اس چیز میں جو آپ نے مجھے عطا فرمائی اور بچا مجھ کو اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے مقدر فرمایا ہے کیونکہ فیصلہ کرنے والے آپ ہی ہیں اور بے شک آپ کا دوست ذلیل نہیں ہوسکتا اور آپ کا دشمن عزت نہیں پاسکتا۔ آپ برکت والے ہیں اور بلند و بالا ہیں ہم آپ سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے سامنے توبہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت کاملہ نازل فرمائیے۔ (حصن حصین)

▪ بازار کی ظلماتی فضاؤں میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کا غیر معمولی ثواب...... حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ جو بندہ بازار گیا اور اس نے بازار کی غفلت اور شور و شر سے بھرپور فضا میں دل کے اخلاص سے کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے

اور اسی کیلئے تمام تعریف ہے وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا اسے کبھی بھی موت نہیں بہتری اسی کے ہاتھ ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے ہزار ہا نیکیاں لکھی جائیں گی اور ہزار ہا گناہ محو کردیئے جائیں گے اور ہزار ہا درجے اس کے بلند کردیئے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے ایک شاندار محل تیار ہوگا۔(معارف الحدیث، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

▪ آیات شفا...... امام طریقت ابوالقاسم قشیریؒ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: کہ ان کا بچہ بیمار ہوگیا، اس کی بیماری اتنی سخت ہوگئی کہ وہ قریب المرگ ہوگیا، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بچہ کا حال عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آیات شفاء سے کیوں دور رہتے ہو کیوں ان سے تمسک نہیں کرتے اور شفا نہیں مانگتے؟ میں بیدار ہوگیا اور اس پر غور کرنے لگا۔ تو میں نے ان آیات شفاء کو کتاب الٰہی میں چھ جگہ پایا، وہ یہ ہیں: 1 وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ج ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے مومنین کے سینوں کو۔ (التوبہ ۹/۱۴) 2 وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ج (یونس ۱۰/۵۷) ترجمہ: سینوں میں جو تکلیف ہے ان سے شفا ہے۔ 3 يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ج ترجمہ: ان کے پیٹ سے نکلتی ہے پینے کی چیز جن کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، لوگوں کیلئے ان میں شفا ہے۔ (النحل ۱۶/۶۹) 4 وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ج ترجمہ: اور قرآن میں ہم ایسی چیز نازل کرتے ہیں جو مومنین کیلئے شفا اور رحمت ہے۔ 5 وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ج (الشعراء ۲۶/۸۰) ترجمہ: اور جب میں بیمار پڑتا ہوں تو اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے۔ (الاسرء ۱۷/۸۲) 6 قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ج ترجمہ: فرمادیجئے! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ مومنین کیلئے یہ ہدایت اور شفا ہے۔ (حم السجدۃ ۴۱/۴۴) میں نے ان آیات کو لکھا اور پانی میں گھول کر بچے کو پلادیا اور وہ بچہ اسی وقت شفا پا گیا گویا کہ اس کے پاؤں سے گرہ کھول دی گئی ہو۔ (مدارج النبوۃ)

▪ صلوٰۃ وسلام...... اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو رسول اللہ پر صلوٰۃ وسلام پڑھو چنانچہ ارشاد فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس درود شریف پڑھتا ہے اس کو

میں خود سنتا ہوں اور جو مجھ سے فاصلے پر درود پڑھتا ہے، وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے یعنی بذریعہ ملائکہ۔ (بیہقی، شعب الایمان، سنن نسائی، مسند دارمی، سنن ابی داؤد، زاد السعید) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص مجھ پر درود بھیجے کسی کتاب میں تو ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے، جب تک میرا نام اس کتاب میں رہے گا۔ (طبرانی، زاد السعید) جمعہ کے خطبہ میں جب حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آوے یا خطیب یہ آیت پڑھے: یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ط تو اپنے دل میں زبان کو حرکت دیئے بغیر صلی اللہ علیہ وسلم کہہ لے۔ (در المختار) درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں، یہ مناسب نہیں ہے۔ جب اسم مبارک لکھے صلوٰۃ وسلام بھی لکھے یعنی پورا (صلی اللہ علیہ وسلم) لکھے اس میں کوتاہی نہ کرے صرف ؐ یا صلعم پر اکتفا نہ کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی سے پہلے سیّدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے۔ (درمختار) اگر ایک مجلس میں کئی بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک ذکر کیا جائے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر بار میں ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود پڑھنا واجب ہے۔ مگر فتویٰ اس پر ہے کہ ایک بار درود پڑھنا واجب ہے اور پھر مستحب ہے۔ نماز میں بجز تشہد اخیر کے دوسرے ارکان میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار) بے وضو درود شریف پڑھنا جائز اور باوضو پڑھنا نور علیٰ نور۔ (زاد السعید) حدیث شریف ہے کہ جمعہ کے دن تم مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو، اس درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، زاد السعید) ابو حفص ابن شاہینؒ نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص مجھ پر ہزار بار درود پڑھے تو جب تک وہ اپنی جگہ جنت میں نہ دیکھ لے نہ مرے گا۔ (سعایہ، زاد السعید)

درود شریف دُعا کی قبولیت کی شرط

حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رکی رہتی ہے اوپر نہیں جاسکتی جب تک کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجا جائے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) یہی حدیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی مروی ہے۔ (معجم اوسط طبرانی)

احادیث میں درود و سلام کی ترغیبات اور فضائل و برکات......ابو بردہ بن دینارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا جو امتی خلوص دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرمادیتا ہے۔ (سنن نسائی، معارف الحدیث) حضرت کعب بن عجرہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہم لوگوں سے فرمایا: میرے پاس آ جاؤ! ہم لوگ حاضر ہوگئے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ ارشاد فرمانا تھا فرمایا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جانے لگے) جب منبر کے پہلے درجہ پر قدم رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آمین! پھر جب دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: آمین! اسی طرح جب تیسرے درجے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: آمین! پھر جو کچھ فرمانا تھا فرمایا: جب اس سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے نیچے اترے تو ہم لوگو نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آج ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے؟ (یعنی منبر کے ہر درجے پر قدم رکھتے وقت آج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) آمین کہتے تھے یہ نئی بات تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: کہ جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرئیل آمین آ گئے انہوں نے کہا کہ: 1 تباہ و برباد ہو وہ محروم جو رمضان المبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو، 2 تباہ و برباد ہووہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نہ بھیجے۔ تو میں نے اس پر بھی کہا آمین پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجے پر قدم رکھا تو انہوں نے کہا: 3 تباہ و برباد ہووہ بدبخت آدمی جس کے ماں باپ یا ان دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہوجائیں، اور وہ (ان کی خدمت کرکے اور ان کو راضی اور خوش کرکے) جنت کا مستحق نہ ہوجائے، اس پر بھی میں نے کہا آمین۔ (جامع ترمذی، مستدرک حاکم، معارف الحدیث) حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مجھ سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر درود بھیجتے ہوں گے۔ (بیہقی، ترمذی) حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا گناہوں کے دھونے اور اس سے پاک کرنے میں آگ کو سرد پانی سے بجھانے سے زیادہ موثر و کارآمد ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پیش کرنا غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت

رکھتا ہے غرضیکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا منبع انوار و برکات اور مفتاح تمام ابواب خیرات وسعادت ہے اور اہل سلوک اس باب میں بہت زیادہ شغف رکھنے کی بناء پر فتح عظیم کے مستوجب اور مواہب ربانیہ کے مستحق ہوئے ہیں۔ بعض مشائخ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں: کہ جب ایسا شیخ کامل اور مرشد کامل موجود نہ ہو جو اس کی تربیت کر سکے تو اسے چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کو لازم کر لے یہ ایسا طریقہ ہے جس سے طالب واصل بحق ہو جاتا ہے اور یہی درود وسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کرنا، احسن طریقے سے آداب نبوی اور اخلاق جمیلہ محمدیہ سے اس کی تربیت کردیں گے اور کمالات کے بلند تر مقامات اور قرب الٰہی کے منازل پر اسے فائز کریں گے اور سیّد الکائنات افضل الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے سرفراز فرمائیں گے۔ (مدارج النبوۃ) بعض مشائخ وصیت کرتے ہیں: کہ سورۂ اخلاص قل ھو اللہ احد پڑھے اور سیّد عالم پر کثرت سے درود بھیجے اور فرماتے ہیں کہ قل ھو اللہ احد کی قراءت خدائے واحد کی معرفت کراتی ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ومعیت سے سرفراز کرتی ہے اور جو کوئی سیّد عالم پر بکثرت درود بھیجے گا یقیناً اسے خواب و بیداری میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوگی۔ (منقول از شیخ احمد بن موسیٰ المشر وع عن شیخ امام علی متقی، دعوات کبیر، جامع ترمذی، مدارج النبوۃ) حضرت طلحہؓ سے مروی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے خوشی ومسرت نمایاں تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور پر مسرت تھا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آج آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے رخ انور میں خوشی ومسرت کی لہر تاباں ہے کیا سبب ہے؟ فرمایا: جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے کہا۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ امر مسرور نہیں کرتا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے جو بندہ بھی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایک مرتبہ بھی درود بھیجتا ہے میں اس پر دس مرتبہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں۔ (سنن نسائی، مسند دارمی) ترمذی شریف میں حضرت ابی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں چاہتا ہوں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجوں فرمایا: جتنا چاہو! میں نے عرض کیا: وظائف کا چوتھائی؟ فرمایا: جتنا چاہو! اور اگر زیادہ بھیجو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا: نصف؟ فرمایا: جتنا چاہو! اگر زیادہ کرو تو تمہارے

لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا: دوتہائی فرمایا: جتنا چاہو! اور اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے۔ عرض کیا: پھر تو میں اپنی تمام دُعا کے بدلے میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود ہی بھیجوں گا، فرمایا: تب تو تم نے اپنی ہمت پوری کر لی اور گناہوں کو معاف کرا لیا۔ (جامع ترمذی،)

درود شریف کے برکات...... سب سے زیادہ لذیذ تر اور شیریں تر خاصیت درود شریف کی یہ ہے کہ اس کی بدولت عشاق کو خواب میں حضور پر نور کی دولت زیارت میسر ہوتی ہے، بعض درودوں کو بالخصوص بزرگوں نے آزمایا ہے، شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ العزیز نے کتاب "ترغیب السادات" میں لکھا ہے کہ شب جمعہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھے اور ہر رکعت میں گیارہ بار آیۃ الکرسی اور گیارہ بار قل ھواللہ اور بعد سلام سو بار یہ درود شریف پڑھے، ان شاء اللہ تعالیٰ تین جمعہ نہ گزرنے پائیں گے کہ زیارت نصیب ہوگی۔ وہ درود شریف یہ ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ (زادالسعید) نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں الحمد کے بعد پچیس بار قل ھو اللہ احد اور سلام کے بعد یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے اسے دولت زیارت نصیب ہو: صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (زادالسعید) نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہوگی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ وَمَعْدِنِ اَسْرَارِکَ وَلِسَانِ حُجَّتِکَ وَعُرُوْسِ مَمْلَکَتِکَ وَاِمَامِ حَضْرَتِکَ وَطِرَازِ مُلْکِکَ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِکَ وَطَرِیْقِ شَرِیْعَتِکَ الْمُتَلَذِّذِ بِتَوْحِیْدِکَ اِنْسَانِ عَیْنِ الْوُجُوْدِ وَالسَّبَبِ فِیْ کُلِّ مَوْجُوْدٍ عَیْنِ اَعْیَانِ خَلْقِکَ الْمُتَقَدِّمِ مِنْ نُّوْرِ ضِیَائِکَ صَلٰوۃً تَدُوْمُ بِدَوَامِکَ وَتَبْقٰی بِبَقَائِکَ لَا مُنْتَہٰی لَھَا دُوْنَ عِلْمِکَ صَلٰوۃً تُرْضِیْکَ وَتُرْضِیْہِ وَتَرْضٰی بِھَا عَنَّا یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ط ترجمہ: اے اللہ! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو دریا ہیں تیرے نور کے اور کان ہیں تیرے بھیدوں کے اور زبان (ہیں) تیری وحدانیت کی حجت کی اور دولہا تیرے ملک کے، اور پیشوا تیری درگاہ کے اور نقش و آرائش تیرے ملک کے اور خزانے تیری رحمت کے اور راستہ تیرے دین کے، لذت پانے والے تیری توحید کے ساتھ، آنکھ موجودات کی اور واسطہ پیدا ہونے ہر موجود کے، آنکھ تیرے خواص بندگان مخلوقات کی، سب کے پہلے پہل ظاہر ہوئے نور سے، تیری تجلی ذات کی، ایسا درود کے ہمیشہ رہے ساتھ ہمیشہ رہنے آپ کے اور باقی رہے

آپ کی بقا کے ساتھ اس کی انتہا نہ ہو سوائے آپ کے علم کے (اور) ایسا درود جو خوش کرے آپ کو اور خوش کرے ان کو اور راضی ہو جائے تو اس درود سے ہم لوگوں سے اے پروردگار تمام عالم کے۔ شیخ نے لکھا ہے کہ سوتے وقت یہ درود شریف بھی چند بار پڑھنا زیارت کیلئے موثر ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ الْحِلِّ وَالْحَرَمِ وَرَبَّ الْبَيْتِ الْحَرَامِ وَرَبَّ الرُّكْنِ وَالْمَقَامِ اَبْلِغْ لِرُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مِنَّا السَّلَامَ. (زادالسعید) ترجمہ: اے اللہ! (مقام) حل وحرم کے رب اور بیت الحرام کے رب اور رکن ومقام کے رب ہمارے سردار اور ہمارے آقا جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح (مبارک) کو سلام پہنچا دیجیے ہماری جانب سے۔

صلوٰۃ تنجینا...... مناہج الحسنات میں ابن فاکہانی کی کتاب فجر منیر سے نقل کیا ہے کہ ایک بزرگ شیخ صالح موسیٰ ضریر (نابینا) تھے، انہوں نے اپنا گزرا ہوا قصہ مجھ سے نقل کیا کہ ایک جہاز ڈوبنے لگا اور میں اس میں موجود تھا اس وقت مجھ کو غنودگی سی ہوئی، اس حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو یہ درود تعلیم فرما کر ارشاد فرمایا: کہ جہاز والے اس کو ہزار بار پڑھیں، ہنوز تین سو بار پر نوبت نہ پہنچتی تھی کہ جہاز نے نجات پائی وہ درود یہ ہے اسے "صلوٰۃ تنجینا" کہتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ترجمہ: اے اللہ! ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج، ایسا درود کہ اس کے ذریعے تو ہمیں تمام خوفوں اور تمام آفتوں سے نجات دے اور اس کے ذریعہ ہماری تمام حاجات پوری کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام برائیوں سے پاک کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں اپنے نزدیک بلند درجوں پر بلند کرے اور اس کے ذریعہ تو ہمیں تمام نیکیوں کا منتہائے مقصود بہم پہنچائے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اس درود شریف کے برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب و غریب اطمینان حاصل ہوتا ہے، بزرگوں کے مجربات میں ہے۔ (زادالسعید)

دیگر درود شریف...... بزار وطبرانی نے صغیر اور اوسط میں رویفع سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ

جواس درود کو پڑھے اس کیلئے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میری شفاعت واجب اور ضروری ہے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ. ترجمہ: اے اللہ! سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ٹھکانے پر پہنچا جو تیرے نزدیک مقرب ہو ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے ابوداؤد نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس کو یہ بات پسند ہو کہ ہمارے گھرانے والوں پر درود پڑھتے وقت ثواب کا پورا پیمانہ ملے تو یہ درود پڑھے: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ وَاَزْوَاجِہٖ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ترجمہ: اے اللہ! درود نازل فرما نبی اکرم سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات پر جو تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں پر جیسا تو نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام پر درود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ بخاری نے القول البدیع میں بروایت ابن ابی عاصمؒ مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو کوئی سات جمعے تک ہر جمعہ کو سات بار اس درود شریف کو پڑھے اس کیلئے میری شفاعت واجب ہے۔ (حاشیہ دلائل، زادالسعید) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًی وَّلَہٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَاھُوَ اَھْلُہٗ وَاجْزِہٖ اَفْضَلَ مَاجَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ قَوْمِہٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصّٰلِحِیْنَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ترجمہ: اے اللہ! اپنے (برگزیدہ) بندے اور اپنے رسول نبی امی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر ایسا درود نازل فرما جو تیری رضا کا ذریعہ ہو اور حضور کیلئے پورا بدلہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ادائیگی ہو اور آپ کو وسیلہ وفضیلہ اور مقام محمود جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے، عطا فرما، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف سے ایسی جزا عطا فرما جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان عالی کے لائق ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان سب سے افضل بدلہ عطا فرما جو تو نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے عطا فرمایا اور حضور کے تمام برادران انبیاء وصالحین پر اے ارحم الراحمین درود نازل فرما۔ (از کتاب زاد

السعید) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جبرئیل امینؑ نے میرے ہاتھ کی انگلیوں پر گن کر درود شریف کے یہ کلمات تعلیم فرمائے اور بتایا کہ رب العزت جل جلالہ کی طرف سے یہ اسی طرح اترے ہیں وہ کلمات یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ تَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o اَللّٰھُمَّ سَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا سَلَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ o (مسند فردوس، شعب الایمان للبیہقی، معارالحدیث) ترجمہ: اے اللہ! سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیمؑ کی اولاد پر درود نازل فرمایا بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے، اے اللہ! سید نا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سید نا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے سیّدنا ابراہیمؑ اور سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر برکت نازل فرمائی، بے شک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ! سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد پر محبت آمیز شفقت فرمائی، بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ اے اللہ! سلام بھیج سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد پر جس طرح تو نے سیّدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر سلام بھیجا۔ بیشک تو ستودہ صفات بزرگ ہے۔ (معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم مجھ پر درود بھیجو تو اس طرح کہا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ (مسند احمد صحیح ابن حبان، معارف الحدیث) حضرت ابوحمید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کہ

حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم)!ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صلوٰۃ (درود) کس طرح پڑھا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ علٰی اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ علٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ علٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط ترجمہ: اے اللہ! اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پر جیسے کہ آپ نے نوازش اور عنایت و رحمت فرمائی آل ابراہیم پر، اور خاص برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیویوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل پر جیسے کہ آپ نے برکتیں نازل فرمائیں آل ابراہیم پر اے اللہ! تو ساری حمد وستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لیے ساری عظمت و بڑائی ہے۔ (رواہ البخاری ومسلم، معارف الحدیث) حضرت زید بن خارجہ انصاریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کس طرح بھیجا جائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر درود بھیجا کرو اور خوب اہتمام اور دل لگا کے دُعا کیا کرو اور یوں عرض کیا کرو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ علٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ط ترجمہ: اے اللہ! حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی خاص عنایت و رحمت اور برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر برکتیں نازل فرمائیں، تو ہر حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور عظمت و بزرگی تیری صفت ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس نے مجھ پر اس طرح درود بھیجا: اَللّٰھُمَّ صَلِّ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ علٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ علٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَتَرَحَّمْ علٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ علٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ. ترجمہ: اے اللہ! درود نازل فرما سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے درود نازل فرمایا سیّدنا ابراہیمؑ اور آلِ سیّدنا ابراہیمؑ پر اور برکت نازل فرما سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے برکت نازل فرمائی حضرت ابراہیمؑ پر اور حضرت

ابراہیمؑ کی اولاد پر اور رحمت بھیج سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آل سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح تو نے رحمت بھیجی سیّدنا ابراہیمؑ پر اور سیّدنا ابراہیمؑ کی اولاد پر۔ تو میں قیامت کے دن اس کیلئے شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔ (تہذیب الآثار للطبری، معارف الحدیث)

استغفار...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی قسم! میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حضور میں توبہ و استغفار کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوسو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے: رَبِّ اغْفِرْلِی وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ ط (معارف الحدیث، مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، ابن ماجہ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ہر آدمی خطا کار ہے (کوئی ایسا نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا یا لغزش سرزد نہ ہو) اور خطا کاروں میں بہت اچھے ہیں جو خطا و قصور کے بعد مخلصانہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی، ابن ماجہ، سنن دارمی) حضرت ابوبکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو بندہ (گناہ کر کے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے) پھر وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ تعالیٰ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضرت زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کیا تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا، اگرچہ اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو، وہ یہ ہے: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ. (معارف الحدیث، جامع ترمذی)

استغفار کی برکات ...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا اس کو خیال و گمان بھی نہ ہوگا۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد)

▪ بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کسی بندہ نے گناہ کیا پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا، اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا، مجھے معاف فرمادے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کرسکتا ہے، میں نے اپنے بندے کا گناہ بخش دیا اور اس کو معاف کردیا، اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا، پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا تو اس کو بخش دے اور معاف فرمادے، تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ وقصور معاف بھی کرسکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کردیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے میرے مالک ومولیٰ! مجھ سے اور گناہ ہوگیا تو مجھے معاف فرمادے اور میرے گناہ بخش دے! تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا: کہ کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک ومولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کرسکتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب جو اس کا جی چاہے کرے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

مرنے والوں کیلئے سب سے بہتر تحفہ دعائے مغفرت

▪ دُعائے مغفرت...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر میں مدفون مردے کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کیلئے چیخ وپکار کررہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں باپ یا بھائی بہن یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دُعائے رحمت ومغفرت کا تحفہ پہنچے، جب کسی طرف سے اس کو دُعا کا تحفہ پہنچتا ہے تو وہ اس کو دنیا ومافیہا سے زیادہ عزیز ومحبوب ہوتا ہے اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دُعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جاسکتی ہے اور مردوں کیلئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کیلئے دُعائے مغفرت ہے۔ (معارف الحدیث، شعب الایمان للبیہقی) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کردیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجے اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں

سے ہوئی ؟ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیرے فلاں اولاد کے دُعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے ۔ (مسند احمد، معارف الحدیث) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ عام مومنین و مومنات کیلئے ہر روز (۲۵ یا ۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دُعا کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا، جن کی دُعائیں قبول ہوتی ہیں، اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ. ترجمہ: ''اے اللہ تمام مومنین اور مومنات اور تمام مسلمین و مسلمات کی بخشش فرما جو ان میں سے زندہ ہوں (ان کی بھی) اور جو ان میں سے وفات پا گئے ہیں (ان کی بھی)''۔ (حصن حصین)

سیّد الاستغفار...... حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سیّد الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے: اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ. ترجمہ: ''اے اللہ! تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا فرمایا اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک مجھ سے ہو سکے میں نے جو گناہ کیے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا۔'' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی طرح دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اسی رات میں وہ چل بسا تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث) تشریح: اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

صلوٰۃ استغفار...... حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے

بیان فرمایا: (جو بلاشبہ صادق وصدیق ہیں) کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: جس شخص سے کوئی گناہ ہو جائے پھر وہ اٹھ کر وضو کرے پھر نماز پڑھے، پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور معافی طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما ہی دیتا ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی آیت تلاوت فرمائی۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْآ اَنْفُسَهُمْ. (معارف الحدیث، جامع ترمذی)

استعاذہ

پناہ مانگنے کی بعض دُعائیں...... دنیا و آخرت کا کوئی شر، کوئی فساد، کوئی فتنہ، کوئی بلا اور آفت اس عالم وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور امت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو۔ ذیل میں بعض دُعائیں درج کی جاتی ہیں۔ بعض گزشتہ مضامین کے ذیل میں آچکی ہیں۔ حضرت شکل بن حمیدؓ سے روایت ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کوئی تعوذ تعلیم فرما دیجیے جس کے ذریعہ میں اللہ تعالیٰ سے پناہ و حفاظت طلب کیا کروں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں تھام کر فرمایا کہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ سَمْعِیْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِیْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِیْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِیْ وَمِنْ شَرِّ مَنِیِّیْ. ترجمہ: اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے اور اپنی نگاہ کے شر سے اور اپنی زبان کے شر سے اور اپنے قلب کے شر سے اور اپنے مادۂ شہوت کے شر سے۔" (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، نسائی، معارف الحدیث) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکَسَلِ وَالْھَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ ط اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰی وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ ط اَللّٰھُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّ قَلْبِیْ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ط ترجمہ: "اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سستی اور کاہلی سے اور انتہائی بڑھاپے سے (جو آدمی کو بالکل ہی ناکارہ کر دے) اور قرض کے بوجھ سے اور ہر گناہ سے، اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور دوزخ کے فتنہ سے اور فتنۂ قبر سے اور عذابِ قبر سے، اور دولت و ثروت کے فتنہ اور شر سے اور مفلسی اور محتاجی کے فتنہ اور شر سے اور فتنہ دجال کے شر سے، اے میرے اللہ! میرے گناہوں کے اثرات دھو دے اولے اور برف کے پانی سے، اور میرے دل کو گندے اعمال و اخلاق کی گندگیوں سے اس طرح پاک اور صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے نیز میرے اور گناہوں کے درمیان

اتنی دوری پیدا کردے جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان کردی ہے۔" (صحیح بخاری صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعاؤں میں سے ایک دُعا یہ بھی تھی: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِکَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِکَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِکَ وَجَمِيْعِ سَخَطِکَ. (رواہ مسلم، معارف الحدیث)

- جمعۃ المبارک...... حضرت طارق بن شہابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم اور واجب ہے۔ اس وجوب سے چار قسم کے آدمی مستثنٰی ہیں۔ 1 غلام جو بیچارہ کسی کا مملوک ہو 2 عورت 3 نابالغ لڑکا 4 بیمار (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو چاہیے کہ نماز جمعہ ہرگز ترک نہ کریں ورنہ اللہ تعالیٰ اس کے اس گناہ کی سزا میں دلوں پر مہر لگادے گا (ہدایت سے محروم ہوکر) پھر وہ غافلوں میں سے ہوجائیں گے۔ (مسلم)

- نماز جمعہ کا اہتمام اور اس کے آداب...... حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور جہاں تک ہو سکے صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرے اور جو تیل خوشبو اس کے گھر ہو وہ لگائے۔ (ایک حدیث میں ہے کہ مسواک ضرور کرنا چاہیے) (ابن ماجہ) پھر وہ گھر سے نماز کیلئے جائے اور مسجد میں پہنچ کر اس کی احتیاط کرے کہ جو دو (۲) آدمی پہلے سے ساتھ بیٹھے ہوں ان کے بیچ میں نہ بیٹھے۔ (یعنی جگہ تنگ نہ کرے) پھر جو نماز یعنی سنن ونوافل کی جتنی رکعتیں اس کیلئے مقدر ہیں وہ پڑھے۔ پھر جب امام خطبہ دے تو توجہ اور خاموشی کے ساتھ اس کو سنے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان کے اس کی ساری خطائیں ضرور معاف کردی جائیں گی۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا تو اس کیلئے دونوں جمعوں کے درمیان ایک نور چمکتا رہے گا۔ (نسائی) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ ہر جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے کوئی دُعا مانگے تو ضرور قبول ہوتی ہے، ایک روایت میں ہے وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے۔ عصر سے لے کر مغرب تک ہے۔ (از بہشتی گوہر، بخاری)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو۔ اس روز درود میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور یہ درود میرے حضور میں پیش کیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

موت بروز جمعہ...... روز جمعہ اور شب جمعہ میں موت آنے کی فضیلت میں احادیث و آثار مروی ہیں کہ مرنے والا عذاب قبر سے محفوظ رہتا ہے۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: مَامِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوْلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ اِلاَّ وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ۔ ترجمہ: کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہیں ہے جو جمعہ کے دن یا اس رات میں مرے مگر اللہ تعالیٰ اسے عذابِ قبر سے محفوظ رکھے گا۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کیلئے اچھے کپڑوں کا اہتمام...... حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم میں سے کسی کیلئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ اگر اس کو وسعت ہو تو وہ روزمرہ کے کام کاج کے وقت پہنے جانے والے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کیلئے کپڑوں کا ایک خاص جوڑا بنا کے رکھ لے۔ (سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)

جمعہ کے دن خط بنوانا اور ناخن ترشوانا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نماز کیلئے جانے سے پہلے اپنے ناخن اور اپنی لبیں تراشا کرتے تھے۔ (مسند بزار و معجم اوسط طبرانی، معارف الحدیث)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کا لباس...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خاص جوڑا تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر تشریف لاتے تھے تو ہم اس کو تہہ کر کے رکھ دیتے تھے اور پھر وہ اگلے جمعہ ہی کو نکلتا تھا۔ (حدیث ضعیف ہے) (طبرانی معجم صغیر اور اوسط) صاحب ''سفر السعادۃ'' فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس عادۃً چادر، رومال اور سیاہ کپڑا تھا۔ لیکن مشکوٰۃ میں مسلم سے بروایت حضرت عمر بن حرثؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں خطبہ فرماتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ ہوتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے ہوتے تھے۔ (مدارج النبوۃ)

جمعہ کے دن اوّل وقت مسجد جانے کی فضیلت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جمعہ کا دن ہوتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر

کھڑے ہو جاتے ہیں اور شروع میں آنے والوں کے نام یکے بعد دیگرے لکھتے ہیں اور اوّل وقت دوپہر میں آنے والی کی مثال اس شخص کی سی ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اونٹ کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد دوم نمبر پر آنے والے کی مثال اس شخص کی سی ہے جو گائے کی قربانی پیش کرتا ہے، پھر اس کے بعد آنے والی کی مثال مینڈھا پیش کرنے والے کی ہے پھر جب امام خطبہ کیلئے منبر کی طرف جاتا ہے تو یہ فرشتہ اپنے لکھنے کے دفتر لپیٹ لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں شریک ہو جاتے ہیں۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری و صحیح مسلم)

- نماز جمعہ کے بعد کی سنتیں..... حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ جمعہ کے بعد چھ رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی)

- نماز جمعہ وخطبہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول..... حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو خطبے دیا کرتے تھے اور دونوں کے درمیان (تھوڑی دیر کیلئے) بیٹھتے تھے۔ (بخاری ومشکوٰۃ) اس اثناء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کلام نہ فرماتے تھے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان خطبوں میں قرآن مجید کی آیات بھی پڑھتے تھے اور لوگوں کو نصیحت بھی فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی درمیانہ ہوتی تھی اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ بھی۔ (یعنی زیادہ طویل نہ ہوتا تھا)۔ (معارف الحدیث، صحیح مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں الم تنزیل (یعنی سورہ السجدہ) اور دوسری رکعت میں ھل اتی علی الانسان (یعنی سورۂ الدھر) پڑھا کرتے تھے (ان سورتوں کو مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے اور کبھی ترک کردے)۔ (صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث، بہشتی گوہر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (بہشتی گوہر) اور ایک صحابی فرماتے ہیں: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ ق خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۂ والعصر اور کبھی لَا يَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ؕ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور کبھی وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ. (بہشتی گوہر، البحر الرائق) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مختصر سا خطبہ دیتے اور نماز طویل کرتے، ذکر الٰہی کثرت سے کرتے اور جامع کلام فرماتے اور آپ صلی اللہ

علیہ وسلم فرمایا کرتے، آدمی کی طویل نماز اور مختصر خطبہ اس کی فقاہت (سمجھ) کی علامت ہے۔(مسلم،مشکوۃ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبات میں صحابہ کو قواعد اسلام اور شریعت سکھاتے۔(زادالمعاد) خطبہ میں آپ دعا یا ذکراللہ کے موقع پر شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے جب بارش کم ہوتی تو خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بارش کیلئے دعا کرتے۔(زادالمعاد) جمعہ کے خطبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر کرتے، یہاں تک کہ لوگ جمع ہوجاتے، جب سب جمع ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا بغیر کسی طرح کے اظہار نخوت کے تشریف لاتے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے کوئی صدا دے رہا ہوتا اور نہ پیچھے کوئی چلتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم طیلستان (سبز چادر، خاص قسم کی) زیب تن کئے ہوئے ہوتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تو پیش قدمی کرکے خود صحابہ کو سلام کرتے، جب منبر پر چڑھتے تو لوگوں کی طرف چہرہ کرلیتے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ جاتے اور حضرت بلال اذان شروع کردیتے۔ جب حضرت بلالؓ اذان سے فارغ ہوتے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوجاتے، اذان و خطبہ کے درمیان بغیر وقفہ اور بغیر کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوئے خطبہ شروع کردیتے، پھر ذرا دیر خطبہ دینے کے بعد کچھ دیر کیلئے بیٹھ جاتے پھر کھڑے ہوجاتے اور دوبارہ خطبہ دیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ سے فارغ ہوجاتے تو حضرت بلالؓ اقامت کہتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ کے دوران قریب ہوجانے اور خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے: ''اگر ایک آدمی اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ ''خاموش ہوجاؤ'' تو اس نے بھی لغو حرکت کی۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین پر کھڑے ہوکر یا منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ دیا ہے جب تک منبر نہ بنا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو منبر کے پاس تھا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھتے تھے۔ تکیہ لگا لیتے تھے۔ بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا لینا منقول نہیں ہے۔(زادالمعاد) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سرخ ہوجاتیں، آواز بلند ہوجاتی، اور جلال بڑھ جاتا جیسے کہ کوئی کسی لشکر سے ڈرا رہا ہو کہ صبح یا شام آنے والا ہی ہے، اور فرماتے تھے مجھے اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ذرا فرق سے دکھاتے اور فرماتے کہ اس کے بعد سب سے بہتر کلام اللہ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور بہترین تحفہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت ہے، سب سے بدترین کام بدعت (دین میں نئی ایجاد) ہے

اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی خطبہ دیتے، اللہ تعالیٰ کی تعریف سے اس کا آغاز فرماتے۔ (زادالمعاد)

٭ خطبہ جمعہ...... پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَیْرَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ وَخَیْرَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا وَکُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ ۔ اَنَا اَوْلٰی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِہٖ ۔ مَنْ تَرَکَ مَالًا فَلِاَھْلِہٖ وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضَیَاعًا فَعَلَیَّ ۔ ترجمہ: بہر حال حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں، ہر بدعت گمراہی ہے، میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو کچھ کچھ مال چھوڑے تو اس کے اعزہ کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل وعیال تو وہ میرے ذمہ ہیں۔'' کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے: یَا اَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ قَبْلَ اَنْ تُشْغَلُوْا وَصِلُوا الَّذِیْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ بِکَثْرَۃِ ذِکْرِکُمْ لَہٗ وَکَثْرَۃِ الصَّدَقَۃِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ قَدْ فَرَضَ عَلَیْکُمُ الْجُمُعَۃَ مَکْتُوْبَۃً فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا فِیْ شَھْرِیْ ھٰذَا فِیْ عَامِیْ ھٰذَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ مَنْ وَّجَدَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ۔ فَمَنْ تَرَکَھَا فِیْ حَیَاتِیْ اَوْ بَعْدِیْ جُحُوْدًا بِھَا اَوِ اسْتِخْفَافًا بِھَا وَلَہٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰہُ شَمْلَہٗ وَلَا بَارَکَ لَہٗ فِیْ اَمْرِہٖ اَلَا وَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَہٗ اَلَا وَلَا زَکٰوۃَ لَہٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَہٗ اَلَا فَلَا بِرَّ لَہٗ حَتّٰی یَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْہِ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَءَۃٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ اَعْرَابِیٌّ مُھَاجِرًا اَلَا وَلَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَّقْھَرَہٗ سُلْطَانٌ یَخَافُ سَیْفَہٗ وَسَوْطَہٗ ۔ (ابن ماجہ) ترجمہ: اے لوگو! توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس کے ذکر کی کثرت سے اور صدقہ دینے سے اور ظاہر وباطن میں اس کا ثواب پاؤ گے اور اللہ کے نزدیک تعریف کئے جاؤ گے اور رزق پاؤ گے اور جان لو! کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اس شہر میں اس سال میں قیامت تک بشرط امکان جو شخص اس کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کر کے یا سہل انکاری سے بشرطیکہ اس کا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اس کی پریشانیوں

کو نہ دور کرے نہ اس کے کسی کام میں برکت دے۔ سنو! نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہاں تک کہ یہ توبہ کر لے اور جب توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ سنو! نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔" (ابن ماجہ) اور کبھی یہ خطبہ پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ ان کو اللہ نے سچی باتوں کی بشارت اور ان سے ڈرانے کیلئے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہیں۔" (ابوداؤد، بہشتی گوہر)

خطبۂ جمعہ کے مسائل ...... خطبہ جمعہ میں بارہ چیزیں مسنون ہے: 1 خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔ 2 دو خطبے پڑھنا 3 دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ 4 ہر طرح کی ناپاکی سے پاک ہونا۔ 5 خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔ 6 خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم کہنا۔ 7 خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔ 8 خطبہ میں آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔ ▪ اللہ کا شکر اور اس کی تعریف ▪ خداوند عالم کی وحدت اور ▪ نبی علیہ السلام کی رسالت کی شہادت ▪ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ▪ وعظ ونصیحت ▪ قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورۃ کا پڑھنا ▪ دوسرے خطبہ میں پھر ان چیزوں کا اعادہ کرنا ▪ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ ونصیحت کے مسلمانوں کیلئے دُعا کرنا ▪ خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم

رکھنا خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا (اور منبر کے ہوتے ہوئے بھی کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا (اور کسی دوسری زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ اور کسی زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے، یہ خلافِ سنت اور مکروہ تحریمی ہے دوسرے خطبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل واصحاب کرام اور ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وحضرت عباسؓ کیلئے دُعا کرنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

مسجد ومتعلقات مسجد

سُنن ھُدیٰ...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: اے مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کیلئے "سُنن ھُدیٰ" مقرر فرمائی ہیں (یعنی ایسے اعمال کا حکم دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے مقام قرب ورضا تک پہنچانے والے ہیں) اور یہ پانچوں نمازیں جماعت سے مسجد میں ادا کرنا انہی "سنن ہدیٰ" میں سے ہے، اور اگر تم اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھنے لگو گے جیسا کہ یہ ایک جماعت سے الگ اپنے گھر میں نماز پڑھتا ہے، (یہ اس زمانے کے کسی خاص شخص کی طرف اشارہ تھا) تو تم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ چھوڑ دو گے اور جب تم اپنے پیغمبر (نبی) کا طریقہ چھوڑ دو گے تو یقین جانو! کہ تم راہ ہدایت سے ہٹ جاؤ گے اور گمراہی کے غار میں جا گرو گے۔ (صحیح مسلم ومعارف الحدیث)

مسجد کی فضیلت...... ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: فرمایئے سب سے بہتر جگہ کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہہ کر خاموش ہو رہے کہ میں ذرا جبرئیل کے آنے تک خاموش رہتا ہوں۔ اس کے بعد جبرئیلؑ آگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ سوال کیا انہوں نے عرض کیا کہ جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھ رہے ہیں اس کو بھی سائل سے زیادہ اس کا علم نہیں، لیکن دیکھئے میں اپنے پروردگار سے جا کر پوچھتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے عرض کیا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) آج مجھے اللہ تعالیٰ سے اتنا قرب نصیب ہوا کہ اس سے قبل کبھی نصیب نہیں ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے جبرئیل آخر کتنا قرب نصیب ہو گیا؟ عرض کیا: کہ میرے اور اس کے درمیان نور کے ستر ہزار

حجاب قائم تھے (ان حجابات کے اندر سے ارشاد فرمایا) سب سے بدتر مقامات بازار ہیں اور سب سے بہتر مسجدیں ہیں۔ (ابن حبان، ترجمان السنہ)

شاندار مساجد...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسجدوں کو بلند اور شاندار بنانے کا حکم نہیں دیا گیا ہے، یہ حدیث بیان فرمانے کے بعد حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے (بطور پیش گوئی) فرمایا: یقیناً تم لوگ اپنی مسجدوں کی آرائش وزیبائش اس طرح کرنے لگو گے جس طرح یہود ونصاریٰ نے اپنی عبادت گاہوں میں کی ہے۔ (سنن ابی داؤد) سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ ہی کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے: اَرَاكُمْ سَتُشَوِّفُوْنَ مَسَاجِدَكُمْ بَعْدِیْ كَمَا شَوَّفَتِ الْيَهُوْدُ كَنَائِسَهُمْ وَكَمَا شَوَّفَتِ النَّصَارٰى بِيَعَهَا ط (میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ ابھی ایک وقت، جب میں تم میں نہ ہوں گا، اپنی مسجدوں کو اس طرح شاندار بناؤ گے جس طرح یہود نے اپنے کنیسے بنائے ہیں، اور نصاریٰ نے اپنے گرجے)۔ (کنزل العمال بحوالہ ابن ماجہ، معارف الحدیث)

آدابِ مسجد

مسجد بنانا...... حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کوئی مسجد بنائے جس سے مقصود خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہو (اور کوئی غرض نہ ہو) اللہ تعالیٰ اس کیلئے اسی کی مثل (اس کا) گھر جنت میں بنادے گا۔ (بخاری ومسلم) فائدہ: اس حدیث سے نیت کی درستی کی تاکید بھی معلوم ہوئی اور اگر نئی مسجد نہ بنائے بلکہ بنی ہوئی مسجد کی مرمت کردے تو اس کا ثواب بھی اس سے معلوم ہوا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے مسجد نبوی کی مرمت کر کے یہ حدیث بیان کی تھی اور دوسری حدیثوں سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ (حیوٰۃ المسلمین)

مسجد میں صفائی...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مسجد میں سے ایسی چیز باہر کردی جس سے تکلیف ہوتی تھی (جیسے کوڑا کرکٹ، فرش پر کنکر پتھر) اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں ایک گھر بنادے گا۔ (ابن ماجہ، حیوٰۃ المسلمین)

مسجد جانے کا ثواب...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص جماعت کیلئے مسجد کی طرف چلے تو اس کا ایک قدم ایک گناہ کو مٹاتا ہے اور

ایک قدم اس کیلئے نیکی لکھتا ہے، جاتے میں بھی اور لوٹتے میں بھی۔ (احمد وطبرانی وابن حبان، حیوٰۃ المسلمین) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص رات کے اندھیرے میں مسجد کی طرف چلے اللہ تعالیٰ سے قیامت کے روز نور کے ساتھ ملے گا۔ (طبرانی، سنن ابی داوٗد، جامع ترمذی، حیوٰۃ المسلمین) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ آدمی کی نماز اپنے گھر میں ایک ہی نماز کے برابر اور قبیلہ یا محلّہ کی مسجد میں پچیس نمازوں کے برابر اور اس مسجد میں جہاں جمعہ کی نماز ہوتی ہے سو نمازوں کے برابر اور میری مسجد میں پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ شریف)

- مسجد میں چھوٹے بچوں کو لانے اور شور و شغب کی ممانعت ...... واثلہ بن الاسقعؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنی مسجدوں سے دور اور الگ رکھو اپنے چھوٹے بچوں کو، اور دیوانوں کو (ان کو مسجد میں نہ آنے دو) اور اسی طرح مسجدوں سے الگ اور دور رکھو اپنی خرید و فروخت کو اور اپنے باہمی جھگڑوں اور قصوں کو اور اپنے شور و شغب، اور حدوں کی قائم کرنے اور تلواروں کو نیام سے نکالنے کو (یعنی ان میں کوئی بات بھی مسجد کی حدود میں نہ ہو) یہ سب باتیں مسجد کے تقدس اور احترام کے خلاف ہیں۔ (سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث)
- مسجد میں قدم رکھنے کا ادب ...... جب مسجد میں داخل ہوں تو باہر پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالیں، پھر داہنا پاؤں اور مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھیں پھر بایاں قدم۔ اسی طرح مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں قدم باہر نکالیں، پھر داہنا قدم، پھر جوتا پہننے میں پہلے داہنے پاؤں میں پہنیں پھر بائیں پاؤں میں۔ (بہشتی گوہر)
- نماز فجر کے لئے جاتے وقت کی دُعا ...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انہوں نے دیکھا کہ نماز فجر کیلئے مسجد جاتے وقت یہ دُعا پڑھ رہے تھے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّمِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّفِیْ عَصَبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لَحْمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ دَمِیْ نُوْرًا وَّفِیْ شَعْرِیْ نُوْرًا وَفِیْ بَشَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّاَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا

وَّمِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا ○ ترجمہ: ''اے اللہ! کردیجئے میرے دل میں نور اور میری بینائی میں نور اور میری سماعت میں نور اور میرے داہنے نور اور میرے بائیں نور اور میرے پیچھے نور اور میرے آگے نور، اور کردیجئے میرے لیے ایک خاص نور اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں نور اور میرے بال میں نور اور میری کھال میں نور اور میری زبان میں نور اور میری جان میں نور اور بڑھا دیجئے مجھ کو نور اور کردیجئے مجھ کو سراپا نور اور کردیجئے میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور یا اللہ دیجئے مجھ کو خاص نور۔'' (بخاری و مسلم)

- مسجد میں داخل ہونے اور باہر آنے کی دُعا...... ابو اسید ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہونے لگے۔ تو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ. ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ بعض روایات میں یہ زیادہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ (ابن ماجہ)
- مسجد میں داخل ہوجانے کے بعد یہ دُعا پڑھے...... اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. (الترغیب)
- اور جب مسجد سے باہر جانے لگے تو دُعا کرے...... اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ. ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم)
- نماز تحیۃ الوضو...... حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کامل طریقہ سے وضو کرنے کے بعد دو رکعت نفل اس طرح پڑھے کہ خود سے خیالات نہ لائے تو اس کے تمام گناہوں (صغیرہ) کی مغفرت ہوجاتی ہے۔ (ترمذی) وضو کے بعد ان دو نفلوں کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں، علاوہ اوقات مکروہہ کے جب بھی وضو کریں، یہ دو رکعت نفل پڑھ لیا کریں۔
- نماز تحیۃ المسجد...... یہ نماز اس شخص کیلئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو، اس نماز سے مسجد کی تعظیم مقصود ہے، دو رکعت نماز پڑھے بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو یعنی ظہر، عصر اور عشاء میں پڑھے۔ (بخاری، موطا امام مالک، درمختار، بہشتی گوہر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز نفل پڑھے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث) اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ یہ کلمات کہہ لیے جائیں: سُبْحَانَ اللّٰہِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَآ اِلٰہَ

اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ. اوراس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے۔ (بہشتی گوہر)

- مسجد میں تسبیحات پڑھنا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم بہشت کے باغوں میں جاؤ تو وہاں میوے کھاؤ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یا رسول اللہ! جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد یں، پوچھا گیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کا میوہ کیا ہے؟ فرمایا: سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، وَلَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ (ترمذی، مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ دُعا مانگتے: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ وَسُلْطَانِہِ الْقَدِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ. ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے اس اللہ کی جو عظیم ہے اوراس کی ذات کریم کی اوراس کی ازلی سلطنت کی۔'' (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

- مسجد سے بلا عذر باہر جانا...... حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مسجد میں ہو اور اذان ہو جائے، اور وہ اس کے بعد بھی بلا کسی خاص ضرورت کے مسجد سے باہر چلا جائے اور نماز میں شرکت کیلئے واپسی کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو تو وہ منافق ہے۔ (ابن ماجہ، معارف الحدیث)

- بدبودار چیز کھا کر مسجد میں آنے کی ممانعت...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص اس بدبودار درخت (پیاز یا لہسن) سے کھائے وہ ہماری مسجد میں نہ آئے، کیونکہ جس چیز سے آدمیوں کو تکلیف ہوتی ہے اس سے فرشتوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

اذان واقامت

- اذان کا طریقہ...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مؤذن بلالؓ سے فرمایا: کہ جب تم اذان دو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر دیا کرو (یعنی ہر کلمہ پر سانس توڑ دو، اور وقفہ کیا کرو) اور جب اقامت کہا کرو تو رواں کہا کرو اور اپنی اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فصل کیا کرو کہ جو شخص کھانے پینے میں مشغول ہے وہ فارغ ہو جائے اور جس کا استنجا کا تقاضا ہے وہ جا کر اپنی ضرورت سے فارغ ہو لے، اور کھڑے نہ ہوا کرو۔ جب تک مجھے نہ دیکھ لو۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت سعد قرظؓ جو مسجد قبا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے مقرر کیے ہوئے مؤذن تھے ان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال ؓ کو حکم دیا کہ اذان دیتے وقت اپنی دونوں انگلیاں کانوں میں دے لیا کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: کہ ایسا کرنے سے تمہاری آواز زیادہ بلند ہوجائیگی۔ (معارف الحدیث، سنن ابی ماجہ) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں نے بلالؓ کو دیکھا ابطح کی طرف سے نکلے اوراذان دی، پھر جب وہ حی علی الصلوٰۃ اورحی علی الفلاح پر پہنچے تو اپنی گردن کو دائیں اور بائیں طرف موڑا اور سینہ کو گھمایا نہیں۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

اذان اور اقامت کا حق...... حضرت زیاد بن حارثؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ فجر کی نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ تم اذان کہو! میں نے اذان کہی، اس کے بعد جب اقامت کہنے کا وقت آیا تو بلالؓ نے ارادہ کیا کہ اقامت وہ کہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

اذان کا جواب اور دُعا...... حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مؤذن کہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر (اس کے جواب میں) تم میں سے کوئی کہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر، پھر مؤذن کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ تو وہ جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ پھر مؤذن کہے اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ تو جواب دینے والا بھی (اس کے جواب میں) کہے اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ۔ پھر مؤذن کہے حی علی الصلوٰۃ تو جواب دینے والا کہے لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ۔ پھر مؤذن کہے حی علی الفلاح تو جواب دینے والا کہے **لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ** پھر مؤذن کہے اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر تو جواب دینے والا بھی یہی کہے۔ پھر مؤذن کہے لا الٰہ الا اللّٰہ تو جواب دینے والا بھی کہے لا الٰہ الا اللّٰہ اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔ (صحیح مسلم) یعنی مؤذن کے الفاظ کو دہرانا چاہیے۔ لیکن صرف حی علی الصلوٰۃ اورحی علی الفلاح کہے تو اس کے جوب میں لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ کہا جائے اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صدقت و بررت کہا جائے۔ ان مواقع پر مؤذن کے الفاظ نہ دہرائے جائیں بلکہ ان کی جگہ مذکورہ بالا الفاظ کہے جائیں۔ دونوں کے جمع کرنے کے لئے کوئی روایت نہیں ہے، اورنہ محض حی علی الصلوٰۃ اورحی علی الفلاح کہنا کہیں

مروی ہے، اور بلکہ سنت یہ ہے کہ اس موقع پر صرف لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کہا جائے۔ (زاد المعاد) اقامت میں مذکورہ بالا طریقے پر وہی الفاظ دہرائے جائیں اور قدقامت الصلوۃ کے جواب میں اقامھا اللّٰہ و ادامھا کہا جائے۔ اذان ختم ہونے پر درود شریف پڑھے پھر حسب ذیل مسنونہ دُعا پڑھے، پھر اس کے بعد اپنے لیے دُعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا طلبگار رہو، اس کی دُعا قبول ہوگی۔ (زادالمعاد)

● اذان کے بعد کی دُعا..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جوکوئی بندہ اذان ختم ہونے پر اللہ تعالیٰ سے یوں دُعا کرے: اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ترجمہ: ''اے اللہ! اس دعوتِ تامہ کاملہ، اور اس صلوٰۃ قائمہ دائمہ کے رب یعنی اے وہ اللہ جس کیلئے اور جس کے حکم سے یہ اذان اور یہ نماز ہے اپنے رسول پاک محمد کو وسیلہ اور فضیلت کا خاص درجہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا تو نے ان کیلئے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک آپ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتے۔'' (بخاری) تو وہ بندہ قیامت کے دن میری شفاعت کا حق دار ہوگیا۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری) اور فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ سے دین ودنیا کی فلاح مانگو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِضَاکَ وَالْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَفِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ. ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے آپ کی خوشنودی اور درگذر کرنا مانگتا ہوں اور دنیا وآخرت میں اور مال میں اور گھربار میں عافیت مانگتا ہوں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص مؤذن کی اذان سننے کے وقت یعنی جب وہ اذان کہہ کر فارغ ہوجائے کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے پر راضی ہوں۔

● سفر میں اذان واقامت وامامت..... مالک بن الحویرثؓ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میرے ایک چچا زاد بھائی ساتھ تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم سفر کرو تو نماز کیلئے اذان اور اقامت کہو اور تم میں جو بڑا ہو وہ امامت کرے اور نماز پڑھائے۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

اذان کے متعلق مسائل...... ● مؤذن کو بلند آواز ہونا چاہئے۔ اذان مسجد سے باہر (علیحدہ) کسی اونچے مقام پر کہنا چاہیے۔ ● اقامت مسجد کے اندر ہونا چاہیے۔ ● مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (البتہ جمعہ کی دوسری اذان مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا جائز ہے)۔ ● اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔ ● اذان کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا چاہئے اور اقامت کا جلد جلد ادا کرنا سنت ہے۔ ● اذان اور اقامت قبلہ رو کہنا سنت ہے۔ ● اذان میں حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہتے وقت دائیں اور بائیں طرف منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی (مثلاً مولود کے کان میں اذان کہنا) لیکن سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں۔ ● اذان کے الفاظ ترتیب وار کہنا ضروری ہیں۔ ● اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً جواب نہ دے، اور بعد ختم اذان کے خیال آوے یا جواب دینے کا ارادہ کرے تو ایسی صورت میں اگر زیادہ وقت نہ گزرا ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ (بہشتی گوہر)

جماعت

کفارات و درجات ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے پروردگار بزرگ و برتر کو نہایت ہی عمدہ صورت میں (خواب میں) دیکھا! اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا: کہ یہ مقرب فرشتے کس بارے میں جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا آپ کو خوب معلوم ہے۔ پھر بیان فرمایا: اور اپنا ہاتھ میرے دونوں کے شانوں درمیان (سینہ پر) رکھا تو اس کی ٹھنڈک (یعنی راحت) میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی، پس زمین و آسمان کی تمام اشیاء کا (بوجہ اس کے فیض کے) مجھ کو علم ہو گیا، پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تم کو معلوم ہوا کہ مقرب فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! کفارات کے بارے میں اور وہ کفارات یہ ہیں۔ نماز کے بعد مسجدوں میں ٹھہرنا، اور جماعتوں کی نماز کیلئے جانا اور مشکل وقتوں میں (مثلاً سردی کے وقت) کامل وضو کرنا، پس جس نے ایسا کیا اس کی زندگی بھی

اچھی ہوئی اور موت بھی اچھی ہوئی اور گناہوں سے ایسا پاک وصاف ہو گیا جیسا وہ اس روز گناہوں سے پاک وصاف تھا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم نماز پڑھ چکا کرو تو یہ دُعا پڑھ لیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنِ فَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْکَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ ۔ ترجمہ: اے اللہ! میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں بھلائی کے کام اور برائیوں سے پرہیز اور مسکینوں کی محبت پس جب آپ اپنے بندوں کو کسی فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ فرمائیں تو آپ مجھے اس حالت میں اپنی طرف اٹھا لیجئے کہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہوا ہوں۔'' اور فرمایا درجات میں ترقی کا باعث یہ چیزیں ہیں خوب باہم سلام کرنا، کھانا کھلانا اور شب کو نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

- جماعت کی اہمیت...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص نماز با جماعت کے لئے موذن کی پکار سنے اور اس کی تابعداری کرنے سے (یعنی جماعت میں شریک ہونے سے) کوئی واقعی عذر اس کیلئے مانع نہ ہو اور اس کے باوجود وہ جماعت میں نہ آئے۔ (بلکہ الگ ہی اپنی نماز پڑھ لے) تو اس کی وہ نماز اللہ تعالیٰ کے یہاں قبول نہیں ہوگی۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی عذر کیا ہوسکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جان و مال کا خوف یا مرض۔ (سنن ابی داؤد، سنن دار قطنی)

- جماعت کی نیت پر ثواب...... حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے وضو کیا اور اچھی طرح (یعنی پورے آداب کے ساتھ) وضو کیا پھر وہ جماعت کے ارادے سے مسجد کی طرف گیا، وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ لوگ جماعت سے نماز پڑھ چکے اور جماعت ہو چکی تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو بھی ان لوگوں کے برابر ثواب دے گا جو جماعت میں شریک ہوئے اور جماعت سے نماز پڑھی اور یہ چیز ان لوگوں کے اجر و ثواب میں کمی کا باعث نہ ہوگی۔ (سنن ابی داؤد، نسائی، معارف الحدیث)

- صف اول...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: لوگو! پہلے اگلی صف پوری کیا کرو پھر اس کے قریب والی تاکہ جو کمی و کسر رہے اور آخری ہی صف میں رہے۔ (سنن ابی داؤد)

- نماز با جماعت کی فضیلت و برکت...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہتر ہے اور دو آدمیوں کیساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، بہشتی گوہر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مدت نشاط تک نفل نماز پڑھو اور جب سست پڑ جاؤ تو بیٹھ جاؤ۔ (مشکوۃ)

تکبیر اولیٰ...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے، اس طرح کہ اس کی تکبیر اولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس کیلئے دو براءتیں (نجات) لکھ دی جاتی ہیں، ایک آتش دوزخ سے براءت اور دوسرے نفاق سے براءت۔ (جامع ترمذی)

جماعت سے عذر...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات میں جو بہت سردی اور تیز ہوا والی رات تھی، اذان دی پھر خود ہی اذان کے بعد پکار کر فرمایا: لوگو! اپنے گھروں پر ہی نماز پڑھ لو۔ پھر آپ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب سردی اور بارش والی رات ہوتی تو آپ مؤذن کو حکم فرما دیتے کہ وہ یہ بھی اعلان کر دے کہ آپ لوگ اپنے گھروں ہی میں نماز پڑھ لیں۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

امامت

امامت کا حق اور فرض...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم میں سے جو اچھے اور بہتر ہوں ان کو اپنا امام بناؤ، کیونکہ تمہارے مالک اور رب کے حضور میں وہ تمہارے نمائندے ہوتے ہیں۔ (دار قطنی، بیہقی، معارف الحدیث) حضرت ابومسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جماعت کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو۔ (یعنی جو شخص کتاب اللہ کا علم اور اس سے تعلق سب سے زیادہ رکھتا ہو) اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو شریعت وسنت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرے جو سن (عمر) کے لحاظ

سے مقدم ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے حلقہ سیادت وحکومت میں اس کا امام نہ بنے (یعنی اس حلقہ کے امام کے پیچھے مقتدی بن کر نماز پڑھے، ہاں اگر وہ خود ہی اصرار کرے تو دوسری بات ہے)۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص جماعت کی امامت کرے اس کو چاہیے کہ خدا سے ڈرے اور یقین رکھے کہ وہ مقتدیوں کی نماز کا بھی ضامن یعنی ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں بھی سوال ہوگا اگر اس نے اچھی نماز پڑھائی تو پیچھے نماز پڑھنے والے سب مقتدیوں کے مجموعی ثواب کے برابر اس کو ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ مقتدیوں کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے اور نماز میں جو نقص وقصور ہوگا اس کا بوجھ تنہا امام پر ہوگا۔ (معجم اوسط للطبرانی، معارف الحدیث)

- مقتدیوں کی رعایت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بن کر نماز پڑھائے تو چاہئے کہ ہلکی نماز پڑھائے۔ (یعنی زیادہ طول نہ دے) کیونکہ مقتدیوں میں بیمار بھی ہوتے ہیں اور کمزور بھی اور بوڑھے بھی (اُن کیلئے طویل نماز باعث زحمت ہوسکتی ہے) اور جب تم میں سے کسی کو اکیلے نماز پڑھنی ہو تو جتنی چاہے طویل پڑھے۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری وصحیح مسلم)

- دُعا میں اخفا...... بعض علماء فرماتے ہیں کہ ذکر اور دُعا کے تمام اقسام میں افضل اخفا یعنی آہستہ پڑھنا ہے خواہ امام ہو یا منفرد اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہر فرمانا تعلیم امت کیلئے تھا۔ اور اگر کسی جگہ امام جہر واعلان میں مصلحت دیکھے اور تعلیم واعلام مقصود ہو تو درست ہے بلکہ مستحسن ہے۔ (مدارج النبوۃ)

- مقتدی کو ہدایت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم نماز کو آؤ اور ہم سجدے میں ہوں تو تم سجدے میں شریک ہو جاؤ اور اس کو کچھ شمار نہ کرو اور جس نے امام کے ساتھ رکوع پالیا اس نے نماز یعنی نماز کی وہ رکعت پالی۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ امام اس لیے بنایا گیا ہے کہ مقتدی لوگ اس کی اتباع واقتداء کریں۔ لہٰذا جب امام اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموشی سے کان لگا کر سنو۔ (سنن ابی داؤ، نسائی، سنن ابن ماجہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ لوگو! امام پر سبقت نہ کرو (بلکہ اس کی اتباع اور پیروی کرو) جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

- جماعت میں شرکت...... حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے تو اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے دوڑنے کی آواز سنی تو جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا ہم نے نماز کی طرف آنے میں جلدی کی، فرمایا: (ایسا) مت کرو، جب تم نماز کو آؤ تو اطمینان اختیار کرو پس جتنی پاؤ پڑھ لو اور جتنی تم سے چھوٹ جائے اسے پورا کرو۔ (بخاری)

- نماز میں حدث...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ تم میں سے جب کسی کا نماز میں وضو ٹوٹ جائے تو وہ اپنی ناک پکڑ لے (تاکہ لوگ سمجھیں کہ نکسیر پھوٹی ہے) اور وضو کو چلا جائے۔ (مشکوۃ)

- امام سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانا...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا نہیں ڈرتا وہ شخص امام سے پہلے (سجدہ سے) اپنا سر اٹھالیتا ہے، اس سے کہ خداوند تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا سر بنادے؟ (مشکوۃ، بخاری ومسلم)

- استنجا کی حاجت...... حضرت عبداللہ بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جب جماعت کھڑی ہوجائے اور تم میں سے کسی کو استنجا کا تقاضا ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے استنجا سے فارغ ہو۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

صف بندی

- صف کی درستی کا اہتمام...... حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کرتے تھے کہ گویا ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال ہوگیا کہ اب ہم لوگ سمجھ گئے (کہ ہم کو کس طرح برابر کھڑا ہونا چاہیے) اس کے بعد ایک دن ایسا ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے

اور نماز پڑھانے کیلئے اپنی جگہ پر کھڑے بھی ہو گئے یہاں تک قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہہ کر نماز شروع فرما دیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ ایک شخص پر پڑی جس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بندو اپنی صفوں کو سیدھا اور بالکل برابر کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رُخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابو مسعود انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں (یعنی نماز کیلئے جماعت کھڑی ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کیلئے ہمارے مونڈھوں پر ہاتھ پھیرتے تھے اور فرماتے تھے برابر ہو جاؤ اور مختلف (یعنی آگے پیچھے) نہ ہو کہ خدا نہ کرے اس کی سزا کی پاداش میں تمہارے قلوب باہم مختلف ہو جائیں (اور فرماتے تھے کہ) تم میں سے جو دانشمند اور سمجھدار ہیں، وہ میرے قریب ہوں ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا درجہ اس صفت میں ان کے قریب ہو اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان کے قریب ہو۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- صف کی ترتیب...... حضرت ابو مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا میں تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا حال بیان کروں؟ پھر بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز قائم فرمائی پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو صف بستہ کیا ان کے پیچھے بچوں کی صف بنائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نماز پڑھائی اس کے بعد فرمایا: کہ یہی طریقہ ہے میری امت کی نماز کا۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

- امام کا وسط میں ہونا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگو! امام کو اپنے وسط میں لو۔ (یعنی اس طرح صف بناؤ کہ امام وسط میں ہو) اور صفوں میں جو خلا ہوں اس کو پر کرو۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

- ایک یا دو مقتدیوں کی جگہ...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے کھڑے ہوئے (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز شروع فرمائی) اتنے میں، میں آ گیا اور (نیت) کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے پیچھے کی جانب سے مجھے گھما کر اپنی داہنی جانب کھڑا کر لیا پھر اتنے میں جبار صخرؓ آ گئے وہ نیت کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب کھڑے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کے پیچھے کی جانب کر دیا اور پیچھے کھڑا کر لیا۔ (صحیح مسلم)

مسجد کے متعلق احکام..... مسجد جاتے وقت مندرجہ ذیل سنتوں کا خیال رکھیں اور یہ پانچوں وقت خیال رکھنا ہوگا۔ • ہر نماز کیلئے باوضو ہو کر گھر سے چلنا۔ (بخاری) • گھر سے چلتے وقت نماز پڑھنے کی نیت سے چلنا یعنی اصل اور مقدم نیت نماز پڑھنے ہی کی کرنی چاہئے۔ (بخاری) • اذان سن کر نماز کیلئے اس طرح دنیوی مشاغل کو ترک کر دینا گویا ان کاموں سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ (نشر الطیب، ترمذی) • گھر سے باہر آ کر یہ دعا پڑھتے ہوئے چلے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ترمذی) • راستہ میں چلتے ہوئے یہ دُعا پڑھنا بھی احادیث میں ہے، ستر ہزار فرشتے اس کے پڑھنے والے کیلئے دُعا کرتے ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِيْنَ عَلَيْکَ وَبِحَقِّ مَمْشَایَ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمْ اَخْرُجْ اَشَرًا وَّلَا بَطَرًا وَّلَا رِيَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَخَرَجْتُ اتِّقَاءَ سَخَطِکَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِکَ وَاَسْئَلُکَ اَنْ تُعِيْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ ترجمہ: ”اے اللہ! اس حق سے کہ جو سوال کرنے والوں کو تیری جناب میں حاصل ہے اور اس حق سے کہ جو تیری عبادت کرنے والوں کو تیری جناب سے ہے عرض کرتا ہوں کہ میں نے کسی تکبر یا تمکنت کے جذبے یا دکھاوے کی غرض سے قدم باہر نہیں نکالا بلکہ تیری ناراضگی کے خوف سے اور تیری رضا کی جستجو میں چلا ہوں اور تجھ ہی سے التجا کرتا ہوں کہ مجھے آگ کے عذاب سے پناہ دے دے۔ ہمارے گناہ معاف فرما دے تیرے سوا اور کوئی نہیں جو گناہ معاف کر سکے۔“ (ابن ماجہ) • نماز پڑھنے کیلئے چلے تو باوقار ہو کر، قدرے چھوٹے قدم رکھتا ہوا چلے، کہ یہ نشان قدم لکھے جاتے ہیں اور ہر قدم پر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب) • مسجد میں داخل ہونے لگے تو پہلے بایاں پاؤں جوتے میں سے نکال کر بائیں جوتے پر رکھ لے اور داہنا پاؤں جوتے سے نکال کر اوّل دایاں پاؤں مسجد میں رکھے۔

• بلا ضرورتِ شدیدہ دنیوی باتیں نہ کریں، لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو تلاوت اور ذکر آہستہ کریں۔ قبلہ رُو نہ تھوکیں نہ قبلہ رو پاؤں پھیلائیں، نہ گانا گائیں نہ باہر گم ہو جانے والی چیزوں کو مسجد میں تلاش کریں، نہ اس کا اعلان کریں، نہ بدن، کپڑے یا اور کسی چیز سے کھیل کریں، انگلیوں میں انگلیاں نہ ڈالیں، الغرض مسجد کے احترام کے خلاف کوئی کام نہ کریں۔ (طبرانی، مسند امام احمد)

• تکبیر اولی کے ساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام رکھیں، ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا اہتمام رکھیں۔ (مسلم) • جب جماعت کھڑی ہونے لگے تو تکبیر ہونے سے پہلے صفوں کو سیدھا کریں اس کے بعد تکبیر کہی جائے۔ • ہمیشہ جہاں تک ممکن ہو اگلی صف میں جا کر بیٹھیں۔ امام

کے بالکل پیچھے یا دائیں طرف نہ بائیں طرف، اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو اسی ترتیب سے دوسری، پھر تیسری صف بنا کر بیٹھیں۔ الغرض جب تک اگلی کسی صف میں جگہ ملتی ہو تو پیچھے نہ بیٹھیں۔ (مسلم، ابوداؤد) ● صفوں کو بالکل سیدھا رکھیں، مل کر کھڑے ہوں، درمیان میں خالی جگہ نہ چھوڑیں، کندھے اور ٹخنے ایک دوسرے کے بالمقابل ہوں۔ (صحاح ستہ) ● ہر نماز کو اس طرح خشوع وخضوع سے ادا کریں گویا یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے۔ (الترغیب) ● نماز میں دل بھی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا ہوا ہو، اور اعضاء بدن بھی سکون میں ہوں۔ (ابوداؤد، نسائی) آنکھیں کھول کر نماز ادا کریں انکھیں بند کرنا خلاف سنت ہے۔ (مدارج النبوۃ) ● فجر کے فرضوں کے بعد تھوڑی دیر ذکر الٰہی میں مشغول ہونا۔ (الترغیب) ● پانچوں وقت میں نماز سے فارغ ہو کر جب تک نمازی اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہتا ہے اس کیلئے فرشتے برابر دُعائے مغفرت و دُعائے رحمت کرتے رہتے ہیں۔ (الترغیب) ● نماز فجر سے فارغ ہو کر اشراق کے وقت تک ذکر الٰہی میں مشغول رہنا۔ (ترمذی) ● جب تک نمازی جماعت کے انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں ان کو برابر نماز پڑھنے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ (بخاری شریف) ● سنتوں اور فرضوں کے درمیان کوئی ذکر و تسبیح یا درود وغیرہ جاری رکھیں تو مزید ثواب کے مستحق ہوں گے فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اور ایک تسبیح سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کی پڑھ لیں تو بہت ثواب ہوتا۔

(ماہ صیام) رمضان المبارک کا خطبہ

● روزے کی فضیلت ...... حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کی آخری تاریخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک خطبہ دیا اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، اس مہینہ کی ایک رات (شب قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس مہینہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اس کی راتوں میں بارگاہِ الٰہی میں کھڑے ہونے (یعنی نماز تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) ادا کرے گا تو دوسرے زمانہ کے فرضوں کے برابر اس کا ثواب ملے گا، اور اس مہینہ میں فرض ادا کرنے کا ثواب دوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر

ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس نے اس مہینہ میں کسی روزہ دار کو اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کیلئے افطار کرایا تو اس کیلئے گناہوں کی مغفرت اور آتش دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم میں سے ہر ایک کو تو افطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا (تو کیا غرباء اس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی دے گا جو دودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا پانی کے ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرادے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آگے ارشاد فرمایا کہ) اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پورا کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوضِ کوثر سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی تا آنکہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اس ماہ مبارک کا ابتدائی حصہ رحمت اور درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آتش دوزخ سے آزادی ہے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور جو آدمی اس مہینہ میں اپنے غلام و خادم کے کام میں تخفیف و کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا، اور اسے دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

روزہ میں احتساب...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ جو لوگ رمضان کے روزے، ایمان و احتساب کے ساتھ رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نوافل (تراویح و تہجد) پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، اور اسی طرح جو لوگ شب قدر میں ایمان و احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

روزہ کی برکت...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ رکھا کرو تندرست رہا کروگے۔ (طبرانی) اور روزہ سے جس طرح ظاہری و باطنی مضرت

زائل ہوتی ہیں اسی طرح اس سے ظاہری و باطنی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

- روزہ کی اہمیت...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا عشرہ اخیرہ شروع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے، اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات عبادت اور ذکر و دُعا میں مشغول رہتے) اور اپنے گھر کے لوگوں (یعنی ازواج مطہرات اور دوسرے متعلقین) کو بھی جگا دیتے (تاکہ وہ بھی ان راتوں کی برکتوں اور سعادتوں میں حصہ لیں)۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- روزہ چھوڑنے کا نقصان...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سفر وغیرہ کی شرعی رخصت کے بغیر اور بیماری جیسے کسی عذر کے بغیر رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑے گا وہ اگر اس کے بجائے عمر بھر بھی روزے رکھے تو جو چیز فوت ہوگئی وہ پوری ادا نہیں ہوسکتی۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

رؤیت ہلال

- رویت ہلال کی تحقیق اور شاہد کی شہادت...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ تھی کہ جب تک رویت ہلال کا ثبوت نہ ہو جائے یا کوئی عینی گواہ نہ مل جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ شروع نہ کرتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمرؓ کی شہادت قبول کر کے روزہ رکھا۔ (زاد المعاد) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بادل کے دن کا روزہ نہیں رکھتے تھے نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا بلکہ فرمایا: جب بادل ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کئے جائیں۔ (زاد المعاد) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ چھوڑ دو، اور اگر ۲۹ تاریخ کو چاند دکھائی نہ دے تو شعبان کی تمیں کی گنتی پوری کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

- سحری...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ سحری میں برکت ہے اسے ہرگز نہ چھوڑو! اگر کچھ نہیں تو اس وقت پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لیا جائے کیونکہ سحر میں کھانے پینے والوں پر اللہ تعالیٰ رحمت فرماتا ہے اور فرشتے ان کیلئے دُعائے خیر کرتے ہیں۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

- افطار...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے کہ اپنے بندوں میں مجھے وہ بندہ زیادہ محبوب ہے جو روزہ کے افطار میں جلدی کرے، یعنی غروب آفتاب کے بعد بالکل دیر نہ کرے۔ (معارف الحدیث، جامع ترمذی) حضرت سلمان بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ کھجور سے افطار کرلے اور اگر کھجور نہ پائے تو پھر پانی ہی سے افطار کرے اس لیے کہ پانی کو اللہ تعالیٰ نے طہور بنایا ہے۔ (مسند احمد، ابی داؤد، جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے اور اگر تر کھجوریں بروقت موجود نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔ (جامع ترمذی) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ ط (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) معاذ بن زہیرہ تابعی سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے: اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ ط (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ روزے دار کی ایک بھی دُعا افطار کے وقت مسترد نہیں ہوتی۔ (ابن ماجہ، معارف الحدیث)

- تراویح..... اکثر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ تراویح کے مسنون ہونے پر اہل سنت والجماعت کا اجماع ہے۔ ائمہ اربعہ میں یعنی امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ ان سب حضرات کی فقہ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ تراویح کی بیس رکعات سنت موکدہ ہیں۔ (خصائل نبوی)

- قرآن مجید کا پڑھنا..... رمضان شریف میں قرآن کا ایک مرتبہ ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، اگر کسی عذر سے اس کا اندیشہ ہو کہ مقتدی تحمل نہ کرسکیں گے تو پھر الم ترکیف سے اخیر تک دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت ہو پھر دس رکعت پوری ہونے پر پھر انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ لے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (بہشتی گوہر)

- تراویح پورے مہینہ پڑھنا..... تراویح کا رمضان المبارک کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے۔ اگرچہ قرآن مجید مہینہ ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن

مجید پڑھ لیا جائے تو باقی دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

- تراویح میں جماعت...... تراویح میں جماعت سنت علی الکفایہ ہے، اگر چہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ختم ہو چکا ہو۔

تراویح دو۲ دو۲ رکعت کر کے پڑھنا...... تراویح دو۲ دو۲ کر کے پڑھنا چاہئے چار رکعت کے بعد اس قدر توقف کرنا چاہئے جس قدر وقت نماز میں صرف ہوا ہے لیکن مقتدیوں کی رعایت کرتے ہوئے وقت کم بھی کیا جا سکتا ہے۔ (بہشتی گوہر)

- تراویح کی اہمیت...... رمضان المبارک میں تراویح کی نماز بھی سنت مؤکدہ ہے، اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ (عورتیں اکثر تراویح کی نماز کو چھوڑ دیتی ہیں) ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت نماز تراویح پڑھے، جب بیس رکعت تراویح پڑھ چکے تو اس کے بعد وتر پڑھے۔ (بہشتی زیور)

- تراویح کی بیس رکعتوں پر حدیث...... عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَالْوِتْرَ. ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں بیس رکعتیں اور وتر پڑھا کرتے تھے۔ (مجمع الزوائد، ص:۱۷۲، ج:۳، بحوالہ الطبرانی) (اگر چہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے لیکن چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کا مسلسل تعامل اس پر رہا ہے اس لیے محدثین اور فقہاء رحمہم اللہ کے اصول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے) حضرت سائب بن یزید اور یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ کرام بیس رکعات تراویح پڑھا کرتے تھے۔ (بیہقی آثار السنن، ص:۲۰۴، بحوالہ موطا امام مالک)

- تراویح کے درمیان ذکر...... تراویح کے درمیان ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت حدیث میں نہیں ملتا۔ البتہ علامہ شامی رحمہ اللہ نے قہستانی اور منہج العباد کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ہر ترویحہ کے بعد یہ ذکر کیا جائے: سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ ○ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعَظَمَۃِ وَالْھَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ ○ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ ○ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ نَسْأَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنَ النَّارِ ○ (شامی ص ۶۶۱ ج ۱) ترجمہ: میں

پاکی بیان کرتا ہوں عالم اجسام اور عام ارواح والے کی، پاک ہے عزت وعظمت والا اور قدرت اور بڑائی اور غلبہ والا، پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے سوتا نہیں اور مرتا نہیں ہے بڑا پاک ہے نہایت پاک ہے ہمارا اور فرشتوں اور روح کا رب ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے ہیں اور (اے اللہ) ہم آپ سے جنت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں۔

رمضان المبارک کی راتوں میں قیام...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو فرض فرمایا اور میں نے رمضان کی شب بیداری کو (تراویح میں تلاوت قرآن پڑھنے سننے کیلئے) تمہارے واسطے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) سنت بنایا (کہ مؤکدہ ہونے کے سبب وہ بھی ضروری ہے) جو شخص ایمان کے ساتھ اور ثواب کے اعتقاد سے رمضان کا روزہ رکھے اور رمضان کی شب بیداری کرے وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکل جائے گا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (نسائی، حیوۃ المسلمین)

اعتکاف...... احادیث صحیحہ میں منقول ہے کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ آتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مسجد میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی ہے اور وہاں کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کو ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہوتا۔ رمضان کی بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ (معارف الحدیث) جس نے رمضان کے آخری عشرہ میں دس دن کا اعتکاف کیا تو وہ اعتکاف مثل دو حج اور دو عمروں کا ہوگا۔ (یعنی اتنا ثواب ملے گا)۔ (بیہقی، معارف الحدیث)

مستحبات اعتکاف...... ◦ نیک اور اچھی باتیں کرنا ◦ قرآن شریف کی تلاوت کرنا ◦ درود شریف کا ورد کرنا ◦ علوم دینیہ کا پڑھنا پڑھانا وعظ ونصیحت کرنا ◦ نماز پنجگانہ والی مسجد میں اعتکاف کرنا۔ (بہشتی زیور) حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے فرمایا: کہ معتکف کیلئے شرعی دستور اور ضابطہ یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کو جائے، اور نہ نماز جنازہ میں شرکت کیلئے باہر نکلے نہ عورت سے مقاربت کرے، اور اپنی ضرورتوں کیلئے بھی مسجد سے باہر نہ جائے، سوائے ان حوائج کے جو بالکل ناگزیر ہیں (جیسے رفع حاجت، پیشاب، پاخانہ وغیرہ) اور اعتکاف (روزہ کے ساتھ ہونا چاہئے) بغیر روزہ کے نہیں۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

▪ اعتکاف مسنون...... حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے بالالتزام رمضان المبارک کے آخری عشرے میں اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے اور یہی سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ بعض کے اعتکاف کر لینے سے سب کی طرف سے کفایت ہو جاتی ہے۔

▪ اعتکاف اور معتکف کے مسنونہ اعمال...... ▪ دس دن کا اعتکاف سنت ہے، اس سے کم کا نفل ہے ▪ عورت کیلئے اپنے مکان میں اعتکاف کرنا سنت ہے ▪ حالت اعتکاف میں قرآن کی تلاوت یا دوسری دینی کتب کا مطالعہ کرنا بھی پسندیدہ ہے۔ (بہشتی زیور)

▪ شب قدر...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں۔ (صحیح بخاری)

▪ شب قدر کی دُعا...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے عرض کیا کہ مجھے بتایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ کونسی رات شب قدر ہے تو میں اس رات اللہ تعالیٰ سے کیا عرض کروں اور کیا دُعا مانگوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ عرض کرو! اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ط ترجمہ: اے اللہ! آپ معاف کرنے والے ہیں (اور) کریم ہیں عفو کو پسند کرتے ہیں لہٰذا مجھ سے درگزر کر دیجئے۔ (معارف الحدیث)

▪ رمضان کی آخری رات...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رمضان کی آخری رات میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کیلئے مغفرت و بخشش کا فیصلہ کیا جاتا ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا گیا۔ وہ شب قدر ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ شب قدر تو نہیں ہوتی لیکن بات یہ ہے کہ عمل کرنے والا جب اپنا عمل پورا کر دے تو اس کو پوری اجرت مل جاتی ہے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

▪ صدقہ فطر...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو بھیجا کہ مکۃ المکرمہ کے گلی کوچوں میں منادی کر دے کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا، دو مد (تقریباً دو سیر) گیہوں کے یا اس کے سوا ایک صاع (ساڑھے تین سیر سے کچھ زیادہ) غلہ کا (اور صدقہ نماز عید کو جانے سے قبل دے دینا چاہئے۔ (ترمذی)

خوشی منانا...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم سال میں دو دن خوشی منایا کرتے تھے اب اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر تم کو دو دن عطا فرمائے ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ اور ارشاد فرمایا: کہ یہ ایام کھانے پینے اور باہم خوشی کا لطف اٹھانے اور خدا کو یاد کرنے کے ہیں۔ (شرح معانی الآثار)

رمضان المبارک کے علاوہ دوسرے ایام کے روزے...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ شریفہ روزے بہت رکھنے کی تھی، کبھی کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل کئی کئی دن روزے رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول (روزے کے معاملہ میں) بھی عجیب نرالا تھا کہ مصالح وقتیہ کے تحت میں خاص خاص ایام کے روزے رکھتے اور بسا اوقات افطار فرماتے۔ (شرح شمائل ترمذی) حضرت عبداللہ بن شقیقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی متواتر روزے رکھتے تھے اور ہمارا خیال ہوتا تھا کہ اس ماہ میں افطار ہی نہیں فرمائیں گے اور کبھی ایسا مسلسل افطار فرماتے تھے کہ ہمارا خیال ہوتا کہ اس ماہ میں روزہ ہی نہ رکھیں گے۔ لیکن مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ کسی ماہ تمام ماہ کے روزے نہیں رکھے، ایسے ہی کسی ماہ کو کامل افطار میں گزار دیا ہو یہ بھی نہیں کیا۔ (ابوداؤد، شمائل ترمذی)

ہر ماہ تین روزے...... حضرت معاذؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہر ماہ میں تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: رکھتے تھے میں نے مکرر پوچھا کہ مہینہ کے کن ایام میں روزہ رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: کہ اس کا اہتمام نہ تھا، جن ایام میں موقع ہوتا رکھ لیتے۔ (شمائل ترمذی)

دوشنبہ، پنج شنبہ کے روزے...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دوشنبہ اور پنج شنبہ کے دن حق تعالیٰ شانہ کی عالی بارگاہ میں اعمال پیش ہوتے ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ میرے اعمال روزہ کی حالت میں پیش ہوں۔ (شمائل ترمذی)

مسلسل روزے رکھنے کی ممانعت...... حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (میرے کثرت عبادات، نماز روزہ کے متعلق علم ہونے پر) مجھ سے فرمایا: کہ ایسا نہ کیا کرو بلکہ کبھی روزہ رکھا کرو اور کبھی افطار۔ اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو، تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (کہ رات بھر جاگنے

سے ضعیف ہو جاتی ہیں) تمہاری بیوی کا بھی حق ہے، اولاد کا بھی حق ہے، ملنے ولوں کا بھی حق ہے۔ (شمائل ترمذی)

- شوال کے چھ روزے...... حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہ شوال کے چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- خاص روزے...... حضرت حفصہؓ سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ ● عاشورہ کا روزہ ● عشرہ ذی الحجہ یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم عرفہ نویں ذی الحجہ تک کے روزے ● ہر مہینہ کے تین روزے اور ● قبل فجر کے دو رکعتیں (سنن نسائی)

- ایام بیض کے روزے...... حضرت قتادہ بن ملحانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایام بیض یعنی مہینہ کی تیرہویں، چودہویں، پندرھویں کو روزہ رکھا کریں اور فرماتے تھے کہ ہر مینہ کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر وثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

- عشرۂ ذی الحجہ کے روزے...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ سب دنوں میں کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں ہے جتنا کہ عشرہ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

- پندرھویں شعبان کا روزہ...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس رات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے، اور وہ ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے! اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں۔ کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے! اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں۔ کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت وعافیت کا سوال کرے! اور میں اس کو عافیت عطا کروں۔ اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ تعالیٰ پکارتے ہیں

کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں۔ غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

پیر و جمعرات کا روزہ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی، نسائی، معارف الحدیث)

یوم عاشورہ کا روزہ...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ میں روزے رکھنا اپنا معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا، تو بعض اصحاب نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دن کو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک وتشابہ والی صورت پیدا ہوجاتی ہے) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو بھی روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں لیکن اگلے سال کا ماہ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات واقع ہوگئی۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

صوم وصال

صوم وصال پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل لیکن صحابہ کو ممانعت...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں کثرت سے کئی اقسام کی عبادتیں کرتے، چنانچہ رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کی منزلوں کی تکرار کرتے جب جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ سخاوت کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بہت زیادہ سخی تھے لیکن رمضان میں تو صدقات اور احسان تلاوت قرآن مجید، نماز ذکر اور اعتکاف میں از حد اضافہ ہوجاتا اور دوسرے مہینوں کی بہ نسبت رمضان المبارک کے مہینہ کو عبادت کیلئے مخصوص فرمالیتے یہاں تک کہ بعض اوقات آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صوم وصال (مسلسل روزہ) رکھتے تاکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر وقت اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہ سکیں، لیکن آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صحابہ کرام کو صوم وصال سے منع فرماتے تھے۔ (زادالمعاد) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی بعض راتوں میں پے در پے روزے رکھتے بغیر اس کے کہ کھائیں یا پئیں اور افطار کریں اور صحابہ کرام کو رحمت وشفقت اور دوراندیشی کے لحاظ سے اس امر سے منع فرماتے اور ناپسند کرتے جیسا

کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوم وصال سے منع فرمایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَاتُوَاصِلُوْا صوم وصال نہ رکھو۔ (مدارج النبوۃ) تو صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) صوم وصال رکھتے ہیں تو ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں باوجود یہ کہ ہم حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی متابعت کی تمنا رکھتے ہیں؟ تو فرمایا: لَسْتُ کَاَحَدِکُمْ میں تم میں سے کسی کے مانند نہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اَیُّکُمْ مِثْلِیْ تم میں کون میری مثل ہے؟ اِنِّیْ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ میں اپنے رب کے حضور شب باشی کرتا ہوں، کیونکہ وہ میرا پالنے والا اور تربیت فرمانے والا ہے۔ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور ایک روایت میں ہے وہ کھلانے والا اور پلانے والا ہے جو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (اور محققین کے نزدیک اس سے مراد مختار یہ ہے کہ غذائے روحانی مراد ہے) واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی صوم وصال کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

▪ **عیدین کے اعمال مسنونہ......** ▪ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دونوں عیدوں میں غسل کرنا ثابت ہے، حضرت خالد بن سعد سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ عید الفطر، یوم النحر، یوم عرفہ میں غسل فرمایا کرتے تھے۔ ▪ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن خوبصورت اور عمدہ لباس زیب تن فرماتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سبز و سرخ دھاری دار چادر شریف اوڑھتے تھے، یہ چادر یمن کی ہوتی جسے بُرد یمانی کہا جاتا ہے وہ یہی چادر ہے، عید کیلئے زیب وزینت کرنا مستحب ہے، مگر لباس مشروع ہو۔ (مدارج النبوۃ) ▪ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ روز عید الفطر عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں تناول فرماتے تھے، ان کی تعداد طاق ہوتی، یعنی تین، پانچ سات وغیرہ۔ (بخاری، طبرانی) ▪ عید الاضحیٰ کے دن نماز سے واپس آنے سے پہلے کچھ نہ کھاتے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ عید الفطر کو بغیر کچھ کھائے نہ نکلتے، عید الاضحیٰ کو بغیر کچھ کھائے نکلتے، جب تک کہ نماز عید نہ پڑھ لیتے اور قربانی نہ کر لیتے نہ کھاتے، پھر اپنی قربانی کے گوشت میں سے کچھ تناول فرماتے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ، مدارج النبوۃ)

▪ **عید گاہ......** ▪ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ نماز عید، عید گاہ (میدان) میں ادا فرماتے تھے۔ یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز عید کیلئے میدان میں نکلنا مسجد میں نماز ادا کرنے

سے افضل ہے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس فضل وشرف کے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف کو حاصل ہے، نماز عید کیلئے عید گاہ (میدان) میں باہر تشریف لے جاتے تھے لیکن اگر کوئی عذر لاحق ہو تو جائز ہے۔ (ابوداؤد، مدارج النبوۃ) ● حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ اپنی عیدوں کو بکثرت تکبیر سے مزین کرو، عیدین میں بکثرت تکبیر کہنا سنت ہے۔ (طبرانی) ● حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید گاہ تک پا پیادہ تشریف لے جاتے اور اس پر عمل کرنا سنت ہے، بعض علماء نے مستحب کہا ہے۔ (سنن ابن ماجہ) ● حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز عید الفطر میں تاخیر فرماتے اور نماز عید الاضحیٰ کو جلد پڑھتے۔ (مدارج النبوۃ، مسند شافعی) ● حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عید گاہ میں پہنچ جاتے تو فوراً نماز شروع فرما دیتے، نہ اذان، نہ اقامت اور نہ الصلوٰۃ جامعہ وغیرہ کی ندا، کچھ نہ ہوتا۔ ● تکبیراتِ عیدین میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل میں اختلاف ہے اور مذہب حنفیہ میں مختار یہ ہے کہ تین تکبیریں رکعت اوّل میں قرأت سے پہلے اور تین تکبیریں دوسری رکعت میں قرأت کے بعد۔ ● حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے اور جب نماز سے فارغ ہوتے تو کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے۔ ● حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس راہ سے عید گاہ تشریف لے جاتے اس راہ سے واپس تشریف نہ لاتے بلکہ دوسرے راستہ سے تشریف لاتے۔ (بخاری، ترمذی، مدارج النبوۃ) ● حضرت ابن عمرؓ اتباع سنت کی شدت کے باعث طلوع شمس سے قبل گھر سے نہ نکلتے اور گھر سے نکلتے ہی عید گاہ تک تکبیر کہتے رہتے۔ (ابوداؤد، زاد المعاد) ● آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب عید گاہ میں پہنچتے تو نماز عید سے قبل کوئی نفل وغیرہ نہ پڑھتے اور نہ بعد میں پڑھتے اور خطبہ سے پہلے نماز شروع کرتے اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عیدین میں صرف دو رکعتیں ادا کرتے۔ (زاد المعاد) پہلی رکعت میں تکبیریں ختم فرما لیتے تو قرأت شروع فرماتے، سورۃ فاتحہ پھر اس کے بعد سورہ ق والقرآن المجید ایک رکعت میں پڑھتے اور دوسری رکعت میں اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعتوں میں سبح اسم ربک الاعلی اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے۔ (زاد المعاد) لیکن یہ سورتیں متعین نہیں، دوسری بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

● تذکیر و موعظت ...... ● نبی کریم جب نماز مکمل فرما لیتے تو فارغ ہونے کے بعد لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے، لوگ صفوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے وعظ کہتے، وصیت کرتے اور امر و نہی فرماتے اور اگر لشکر بھیجنا چاہتے تو اسی وقت بھیجتے یا کسی بات

کا حکم کرنا ہوتا تو حکم فرماتے، عیدگاہ میں کوئی منبر نہ تھا جس پر چڑھ کر وعظ فرماتے ہوں نہ مدینہ کا منبر یہاں لایا جاتا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر کھڑے ہو کر تقریر کرتے۔ (زادالمعاد) نیز
● مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن نویں تاریخ فجر کی نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن (تیرھویں تاریخ) کی نماز عصر تک اس طرح تکبیریں کہتے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ. (زادالمعاد)

نمازِ عید کی ترکیب...... ● نماز اس طرح شروع کرے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے امام کی اقتداء میں اللہ اکبر کہتے ہوئے رفع یدین کرے اور ہاتھ باندھ لے، پہلی رکعت میں سبحانک اللّٰھم پڑھنے کے بعد قرأت سے پہلے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، دوسری بار پھر کانوں تک ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور ہاتھ چھوڑ دے، تیسری بار پھر اس طرح ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے اور پھر ہاتھ باندھ لے اور قرأت شروع کرے، باقی پوری رکعت تمام نمازوں کی طرح ادا کرے، دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور قرأت کے بعد امام کی اقتداء میں تین تکبیروں کے ساتھ رفع یدین کرے اور ہاتھ چھوڑ دے، چوتھی بار جب امام اللہ اکبر کہے تو تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلا جائے اس کے بعد باقی نماز عام نمازوں کی طرح پوری کرے۔ (بہشتی گوہر)
● عید کی نماز بغیر اذان واقامت کے صرف دو رکعت ہے۔ (مسلم) ● عیدگاہ میں نماز سے پہلے یا بعد میں نفلوں کا پڑھنا منع ہے اور نماز عید سے پہلے گھر پر بھی۔ ● جس کی نماز با جماعت فوت ہو جائے وہ اکیلا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس کیلئے جماعت شرط ہے البتہ اگر کئی آدمی ہوں تو دوسری جماعت کر لینا واجب ہے۔ (بہشتی گوہر)

عید کا خطبہ...... ● بعد نماز دو خطبے پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں ہوتی ہے۔

خطبہ میں تکبیر...... ● عیدین کے خطبہ میں پہلی تکبیر سے شروع کرے، اوّل خطبہ میں نو مرتبہ اللّٰہ اکبر کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بہشتی گوہر) ● عید الفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور عید الاضحیٰ میں با آواز بلند کہنا چاہیے۔ (بہشتی گوہر)

صدقہ فطر کا وجوب...... ● ہر مسلمان عاقل آزاد (ہر مرد و عورت) پر واجب ہے جبکہ وہ مالک نصاب ہو یا مساوی مالک نصاب کے ہو، خواہ نقدی کی شکل میں ہو یا ضرورت سے زیادہ سامان

کی شکل میں ہو یا مال تجارت ہو، رہائش کے مکان سے زائد مکان ہو اپنی طرف سے اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے جو اس کی زیر کفالت ہوں نصف صاع (یعنی پونے دو سیر گیہوں) یا اس کی قیمت ادا کریں، صدقہ فطر نماز عید الفطر سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

مسنون اعمال عید الاضحیٰ...... عید الاضحیٰ کی رات میں طلب ثواب کیلئے بیدار رہنا اور عبادت میں مشغول رہنا سنت ہے۔ ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو باجماعت ہو اور مقیم ہونے کی حالت میں ادا کی جائے، ایک مرتبہ تکبیرات تشریق بلند آواز سے ادا کرنا واجب ہے، مسافر عورت اور منفرد کیلئے بھی بعض علماء کا قول ہے اس لیے اگر کہہ لیں تو بہتر ہے، لیکن عورت اگر تکبیر کہے تو آہستہ کہے۔ نماز عید الفطر سے پہلے کچھ کھجوریں کھانا اور عید الاضحیٰ میں اگر قربانی کریں تو نماز عید الاضحیٰ سے پہلے کچھ نہ کھانا، نماز کے بعد اپنی قربانی کے گوشت سے کھانا۔ جس کا قربانی کا ارادہ ہو اس کو بقر عید کا چاند دیکھنے کے بعد جب تک قربانی نہ کرلے اس وقت تک خط نہ بنوانا اور ناخن نہ کتروانا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر)

قربانی کا ثواب...... حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے (نسبی یا روحانی) باپ ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس میں کیا ملتا ہے؟ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے بدلے ایک نیکی انہوں نے عرض کیا کہ اگر اون والا جانور ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر اون کے بدلے بھی ایک نیکی۔ (حاکم)

امت کی طرف سے قربانی...... حضرت ابوطلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دنبہ کی اپنی طرف سے قربانی کی اور دوسرے دنبہ کے ذبح میں فرمایا: کہ یہ قربانی اس کی طرف سے ہے جو میری امت میں مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تصدیق کی۔ (موصلی وطبرانی، کبیر اوسط، یہ حدیثیں جمع الفوائد میں ہیں) فائدہ: مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کو ثواب میں شامل کرنا تھا، نہ یہ کہ قربانی سب کی طرف سے اس طرح ہوگئی کہ اب کسی کے ذمے قربانی باقی نہیں رہی۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی میں امت کو یاد رکھا تو

افسوس ہے کہ امتی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ رکھیں اور ایک حصہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہ کریں۔ (حیوۃ المسلمین) حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھی قربانی کیا کرو اس سے محبت بڑھتی ہے۔ (ابوداؤد) ام المومنین حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے (یعنی ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا جائے) اور تم میں سے کسی کا ارادہ قربانی کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ اب قربانی کرنے تک اپنا بال یا ناخن بالکل نہ تراشے، یہ مستحب ہے ضروری نہیں۔ (معارف الحدیث، صحیح مسلم)

قربانی کا طریقہ...... جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کیلئے بکری کو ذبح کرتے تو اپنا پاؤں اس کے مونڈھے پر رکھتے پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے اور ذبح کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا! کہ جب ذبح کریں تو اچھے انداز سے کریں یعنی چھری تیز ہو اور جلدی ذبح کریں۔ (زاد المعاد) ابوداؤد میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے: کہ وہ عیدگاہ میں عید الاضحیٰ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حاضر ہوئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مکمل کر لیا تو ایک مینڈھا لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا اور فرمایا: کہ یہ میری طرف سے اور میری امت کے ہر اس آدمی کی جانب سے ہے جس نے ذبح نہیں کیا اور صحیحین میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں نحر اور ذبح کیا کرتے۔ (زاد المعاد) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ قربانی کے دن یعنی عید قربانی کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ سفیدی مائل سینگوں والے دو خصی مینڈھوں کی قربانی کی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا رخ صحیح یعنی قبلہ کی طرف کر لیا تو یہ دعا پڑھی: اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ○ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ○ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَاُمَّتِهٖ○ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ پھر ذبح کیا۔ ترجمہ: ”میں نے اس ذات کی طرف اپنا رخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمینوں کو پیدا کیا اس حال میں کہ میں ابراہیم (علیہ السلام) حنیف کے دین پر ہوں اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بے شک میری نماز اور میری عبادت اور میرا مرنا اور جینا سب اللہ کیلئے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم

دیا گیا ہے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اے اللہ! یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لیے ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے، شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے۔" (احمد وابوداؤد، ابن ماجہ، والدارمی)

▪ ذبح کرنے کے بعد پڑھنے کیلئے یہ دُعا ماثور ہے...... اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

ترجمہ: اے اللہ! اسے میری جانب سے قبول فرمالیجیے جیسے کہ آپ نے اپنے حبیب سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے خلیل سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی قربانیاں قبول فرما چکے ہیں۔" اگر یہی دُعا دوسرے کی طرف سے پڑھی جائے تو دُعائے مذکورہ میں منی کے بجائے من کہے اور پھر اس کا نام لے۔

حج وعمرہ

▪ حج کی فرضیت...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے پاس سفرِ حج کا ضروری سامان ہو اور اس کو سواری میسر ہو جو بیت اللہ تک پہنچا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو کوئی فرق نہیں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر اور یہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ کیلئے بیت اللہ کا حج فرض ہے ان لوگوں پر جو اس تک جانے کی استطاعت رکھتے ہوں۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

▪ عمرہ کی حقیقت...... حج کی طرز کی ایک دوسری عبادت اور بھی ہے۔ یعنی عمرہ جو کہ سنت موکدہ ہے جس کی حقیقت حج ہی کے بعضے عاشقانہ افعال ہیں اس لیے اس کا لقب حج اصغر ہے۔ (حیات المسلمین)

▪ حج اور عمرہ کی برکت...... حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کرو دونوں فقر ومحتاجی اور گناہوں کو اس طرح دور کر دیتے ہیں جس طرح لوہار اور سنار کی بھٹی لوہے اور سونے چاندی کا میل کچیل دور کر دیتی ہے اور حج مبرور کا صلہ اور ثواب تو بس جنت ہی ہے۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی، معارف الحدیث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: حج اور عمرے کیلئے جانے والے خدا

کے خصوصی مہمان ہیں وہ خدا سے دُعا کریں تو خدا قبول فرماتا ہے اور مغفرت طلب کریں تو بخش دیتا ہے۔ (طبرانی، معارف الحدیث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: خدا ہر روز اپنے حاجی بندوں کیلئے ایک سو بیس رحمتیں نازل فرماتا ہے جس میں ساٹھ رحمتیں ان کیلئے ہوتی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں چالیس ان کیلئے جو وہاں نماز پڑھتے ہیں اور بیس ان لوگوں کیلئے جو صرف کعبے کو دیکھتے رہتے ہیں۔ (بیہقی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: جس نے پچاس بار بیت اللہ کا طواف کرلیا اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگیا جیسے اُس کی ماں نے اس کو آج ہی جنم دیا ہے۔ (ترمذی)

- حاضریٔ عرفات عین حج ہے...... حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دئلیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے حج (کا ایک خاص الخاص رکن جس پر حج کا دارومدار ہے) وقوف عرفہ ہے۔ جو حاجی مزدلفہ والی رات میں (یعنی ۹ اور ۱۰ ذی الحجہ کی درمیانی شب میں) بھی صبح صادق سے پہلے عرفات میں پہنچ جائے تو اس نے حج پالیا اور اس کا حج ہوگیا۔ یوم النحر (یعنی ۱۰ ذی الحجہ) کے بعد منیٰ میں قیام کے تین دن ہیں جن میں تینوں جمروں کی رمی کی جاتی ہے ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ، اگر کوئی آدمی صرف دو دن یعنی ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کو رمی کرکے وہاں سے جائے تو اس پر بھی کوئی گناہ اور الزام نہیں ہے، دونوں باتیں جائز ہیں۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی، معارف الحدیث)

- عرفات کی منزلت...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک لمبی حدیث میں) فرمایا: کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے (جس میں حاجی لوگ عرفات میں جمع ہوتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کے ساتھ فرماتا ہے: کہ میرے بندوں کو دیکھو! کہ میرے پاس دور دراز راستے سے اس حالت میں آئے ہیں کہ پریشان حال ہیں اور غبار آلود بدن ہیں اور دھوپ میں جل رہے ہیں۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ (بیہقی وابن خزیمہ، حیوۃ المسلمین) حضرت ابن ابی حاتم نے اس کو حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ (کذافی الروح البیان والقرآن)

- عرفات کی دُعا...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن بہترین دُعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا وہ یہ کلمہ ہے: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ

وَلَهُ الحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کیلئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا وَّفِيْ صَدْرِيْ نُوْرًا وَّفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَّفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا اَللّٰهُمَّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّمَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ وَشَرِّبَوَائِقِ الدَّهْرِ. ترجمہ: اے اللہ! میرے دل میں نور کردے اور میرے سینہ میں نور کردے اور میرے کانوں میں نور کردے اور میری آنکھوں میں نور کردے اے اللہ! میرا سینہ کھول دے اور میرے کاموں کو آسان فرما دے اور میں سینہ کے وسوسوں اور کاموں کی بدنظمی اور قبر کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس چیز کے شر سے جو رات میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جو دن میں داخل ہوتی ہے اور اس کے شر سے جسے ہوائیں لے کر چلتی ہیں اور زمانے کی مصیبتوں کے شر سے۔" اور دُعا کرتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینہ تک دونوں ہاتھ اٹھا رکھے تھے، دست طلب بڑھاتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یوم عرفہ کی دُعا تمام دُعاؤں سے بہتر ہوتی ہے۔ (زادالمعاد)

میقات ...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ کو اہل مدینہ کا میقات مقرر کیا اور جحفہ کو اہل شام کا اور قرن المنازل کو اہل نجد کا اور یلملم کو اہل یمن کا پس یہ چاروں مقامات خود ان کے رہنے والوں کیلئے میقات ہیں اور ان سب لوگوں کیلئے جو دوسرے علاقوں سے ان مقامات پر ہوتے ہوئے آئیں جن کا ارادہ حج یا عمرہ کا ہو، پس جو لوگ ان مقامات کے رہنے والے ہوں۔ (ان مقامات سے مکہ معظّمہ کی طرف آنے والے ہوں) تو وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے اور یہ قاعدہ اسی طرح چلے گا، یہاں تک کہ خاص مکہ کے رہنے والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔ (صحیح المسلم، معارف الحدیث)

احرام کا لباس...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ محرم (حج وعمرہ کا احرام باندھنے والا) کیا کیا کپڑے پہن سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حالت احرام میں) نہ تو کرتہ قمیض پہنو اور نہ (سر پر) عمامہ

باندھو اور نہ شلوار و پاجامہ پہنو اور نہ بارانی پہنو اور نہ (پاؤں میں) موزے پہنو، اس کے سوائے کہ کسی آدمی کے پاس پہننے کیلئے چپل یا جوتہ نہ ہو (تو مجبوراً پاؤں کی حفاظت کیلئے موزے پہن لے) اور ان کو ٹخنہ کے نیچے سے کاٹ کر جوتہ سا بنالے (آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احرام میں) ایسا بھی کوئی کپڑا نہ پہنو، جس کو زعفران یا ورس لگا ہو۔ (صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے تھے عورتوں کو احرام کی حالت میں دستانہ پہننے سے اور چہرہ پر نقاب ڈالنے اور ان کپڑوں کے استعمال سے جن کو زعفران یا ورس لگی ہو اور ان کے علاوہ، وہ جو رنگین کپڑے چاہیں تو پہن سکتی ہیں۔ کسمی کپڑا ہو یا ریشمی اور اسی طرح وہ چاہیں تو زیور بھی پہن سکتی ہیں اور شلوار قمیض اور موزے بھی پہن سکتی ہیں۔ (معارف الحدیث، سنن ابی داؤد) احرام میں مردوں کیلئے صرف دو چادریں ہیں، ایک تہبند میں باندھ لی جاتی ہے دوسری بدن پر ڈال لی جاتی ہے، سر کھلا رہتا ہے پاؤں بھی کھلے رہتے ہیں ایسا جوتہ ہونا چاہئے کہ جس سے پاؤں کا اوپر کا حصہ پنجے تک کھلا رہے۔ عورتوں کیلئے منہ کھولے رہنے کا حکم ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ وہ اجنبی مردوں کے سامنے بھی اپنے چہرے بالکل کھلے رکھیں بلکہ جب اجنبی مردوں کا سامنا ہو تو اپنی چادر سے یا کسی اور چیز سے ان کو آڑ کر لینی چاہیے، سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ: ہم عورتیں حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھیں (تو احرام کی وجہ سے ہم چہروں پر نقاب نہیں ڈالتی تھیں) جب ہمارے سامنے سے مرد گزرتے تو ہم اپنی چادریں سر کے اوپر سے لٹکا لیتی تھیں اور اس طرح پردہ کر لیتی تھیں پھر جب مرد آگے بڑھ جاتے تو ہم اپنے چہرے کھول دیتی تھیں۔ (معارف الحدیث)

- احرام میں غسل...... حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے اتارے اور احرام باندھنے کیلئے غسل فرمایا۔ (جامع ترمذی، مسند دارمی) اس حدیث کی بناء پر احرام سے پہلے غسل کو سنت کہا گیا ہے۔ (معارف الحدیث)
- خوشبو قبل احرام...... صحیح حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگایا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی پر بھی خوشبو کے اثرات دیکھے جاتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ

جب رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) احرام باندھنے کا ارادہ فرماتے تو سب سے بہترین خوشبو لگاتے جو مہیا ہو سکتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام سے قبل اور احرام کھولنے کے بعد خوشبو لگایا کرتی تھیں جس میں مشک ملا ہوتا تھا، گویا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں، درآنحالیکہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) محرم تھے۔ (متفق علیہ، مشکوٰۃ) لیکن جب محرم ہو جائے تو پھر خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے، احرام کی حالت میں خوشبو سونگھنے کے متعلق جوامع الفقہ لابی یوسفؒ میں فرمایا ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ محرم اس خوشبو کو سونگھ لے جو اس نے احرام سے قبل لگا رکھی ہے، (زادالمعاد)

- تلبیہ...... خلاد بن سائب تابعی اپنے والد سائب بن خلاد انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حکم پہنچایا کہ میں اپنے ساتھیوں کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ بلند آواز سے پڑھیں۔ (موطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، نسائی ابن ماجہ، معارف الحدیث)

- تلبیہ کے کلمات یہ ہیں...... لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ٥ ترجمہ: ”میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں بے شک سب تعریفیں اور نعمت آپ ہی کیلئے ہے اور سارا جہاں ہی آپ کا ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔“ بس یہی کلمات تلبیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے ان پر اور کسی کلمہ کا اضافہ نہیں فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری)

- دُعا بعد تلبیہ...... عمار بن خزیمہ بن ثابت انصاری اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تلبیہ سے فارغ ہوتے (یعنی تلبیہ پڑھ کر محرم ہوتے) تو اللہ تعالیٰ سے اس کی رضا اور جنت کی دُعا کرتے اور اس کی رحمت سے دوزخ سے خلاصی اور پناہ مانگتے۔ (رواہ الشافعی، معارف الحدیث)

- طواف میں ذکر و دُعا...... حضرت عبداللہ بن السائبؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طواف کی حالت میں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان کی مسافت میں یہ دُعا پڑھتے ہوئے سنا: رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ. حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رکن یمانی پر ستر

فرشتے مقرر ہیں جو ہر اس بندے کی دُعا پر آمین کہتے ہیں جو اس کے پاس یہ دُعا کرے کہ: اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ (معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ) ترجمہ: ''اے اللہ! میں آپ سے بخشش اور عافیت مانگتا ہوں دنیا میں اور آخرت میں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔'' (معارف الحدیث، سنن ابن ماجہ)

- استلام...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک خمدار چھڑی تھی، اسی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کا استلام فرماتے تھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)...... عابس بن ربیعہؒ تابعی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ وہ حجرِ اسود کو بوسہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ میں یقین کے ساتھ جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے (تیرے اندر کوئی خدائی صفت نہیں) نہ تو کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے چومتے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے نہ چومتا۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- ملتزم...... سنن ابی داؤد کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ملتزم سے اس طرح چمٹ گئے کہ اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس سے لگا دیا اور ہاتھ بھی پوری طرح پھیلا کر اس پر رکھ دیئے اور فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ (معارف الحدیث)

- رمی...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی چاشت کے وقت فرمائی اور اس کے بعد ایام تشریق میں جمرات کی رمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد کی۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث) سالم بن عبداللہ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ رمی جمرات کے بارے میں ان کا معمول اور دستور یہ تھا کہ وہ پہلے جمرہ پر سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر اللہ اکبر کہتے، اس کے بعد آگے نشیب میں اتر کر قبلہ رو کھڑے ہوتے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک دعا کرتے پھر درمیان والے جمرہ پر بھی اسی طرح سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری پر تکبیر کہتے، پھر بائیں جانب نشیب میں اتر کر قبلہ رو کھڑے ہوتے اور دیر تک کھڑے رہتے اور ہاتھ اٹھا کر دُعا کرتے۔ پھر

آخری جمرہ (جمرۃ العقبہ) پربطن وادی سے سات کنکریاں مارتے اور ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے اور اس جمرہ کے پاس کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس ہو جاتے اور بتاتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح بخاری معارف الحدیث)

حلق کرانے (سر منڈوانے) والوں کیلئے دُعا...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے حجۃ الوداع میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کی رحمت ہواُن پر جنہوں نے یہاں اپنا سر منڈوایا، حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) رحمت کی یہ دُعا بال ترشوانے والوں کیلئے بھی کر دیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ارشاد فرمایا: کہ اللہ کی رحمت ہو سر منڈواتے والوں پر، ان حضرات نے پھر وہی عرض کیا تو تیسری دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ان لوگوں پر بھی اللہ کی رحمت ہو جنہوں نے یہاں بال ترشوائے۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

قربانی کے ایام...... حضرت عبداللہ بن قرطؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا یوم النحر (قربانی کا دن یعنی دس ذی الحجہ کا دن) اس کے بعد اس سے اگلے دن یوم القر، ۱۱ ذی الحجہ کا درجہ ہے، اس لیے قربانی جہاں تک ہو سکے ۱۰ ذی الحجہ کو کر لی جائے اگر کسی وجہ سے ۱۰ تاریخ کو قربانی نہ ہو سکے تو ۱۱ ذی الحجہ کو اگر چہ ۱۲ ذی الحجہ کو بھی جائز ہے، مگر افضل یہ ہے کہ ۱۰ ذی الحجہ کو قربانی کر لی جائے۔ (سنن ابی داوٗد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کا منظر...... اسی حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن قرطؓ کا یہ ارشاد نقل کرنے کے بعد اپنا یہ عجیب وغریب مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ پانچ چھ اونٹ قربانی کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونے کی کوشش کرتا تھا کہ پہلے اسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذبح کریں۔ (سنن ابی داوٗد، معارف الحدیث)

طواف زیارت...... حضرت عائشہؓ اور حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف زیارت کو موخر کیا (یعنی اس کی تاخیر کی اجازت دی) بارہویں ذی الحجہ کی غروب آفتاب کے قبل تک۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داوٗد، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

سواری پر طواف...... حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ (حجۃ الوداع میں) میں نے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے بیماری کی تکلیف ہے (میں طواف کیسے کروں؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سوار ہو کر لوگوں کے پیچھے پیچھے طواف کرلو، تو میں نے اسی طرح طواف کیا اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پہلو میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں سورہ طور تلاوت فرمارہے تھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

- عورتوں کا شرعی عذر...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ (حجۃ الوداع کے سفر میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے چلے، ہماری زبانوں پر بس حج ہی کا ذکر تھا، یہاں تک کہ جب (مکہ کے بالکل قریب) مقام سرف پر پہنچے (جہاں سے مکہ صرف ایک منزل رہ جاتا ہے) تو میرے وہ دن شروع ہو گئے جو عورتوں کو ہر مہینہ آتے ہیں تو میں رونے لگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شاید تمہاری ماہواری کے ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ہاں! یہی بات ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (رونے کی کیا بات ہے؟) یہ تو ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں (یعنی عورتوں) کے ساتھ لازم کر دی ہے، تم وہ سارے عمل کرتی رہو جو حاجیوں کو کرنے ہوتے ہیں، سوائے اس کے کہ بیت اللہ کا طواف اس وقت تک نہ کرو جب تک کہ اس سے پاک صاف نہ ہو جاؤ۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری، صحیح مسلم)

- طواف وداع...... حضرت حارث ثقفیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص حج یا عمرہ کرے تو چاہیے کہ اس کی آخری حاضری بیت اللہ پر ہو اور آخری عمل طواف ہو۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

- زیارت روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم...... اگر گنجائش ہو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک اور مسجد نبوی کی زیارت سے بھی سعادت و برکت حاصل کرے اس کی نسبت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي ط جو شخص (مالی) وسعت رکھے اور پھر بھی میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی۔ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي ط ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہو گئی۔ وَمَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي ط ترجمہ: جس نے میری وفات کے بعد میری

زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی۔ (مراقی الفلاح، بیہقی فی شعب الایمان) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے: وَصَلوٰۃٌ فِیْ مَسْجِدِیْ بِخَمْسِیْنَ اَلْفِ صَلوٰۃٍ۔ ترجمہ: جو شخص میری مسجد میں نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔ (احمد ابن حبان)

- حاجی کی دُعا...... حدیث شریف میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لیے مغفرت کی دُعا کرے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو اس لیے کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے۔ (پس وہ مقبول بارگاہِ الٰہی ہے) اس کی دُعا مقبول ہونے کی خاص طور پر امید ہے اور جو دُعا چاہے اس سے وہ دُعا کرائے۔ دین کی یا دنیا کی، مگر اس کے مکان میں پہنچنے سے پہلے)۔ (بہشتی زیور)
- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج و عمروں کی تعداد...... روایات کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے قبل دو حج کئے، بعض کہتے ہیں کہ تین حج کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں کی تعداد چار بتائی جاتی ہے۔ (بخاری، مدارج النبوۃ)
- حجۃ الوداع میں آخری اعلان...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد (جو ہجرت کا دسواں سال تھا) ایک حج کیا جس کو حجۃ الوداع اور حجۃ الاسلام کہتے ہیں۔ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو احکام و مسائل کی تعلیم فرمائی اور فرمایا: کہ شاید آئندہ سال تم مجھ کو نہ پاؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو سفر آخرت کی بناء پر رخصت فرمایا اور خطبہ دیا۔ (مدارج النبوۃ)

حجۃ الوداع کی تفصیل

(حضرت جابرؓ کی ایک طویل حدیث کا اقتباس)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فریضۂ حج ادا کرنے کیلئے مدینہ طیبہ سے روانگی......

حضور خاتم المرسلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے ارادۂ حج کا اعلان فرمایا: تو لوگ اطلاع پا کر چاروں طرف سے بہت بڑی تعداد میں آ کر جمع ہو گئے ہر ایک کی خواہش و آرزو یہ تھی کہ اس مبارک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری

پوری پیروی کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا، اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں حج اور سفر حج کے متعلق خصوصیت سے ہدایتیں دیں اور اگلے دن ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ھ بروز شنبہ بعد نماز ظہر مدینہ طیبہ سے ایک عظیم الشان قافلہ کے ساتھ روانگی ہوگئی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ جا کر پڑھی، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی منزل کرنا تھی اور یہیں سے احرام باندھنا تھا، رات بھی وہیں گزاری اور اگلے دن یعنی یک شنبہ کو ظہر کی نماز کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے احرام باندھا (نماز سے فارغ ہوکر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا، سر میں تیل ڈالا، لباس بدلا اور چادر اوڑھی حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ذوالحلیفہ میں احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد متصلاً پہلا تلبیہ پڑھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناقہ پر سوار ہوئے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر تلبیہ پڑھا اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بیداء پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے تلبیہ پڑھا: لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ ○ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ نویں دن ۴ ذی الحجہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ میں داخل ہوئے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے والوں کی تعداد مختلف روایتوں میں چالیس ہزار سے لے کر ایک لاکھ تیس ہزار تک بیان کی گئی ہے۔ (معارف الحدیث)

بیت اللہ میں حاضری..... طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی عبد مناف سے جو اب بنی شیبہ کے نام سے معروف ہے داخل ہوئے، طبرانی کا بیان ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک کعبہ شریف پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُمَّ زِدْ بَيْتَكَ هٰذَا تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَمَهَابَةً یعنی ''اے اللہ! اپنے اس گھر کی عزت، حرمت وعظمت وبزرگی اور زیادہ بڑھادے۔'' ایک اور روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ اٹھاتے اور تکبیر کہتے تھے اور فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ اَللّٰهُمَّ زِدْ هٰذَا الْبَيْتَ تَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَتَكْرِيْمًا وَمَهَابَةً وَزِدْ مَنْ حَجَّهُ اَوِ اعْتَمَرَهُ تَكْرِيْمًا وَتَشْرِيْفًا وَتَعْظِيْمًا وَبِرًّا. ترجمہ: ''اے اللہ! جو تیرے اس گھر کا حج کرے یا عمرہ کرے اس کی بھی بزرگی، عزت، بڑائی اور عظمت میں زیادہ اضافہ فرما۔'' جب

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آئے تو کعبہ شریف کی طرف بڑھے حجر اسود کی طرف کچھ رخ کیا، داہنی طرف سے طواف شروع کیا، کعبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں جانب تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف فرمانا...... بیت اللہ پر پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف شروع کیا جس میں تین چکروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل کیا (یعنی وہ خاص چال چلے جس میں قوت وشجاعت کا اظہار ہوتا ہے) اور باقی چار چکروں میں اپنی عادت کے مطابق چلے۔ (زادالمعاد) طواف کرنے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم چادر یوں اوڑھے ہوئے تھے کہ اس کا ایک سرا بغل کے نیچے سے نکال کر شانے پر ڈال لیا تھا، جب حجر اسود کے سامنے آتے تو اس کی طرف اشارہ فرماتے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، اس سے اس کو چھوتے، پھر لکڑی کو چوم کر آگے بڑھ جاتے، اس چھڑی کا سر مڑا ہوا تھا۔ طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکن یمانی کو چھوتے تھے تو فرماتے تھے بسم اللہ اللہ اکبر اور جب حجر اسود کے پاس آتے تو فرماتے اللہ اکبر پھر (طواف کے سات چکر پورے کر کے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى. ترجمہ: ''اور مقام ابراہیم کے پاس نماز ادا کرو۔'' پھر اس طرح کھڑے ہو کر کہ مقام ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بیت اللہ کے درمیان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (دو رکعت) نماز پڑھی (یعنی دوگانہ طواف ادا کیا) حدیث کے راوی امام جعفر صادقؒ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ذکر کرتے تھے کہ ان دو رکعتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ) اور (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) کی قرأت کی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعی...... اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم پھر حجر اسود کی طرف واپس آئے اور پھر اس کا استلام کیا۔ (یہ استلام سعی کیلئے تھا جس طرح بیت اللہ کا طواف حجر اسود کے استلام سے شروع کیا جاتا ہے، اسی طرح سعی سے پہلے بھی استلام مسنون ہے) پھر ایک دروازے سے (سعی کیلئے) صفا پہاڑی کی طرف چلے گئے اور اس کے بالکل قریب پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ) ''بلاشبہ صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں جن کے درمیان سعی کا حکم ہے۔'' اس کے بعد آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس صفا سے سعی شروع کرتا ہوں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے کیا ہے۔'' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے صفا پر آئے اور اس حد تک اس بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر کے سامنے آ گیا۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کی طرف رُخ کر کے کھڑے ہوگئے اور اللہ تعالیٰ کی تکبیر وتحمید میں مصروف ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ اَنْجَزَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ ط ترجمہ: ''اللہ کے سوا کوئی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں، وہی تنہا معبود و مالک ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، ساری کائنات پر اسی کی فرماں روائی ہے اور حمد وستائش اسی کا حق ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی تنہا معبود و مالک ہے اس نے (مکہ اور سارے عرب پر اقتدار بخشنے اور اپنے دین کو سربلند کرنے کا) اپنا وعدہ پورا فرمادیا، اپنے بندے کی اس نے بھرپور مدد فرمائی اور کفر وشرک کے لشکروں کو تنہا اسی نے شکست دی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ یہ کلمات فرمائے اور ان کے درمیان دُعا کی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اتر کر مروہ کی جانب چلے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم وادی کے نشیب میں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دوڑ کر چلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نشیب سے اوپر آ گئے تو اپنی عام رفتار کے مطابق چلے یہاں تک کہ مروہ پہاڑی پر آ گئے اور یہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل وہی کیا جو صفا پر کیا تھا۔ (یعنی وہی سب کلمات ادا فرمائے) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آخری (ساتواں) پھیرا پورا کر کے مروہ پر پہنچے۔

■ منیٰ میں قیام...... پھر جب یوم الترویہ (یعنی ۸ ذی الحجہ کا دن) ہوا تو رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم اپنی ناقہ پر سوار ہو کر منیٰ کو چلے پھر وہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اور صحابہ کرامؓ نے مسجد خیف میں) ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر پانچوں نمازیں (اپنے اپنے وقت پر) پڑھیں، فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں اور ٹھہرے۔ یہاں تک کہ جب سورج نکل آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات کی طرف روانہ ہوئے۔

عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اور وقوف

■ خطبہ حجۃ الوداع...... حضرت جابرؓ نے ایک طویل حدیث میں حجۃ الوداع کی تفصیل بیان کی

ہے اس میں ۹ ذی الحجہ کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب آفتاب ڈھل گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقہ قصواء پر کجاوا کسنے کا حکم دیا چنانچہ اس پر کجاوا کس دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر وادی عرفہ کے درمیان آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کی پشت ہی پر سے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں فرمایا: ''لوگو! تمہارے خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ناحق کسی کا خون کرنا اور ناجائز طریقے پر کسی کا مال لینا تمہارے لیے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے) بالکل اسی طرح کہ جس طرح آج یوم العرفہ کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینے میں اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کرلو! کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریخی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور سارے قصے ختم ہیں) یہ سب میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں۔ (میں ان کے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانۂ جاہلیت کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانے کے ایک خون ربیعہ ابن الحارث بن عبدالمطلب کے خون کے ختم اور معاف کئے جانے کا اعلان کرتا ہوں، جو قبیلہ بن سعد کے ایک گھرانے میں دودھ پینے کیلئے رہتے تھے ان کو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا، ہذیل سے اس خون کا بدلہ لینا ابھی باقی تھا لیکن اب میں اپنے خاندان کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ اب یہ قصہ ختم ہے بدلہ نہیں لیا جائے گا اور زمانۂ جاہلیت کے تمام سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کرے گا) اور اس باب میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں اب وہ کسی سے اپنا سودی مطالبہ وصول نہیں کریں گے ان کے سارے سودی مطالبات آج ختم کر دیئے گئے۔ اور اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو اس لیے کہ تم نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اس کے قانون سے ان کے ساتھ تمتع تمہارے لیے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر میں آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اس کو اس کا موقع نہ دیں لیکن اگر وہ یہ غلطی کریں تو تم (تنبیہ اور آئندہ سد باب کیلئے اگر کچھ سزا دینا مناسب سمجھو) ان کو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور ان کا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدور اور حیثیت کے

مطابق ان کے کھانے پہننے کا بندوبست کرو اور میں تمہارے لیے وہ سامان ہدایت چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اس کی پیروی کرتے رہے تو پھر کبھی تم گمراہ نہ ہو گے وہ ہے ''کتاب اللہ'' اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے تم کو اللہ کی ہدایت اور اس کے احکام پہنچائے یا نہیں) تو بتاؤ وہاں تم کیا کہو گے؟ اور کیا جواب دو گے؟ حاضرین نے عرض کیا: کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اس کے احکام ہم کو پہنچا دیئے اور رہنمائی اور تبلیغ کا حق ادا کر دیا اور نصیحت اور خیر خواہی میں کوئی دقیقہ نہ رکھا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے لوگوں کے مجمع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین دفعہ فرمایا: یعنی اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے تیرا پیغام اور تیرے احکام تیرے بندوں تک پہنچا دیئے اور تیرے یہ بندے اقرار کر رہے ہیں۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) اس کے بعد (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے) حضرت بلالؓ نے اذان دی پھر اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی، اس کے بعد پھر بلال نے اقامت کہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھائی۔

▪ **عرفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقوف**...... (جب ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ بلا فصل پڑھ چکے تو) اپنی ناقہ پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات میں خاص وقوف کی جگہ پر تشریف لائے اور اپنی ناقہ قصویٰ کا رخ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف کر دیا جدھر پتھر کی بڑی بڑی چٹانیں ہیں اور پیدل مجمع کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے کر لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو ہو گئے اور وہیں کھڑے رہے یہاں تک کہ غروب آفتاب کا وقت آ گیا اور (شام کے آخری وقت میں فضاء میں جو زردی ہوتی ہے) وہ زردی بھی ختم ہو گئی اور آفتاب بالکل ڈوب گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے مزدلفہ کیلئے روانہ ہوئے۔

▪ **مزدلفہ میں قیام اور وقوف**...... یہاں پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھیں اور ان دونوں نمازوں کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت یا نفل کی رکعتیں بالکل نہیں پڑھیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ گئے اور لیٹے رہے یہاں تک کہ صبح صادق کے ظاہر ہوتے ہی اذان اور اقامت کے ساتھ نماز فجر ادا کی اس کے بعد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مشعر حرام کے پاس آئے (راجح قول کے مطابق یہ ایک بلند ٹیلہ سا تھا مزدلفہ کے حدود میں اب بھی یہی صورت ہے اور وہاں نشانی کے طور پر ایک عالیشان مسجد بنادی گئی ہے) یہاں آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رو کھڑے ہوئے اور دُعا اور اللہ کی تکبیر تہلیل اور توحید وتمجید میں مشغول رہے یہاں تک کہ خوب اجالا ہوگیا، اس راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عباسؓ کو حکم دیا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سات عدد کنکریاں رمی جمار کے لئے چنیں، انہوں نے پتھر کے ڈھیر سے سات کنکریاں چن لیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنے ہاتھ میں اچھالنے لگے اور فرمانے لگے اس طرح رمی کرو اور دین میں غلو کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے جنہوں نے دین میں غلو کیا وہ ہلاک ہوگئے۔ (زادالمعاد)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رمی فرمانا...... پھر طلوعِ آفتاب سے ذرا پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ کیلئے روانہ ہوگئے اور جمرہ عقبیٰ پر پہنچے۔ (زادلمعاد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر تھے، وادی کے نچلے جانب ٹھہرے (بائیں طرف کعبہ شریف، داہنی طرف منیٰ اور سامنے جمرہ تھا) سات سنگریزے اس پر پھینک مارے جن میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر کہتے تھے، یہ سنگ ریزے خزف کے سنگ ریزوں کی طرح کے تھے۔ (یعنی چھوٹے چھوٹے تھے جیسے کہ انگلیوں میں رکھ کر پھینکے جاتے ہیں جو تقریباً چنے اور مٹر کے دانے کے برابر ہوتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ پر یہ سنگ ریزے (جمرہ کے قریب والی) نشیبی جگہ سے پھینک کر مارے۔

خطبہ منیٰ...... پھر رمی سے فارغ ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ واپس ہوئے اور ایک فصیح وبلیغ خطبہ ارشاد فرمایا: جس میں لوگوں کو قربانی کے دن کی حرمت وعظمت اور اللہ کے نزدیک اس کی فضیلت سے آگاہ کیا اور تمام ممالک پر مکہ مکرمہ کی فضیلت بیان فرمائی اور کتاب اللہ کے مطابق حکمرانی کرنے والوں کی سمع واطاعت کا حکم دیا، پھر ارشاد فرمایا: کہ ''لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسک حج سیکھ لیں'' اور فرمایا: کہ ''شاید میں اس سال کے بعد حج نہ کرسکوں'' اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد مبتلائے کفر نہ ہوجائیں اور ایک دوسرے کی گردنیں نہ ماریں، پھر اپنی طرف سے تبلیغ کا حکم دیا: اور فرمایا کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کو مسئلہ پہنچایا جاتا ہے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ (فہم وفراست کے مالک) ہوتے ہیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا: کہ کوئی آدمی اپنی جان پر ظلم نہ کرے (اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے خطبہ کے خاطر) لوگوں کی قوت سماعت کھول دی یہاں تک کہ اہل منیٰ نے اپنے اپنے گھروں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ سنا۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قربانی فرمانا...... پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کیلئے تشریف لے گئے قربان گاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ اونٹوں کی قربانی اپنے ہاتھ سے کی پھر جو باقی رہے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے فرما دیئے ان سب کی قربانی انہوں نے کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی قربانی میں شریک فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ قربانی کے ہر اونٹ میں سے ایک پارچہ لے لیا جائے یہ سارے پارچے ایک دیگ میں ڈال کر پکائے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ دونوں نے اس میں گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کرانا...... حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (١٠ ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ سے) منیٰ تشریف لائے تو پہلے جمرۃ العقبیٰ پر پہنچ کر اس کی رمی کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ پر تشریف لائے اور قربانی کے جانوروں کی قربانی کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو طلب فرمایا اور پہلے اپنے سر مبارک کی داہنی جانب اس کے سامنے کی، اس نے اس جانب کے بال مونڈے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ انصاریؓ کو طلب کیا اور وہ بال ان کے حوالے کر دیئے، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر کی بائیں جانب حجام کے سامنے کی اور فرمایا: کہ اب اس کو بھی مونڈ دو م اس نے اس جانب کو بھی موونڈ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بال ابوطلحہؓ ہی کے حوالے فرما دیے اور ارشاد فرمایا: ان بالوں کو لوگوں میں تقسیم کر دو۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

- طواف زیارت و زمزم...... اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ناقہ پر سوار طواف زیارت کیلئے بیت اللہ کی طرف چل دیئے اور ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں جا کر پڑھی، طواف سے فارغ ہو کے (اپنے اہل خاندان) بنی عبدالمطلب کے پاس آئے جو زمزم سے پانی کھینچ کھینچ کر لوگوں کو پلا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر یہ خطرہ نہ ہوتا کہ دوسرے لوگ غالب آ کر تم سے یہ خدمت چھین لیں گے تو میں بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا، ان لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھر کے ایک ڈول زم زم کا دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے نوش فرمایا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری خطبہ اور مدینہ کو واپسی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ منیٰ میں نحر سے قبل فرمایا تھا، دوسرا خطبہ ایام تشریق کے وسط میں فرمایا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج ایام تشریق کا وسطی دن ہے اور یہ جگہ مشعر حرام ہے پھر فرمایا: کہ شاید اب دوبارہ تم سے نہ مل سکوں، یاد رکھو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری آبرو تم پر اسی طرح حرام ہے جیسے تمہارے اس شہر میں آج کے دن حرمت ہے، یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جاملو، پھر وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پرسش کرے گا۔ خبردار! تمہارا قریب دور والے کو یہ بات پہنچادے، خبردار! کیا میں نے پہنچادیا؟

طواف وداع...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منیٰ میں) دو دن واپسی میں جلدی نہیں فرمائی بلکہ تیسرے دن تک تاخیر فرمائی اور ایام تشریق کے تین دن پورے کئے یعنی ۱۳ ذی الحجہ اور منگل کو ظہر کی نماز پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام محصب کی طرف روانہ ہو گئے یہ ایک ریگستانی میدان ہے۔ (یہ اب مکہ معظّمہ کا ایک محلّہ معابدہ ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نماز ادا فرمائی اور کچھ دیر سو گئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے اور رات کو سحری کے وقت طواف وداع کیا اس طواف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمل نہیں کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کیلئے روانہ ہو گئے۔ (زادالمعاد)

زکوٰۃ وصدقہ

زکوٰۃ کی حلاوت...... حضرت عبداللہ بن معاویہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تین کام ایسے ہیں کہ جو شخص ان کو کرے گا وہ ایمان کا ذائقہ چکھے گا، صرف اللہ کی عبات کرے اور یہ عقیدہ رکھے کہ سوائے اللہ کے کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے مال کی زکوٰۃ ہر سال اس طرح دے کہ اس کا نفس اس پر خوش ہو اور اس پر آمادہ کرتا ہو۔ (یعنی اس کو روکتا نہ ہو)، زکوٰۃ کا مرتبہ تو اس سے ظاہر ہوا کہ اس کو توحید کے ساتھ ذکر فرمایا اور اس کا اثر اس سے ظاہر ہوا کہ اس سے ایمان کا مزہ بڑھ جاتا ہے۔ (حیوۃ المسلمین)

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو پھر وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل بنادیا جائے گا جس کی دونوں آنکھوں کے اوپر دو نقطے ہوں گے (ایسا سانپ

بہت زہریلا ہوتا ہے)۔ وہ سانپ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے بخیل کے گلے میں طوق (یعنی ہنسلی) کی طرح ڈال دیا جائے گا (یعنی اس کے گلے میں لپٹ جائے گا) اور اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کاٹے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیری جمع کی ہوئی دولت ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی تصدیق میں) سورۂ آل عمران کی یہ آیت پڑھی (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ اِلٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ) اس آیت میں مال کے طوق بنائے جانے کا ذکر ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے: ''اور نہ گمان کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال و دولت میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو دیا ہے (اور اس کی زکوٰۃ نہیں نکالتے) کہ وہ مال و دولت ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ انجام کے لحاظ سے وہ ان کیلئے بدتر ہے اور شر ہے قیامت کے دن ان کے گلوں میں وہ دولت جس میں انہوں نے بخل کیا (اور جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی) طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔
(بخاری، نسائی، حیوۃ المسلمین)

- صدقہ کی ترغیب...... حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے بھروسہ پر اس کی راہ میں کشادہ دستی سے خرچ کرتی رہو اور گنو مت (یعنی اس فکر میں مت پڑو کہ میرے پاس کتنا ہے، اور اس میں سے کتنا راہِ خدا میں دوں) اگر تم اس کی راہ میں اس طرح حساب کر کر کے دوگی تو وہ بھی تمہیں حساب ہی سے دے گا اور اگر بے حساب دوگی تو وہ بھی اپنی نعمتیں تم پر بے حساب انڈیلے گا اور دولت جوڑ جوڑ کر اور بند کر کے نہ رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے ساتھ یہی معاملہ کرے گا (کہ رحمت اور برکت کے دروازے تم پر خدانخواستہ بند ہو جائیں گے) لہٰذا تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے اور جس کی توفیق ملے راہِ خدا میں کشادہ دستی سے دیتی رہو۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- صدقہ کی برکات...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دفع کرتا ہے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ خیرات کرنے میں (حتی الامکان) جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلا اس سے آگے بڑھنے نہیں پاتی۔ (رزین، حیوۃ المسلمین) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی (بلکہ اضافہ ہوتا ہے) اور قصور معاف کر دینے سے آدمی نیچا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ اس

کو سر بلند کر دیتا ہے اور اس کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کیلئے فروتنی اور خاکساری کا رویہ اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رفعت اور بالاتری بخشے گا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات چیزیں ہیں جن کا ثواب بندہ کے مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے اور یہ قبر میں پڑا رہتا ہے، جس نے علم (دین) سکھایا، یا کوئی نہر کھودی، یا کوئی کنواں کھدوایا یا کوئی درخت لگایا، یا کوئی مسجد بنائی، یا قرآن ترکہ میں چھوڑ گیا، یا کوئی اولاد چھوڑی جو اس کے مرنے کے بعد بخشش کی دُعا کرے۔ (ترغیب از بزار و ابونعیم) اور ابن ماجہ نے بجائے درخت لگانے اور کنواں کھدوانے کے صدقہ کا اور مسافر خانہ کا ذکر کیا ہے۔ (ترغیب) اس حدیث سے دینی مدرسہ کی اور رفاہِ عامہ کے کاموں کی فضیلت ثابت ہوئی۔ (حیوۃ المسلمین)

صدقہ کا مستحق..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اصلی مسکین (جس کی صدقہ سے مدد کرنی چاہیے) وہ آدمی نہیں ہے جو (مانگنے کیلئے) لوگوں کے پاس آتا جاتا ہے (در، در پھرتا ہے اور سائلانہ چکر لگاتا ہے) اور ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں (جب اس کے ہاتھ پر رکھ دی جاتی ہیں تو) لے کر واپس لوٹ جاتا ہے، بلکہ اصلی مسکین وہ بندہ ہے جس کے پاس اپنی ضرورتیں پوری کرنے کا سامان بھی نہیں ہے اور (چونکہ وہ اپنے اس حال کو لوگوں سے چھپاتا ہے اس لئے) کسی کو اس کی حاجت مندی کا احساس بھی نہیں ہوتا کہ صدقہ سے اس کی مدد کی جائے اور نہ وہ چل پھر کر لوگوں سے سوال کرتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

اپنی حاجتوں کا اخفا..... حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس آدمی کو کوئی سخت حاجت پیش آئی اور اس نے اس کو بندوں کے سامنے رکھا (اور ان سے مدد چاہی) تو اسے اس مصیبت سے مستقل نجات نہیں ملے گی اور جس آدمی نے اسے اللہ تعالیٰ کے سامنے رکھا اور اس سے دُعا کی تو پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی اس کی یہ حاجت ختم کر دے گا یا تو جلد ہی موت دے کر (اگر اس کی موت کا مقررہ وقت آ گیا ہو) یا کچھ تاخیر سے خوشحال کر دے۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مجھے کچھ عطا فرماتے تھے تو میں عرض کرتا تھا کہ حضرت کسی ایسے آدمی کو دیجیے جس کو مجھ سے زیادہ اس کی ضرورت ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

فرماتے کہ عمر اس کو لے لو اور اپنی ملکیت بنالو (پھر چاہو تو) صدقہ کے طور پر کسی حاجت مند کو دے دو (اور اپنا یہ اصول بنالو کہ) جب کوئی مال تمہیں اس طرح ملے کہ نہ تو نے تم اس کیلئے سوال کیا ہو اور نہ تمہارے دل میں اس کی چاہت اور طمع ہو تو (اس کو اللہ تعالیٰ کا عطیہ سمجھ کر) لے لیا کرو اور جو مال اس طرح تمہارے پاس نہ آئے تو اس کی طرف توجہ بھی نہ کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم)

صدقہ کی حقیقت...... حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی خوشی کی خاطر ذرا مسکرا دینا بھی صدقہ ہے کوئی نیک بات کہہ دینی بھی صدقہ ہے، تمہارا کسی کو بری بات سے روک دینا بھی صدقہ ہے، کسی بے نشان زمین کا کسی کو راستہ بتادینا بھی صدقہ ہے جس شخص کی نظر کمزور ہو اس کی مدد کر دینا بھی صدقہ ہے، راستہ سے پتھر، کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا بھی تمہارے لیے ایک صدقہ ہے اور اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی شریف، ترجمان السنہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے (یعنی دینا لینے سے بہتر ہے) تو شروع کر اپنے اہل وعیال سے (یعنی پہلے انہیں کو دے) عیال کون ہیں؟ تیری ماں، تیرا باپ، تیری بہن، تیرا بھائی پھر جو زیادہ قریب ہو پھر جو اس کے قریب تر ہو۔ (معارف الحدیث، طبرانی، مسلم و بخاری) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مرد نے جو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر اپنے اہل اور اپنی ذی رحم اور ذی قرابت پر خرچ کیا وہ سب اس کیلئے صدقہ ہے۔ (طبرانی، معارف الحدیث) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: جس کی تین لڑکیاں ہیں یہ ان کو ادب سکھاتا ہے ان پر رحم کرتا ہے، ان کا کفیل ہے تو اس کیلئے یقیناً جنت واجب کی گئی، کسی نے کہا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) بھلا اگر دو ہی لڑکیاں ہوں؟ فرمایا: گو دو ہی ہوں بعض لوگوں نے سمجھا کہ اگر ایک لڑکی کیلئے سوال کیا جاتا تو ایک کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیتے۔ طبرانی نے یہ زیادہ کیا ہے کہ اس نے ان کا نکاح بھی کر دیا۔ (احمد، بزار، طبرانی) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا۔ جو مسلمان بندہ کوئی درخت لگائے یا کھیتی کرے تو اس درخت یا اس کھیتی میں سے جو پھل یا جو دانہ کوئی انسان یا کوئی پرندہ یا کوئی چوپایہ کھائے گا وہ اس (درخت یا کھیتی والے) بندہ کیلئے صدقہ اور اجر وثواب کا ذریعہ ہوگا۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کونسا صدقہ افضل

ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ صدقہ افضل ترین صدقہ ہے جو غریب آدمی اپنی کمائی میں سے کرے اور پہلے ان پر خرچ کرے جس کا وہ ذمہ دار ہو (یعنی اپنی بیوی بچوں پر)۔ (سنن ابی داؤد)

جسم کے ہر جوڑ پر صدقہ ...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جتنے انسان ہیں سب کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ بنائے گئے ہیں۔ (ہر جوڑ کی طرف سے ایک صدقہ ادا کرنا واجب ہوتا ہے) تو جس نے اللہ اکبر کہا یا الحمد للہ یا لا الہ الا اللہ یا سبحان اللہ یا استغفر اللہ کہا ہر ایک ایک صدقہ شمار ہو جاتا ہے اسی طرح جس نے لوگوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دیا۔ (ترجمان السنہ، ادب المفرد) حضورِ اقدس کا ارشاد ہے کہ اگر تم سے کچھ اور نہ ہو سکے تو بیکس اور حاجت مند کی مدد ہی کیا کرو۔ (بخاری) اور یہ بھی ارشاد فرمایا: بھولے بھٹکے ہوئے کو اور کسی اندھے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی) نیز یہ بھی ارشاد فرمایا: کہ جو شخص راستہ چلنے میں کوئی کانٹا راستہ سے ہٹا دے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام کی قدر کرتا ہے اور اس کا گناہ معاف کرتا ہے۔ (ترمذی، سیرۃ النبیؐ)

ایصال ثواب صدقہ ہے...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضرت میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے اور انہوں نے ترکہ میں کچھ مال چھوڑا ہے اور صدقہ وغیرہ کی کوئی وصیت نہیں کی ہے، تو اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا میرا یہ صدقہ ان کیلئے کفارۂ سیأت اور مغفرت و نجات کا ذریعہ بن جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے اسی کی امید ہے۔ (تہذیب الآثار لابن جریر)

ہجرت، جہاد و شہادت

ہجرت ...... حضرت عمر بن خطابؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: کہ سب اعمالِ انسانی کا دارومدار بس نیتوں پر ہے اور آدمی کو اس کی نیت ہی کے مطابق پھل ملتا ہے تو جس شخص نے اللہ اور رسول کی طرف ہجرت کی (اور خدا اور رسول کی رضا جوئی و اطاعت کے سوا اس کی ہجرت کا اور کوئی باعث نہ تھا) تو اس کی ہجرت درحقیقت اللہ اور رسول کی طرف ہوئی (اور بیشک وہ اللہ و رسول کا سچا مہاجر ہے اور اس کو اس کی ہجرت الی اللہ والرسول کا مقرر اجر ملے گا) اور جو کسی دنیوی غرض کیلئے کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر مہاجر بنا تو (اس کی ہجرت اللہ و رسول کے لئے نہ ہوگی

بلکہ) فی الواقع جس دوسری غرض اور نیت سے اس نے ہجرت اختیار کی ہے عند اللہ بس اسی کیلئے ہجرت مانی جائے گی ۔ (بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

جہاد...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (حدیث قدسی) جو شخص میرے راستہ میں جہاد کرنے اور صرف مجھ پر ایمان رکھنے اور میرے رسولوں کی تصدیق کرنے کی وجہ سے اپنے گھر سے) نکلا ہے تو خدا اس کا ضامن ہے کہ یا اس کو جنت میں داخل کردے گا (اگر وہ شہید ہوگیا) یا اس کو مکان کی طرف جس سے وہ (جہاد کیلئے) نکلا ہے کامیاب واپس پہنچا دے گا، ثواب کے ساتھ، غنیمت کے ساتھ اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے ! کہ وہ کوئی زخم خدا کے راستہ میں نہیں کھائے گا، مگر قیامت کے دن اس کو اسی حالت میں لے کر حاضر ہوگا جیسا زخم کھانے کے وقت تھا اس کا رنگ سرخ ہوگا اور بو مشک کی خوشبو جیسی ہوگی اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ! اگر میں مسلمانوں پر گرانی محسوس نہ کرتا تو میں کسی لشکر سے جو جہاد کر رہا ہے کبھی پیچھے نہ بیٹھتا نہ میں خود اتنی وسعت پاتا ہوں کہ سب کو سواری دوں اور نہ مسلمانوں ہی میں اتنی وسعت ہے اور یہ ان پر گراں ہے کہ میں (جہاد کیلئے) چلا جاؤں اور وہ مجھ سے پیچھے رہ جائیں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ! بے شک میں تمنا رکھتا ہوں کہ خدا کے راستہ میں جہاد کروں اور شہید ہو جاؤں پھر جہاد کروں، پھر شہید ہو جاؤں، پھر جہاد کروں اور پھر شہید ہو جاؤں ۔ (معارف الحدیث، مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ " جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے جی میں اس کی تجویزیں سوچیں اور تمنا کی تو وہ نفاس کی ایک صفت پر مرا۔ " (مسلم) تشریح: یعنی ایسی زندگی جس میں دعویٰ ایمان کے باوجود نہ کبھی راہ خدا میں جہاد کرنے کی یا مدد کرنے کی نوبت آئے اور نہ دل میں اس کا شوق اور اس کی تمنا ہو، یہ منافقوں کی زندگی ہے اور جو اسی حال میں اس دنیا سے جاوے گا وہ نفاق کی ایک صفت کے ساتھ جاوے گا ۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) (معارف الحدیث)

شہادت...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو صدق دل سے شہادت طلب کرتا ہے اس کو شہادت کا درجہ مل جاتا ہے ، اگرچہ وہ شہید نہ ہو۔ (مسلم) حضرت جابر بن عتیکؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ شہادت کسے شمار کرتے ہو؟ عرض کیا گیا: کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ خدا کے راستہ میں قتل ہو جانے کے علاوہ سات اور شہادتیں ہیں 1 مرض ہیضہ میں مرنے والا 2 ڈوب کر مرنے والا 3 ذات الجنب (نمونیہ) سے مرنے والا 4 طاعون سے مرنیوالا 5 جل کر مرنے والا 6 عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا اور 7 وہ عورت جو بچہ کے پیٹ ہی میں رہ جانے اور پیدا نہ ہونے کی وجہ سے مر جائے، یہ سب شہید ہیں۔ (ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

باب ③

معاملات

حقوق

حقوق النفس...... حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلسل شب بیداری اور نفل روزے میں زیادتی کی ممانعت میں فرمایا: کہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری ومسلم، حیوۃ المسلمین) فائدہ: مطلب یہ کہ زیادہ محنت کرنے سے اور زیادہ جاگنے سے صحت خراب ہوجائے گی اور آنکھیں آشوب کر آئیں گی۔ حضرت عمرو بن میمونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں (کے آنے) سے پہلے غنیمت سمجھو اور ان کو دین کے کاموں کا ذریعہ بنالو۔ 1 جوانی کو بڑھاپے سے پہلے 2 صحت کو بیماری سے پہلے 3 مالداری کو افلاس سے پہلے 4 بے فکری کو پریشانی سے پہلے 5 زندگی کو موت سے پہلے (ترمذی، حیوۃ المسلمین) حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری اور دوا دونوں چیزیں اتاریں اور ہر بیماری کیلئے دوا بھی بنائی سو تم دوا (علاج) کیا کرو اور حرام چیزوں سے دوا مت کرو۔ (ابو داؤد) فائدہ: اس میں صاف حکم ہے تحصیل صحت کا۔ (حیاۃ المسلمین) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ یہ چیزیں فطرت سلیمہ کا مقتضیٰ ہیں: ختنہ کرنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، لبیں کٹانا، بغل کے بال لینا، سب کیلئے چالیس دن سے زیادہ چھوڑنے کی اجازت نہیں۔ (مسلم، الادب المفرد)

حقوق والدین...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانو! اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تاکہ تمہاری اولاد بھی تمہارے ساتھ نیکی سے پیش آئے۔ (ابوالشیخ فی التوبیخ، الادب المفرد) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: بہترین عمل کونسا ہے، جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہو؟ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا، میں نے عرض کیا:

اس کے بعد؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں باپ سے اچھا برتاؤ کرنا، میں نے عرض کیا: پھر کونسا عمل؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا۔ (بخاری ومسلم) ● حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص رزق کی کشادگی اور عمر کی زیادتی کا خواہشمند ہو اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ (مسند احمد، الادب المفرد) ● حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا ماں باپ کی رضا میں اور اللہ کا غصہ ماں باپ کے غصہ میں پوشیدہ ہے۔ (الادب المفرد) ● کبیرہ گناہوں میں سے سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا ہے۔ (الادب المفرد، بخاری ومسلم) ● تین شخص ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے جنت کو حرام کر دیا ہے ان میں سے ایک ماں باپ کا نافرمان بھی ہے۔ (الادب المفرد، احمد) ● ہر گناہ کے بدلے میں عذاب اور ہر جرم کی گرفت کو موخر کیا جا سکتا ہے لیکن ماں باپ کی نافرمانی کا گناہ ایسا سخت ہے کہ اس کا مواخذہ مرنے سے پہلے ہی کر لیا جاتا ہے۔ (الادب المفرد، حاکم) ● باپ کے دوستوں کے ساتھ نیکی سے پیش آنا خود باپ کے ساتھ نیکی سے پیش آنا ہے۔ (الادبالمفرد) ● جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کا قرض ادا کر دیتا ہے اور ان کی مانی ہوئی بات پوری کر دیتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا نافرمان رہا ہو پھر بھی وہ خدا کے نزدیک ان کا فرمانبردار سمجھا جائے گا اور جو آدمی اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد نہ ان کا قرض ادا کرتا ہے نہ مانی ہوئی منت کو پورا کرتا ہے وہ اگرچہ زندگی میں ان کا فرمانبردار رہا ہو پھر بھی خدا کے نزدیک ان کا نافرمان سمجھا جائے گا۔ (الادب المفرد)

ماں کے ساتھ اچھا سلوک...... ● بہز بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے یوں روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کہ میں احسان کا معاملہ کس کے ساتھ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، میں نے پھر پوچھا: کس سے نیکی کروں؟ فرمایا: اپنی ماں کے ساتھ، میں نے تیسری مرتبہ پھر اپنا یہی سوال دہرایا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ماں کے ساتھ میں نے چوتھی مرتبہ پھر پوچھا: کس سے بھلائی کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باپ کے ساتھ'' پھر جو قریبی رشتہ دار ہو وہ مقدم ہے۔ (الادب المفرد، مشکوۃ) ● حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جس مسلمان کے ماں باپ مسلمان ہیں اور وہ صبح وشام اجر وثواب کی نیت سے ان کی خدمت میں (سلام ومزاج پرسی کیلئے) حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے

ایک ہے تو جنت کا ایک دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی ایک کو اس نے خفا کر دیا اور غصہ دلایا تو جب تک وہ راضی اور خوش نہ ہوں اللہ تعالیٰ بھی خوش نہیں ہوتا (حاضرین میں سے) کسی نے کہا: وَاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ یعنی اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کریں؟ (تو جواب میں کہا گیا) ہاں اگر چہ وہ دونوں اس پر ظلم کریں۔ فائدہ: یہ امر دلیل ہے کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے حتیٰ کہ اگر ان سے اولاد کے حق میں کوئی ایسی کارروائی سرزد بھی ہو جائے جو انصاف کے خلاف ہو، تب بھی ان کی اطاعت سے سرتابی نہ کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ناراضگی ماں باپ کی خوشی و ناخوشی پر موقوف ہے۔ (الادب المفرد) ● نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا: اے خدا کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) کون آدمی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا، دونوں کو پایا کسی ایک کو اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا۔ (مسلم، الادب المفرد) ● حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ''جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے اس کے بدلے خدا اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا: اے خدا کے رسول! اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت و محبت کی نظر ڈالے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی۔ خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور (تنگدلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے۔ (مسلم، معارف الحدیث) ● ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس مال ہے اور میرے باپ کو میرے مال کی ضرورت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تمہارا مال اور تم اپنے والدین کیلئے ہو۔ بے شک تمہاری اولاد تمہاری پاک کمائی ہے اس لیے تم اپنی اولاد کی کمائی سے بلا تکلف کھاؤ۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

والدین کا حق بعد موت...... ● ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا والدین کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ سلوک کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ (یعنی کوئی صورت ہو سکتی ہے) فرمایا: ان کیلئے دُعا کرنا (جس میں نماز جنازہ بھی شامل ہے) اور ان کیلئے استغفار کرنا اور ان کے مرنے کے بعد ان کی وصیت کو پورا کرنا (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) ان کے قرابت داروں سے صلۂ رحمی کرنا، جو محض ان کی قرابت کی وجہ سے کی جائے (اس کی نیت سے

کہ رضائے والدین حاصل ہو اور رضائے والدین سے رضائے حق حاصل ہو) اور والدین کے دوستوں کی تعظیم کرنا۔ (مشکوۃ، ابوداؤد، الادب المفرد) ٭ حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہوگیا تو اب اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والدین کیلئے برابر دُعا کرتا رہے اور خدا سے ان کی بخشش کی درخواست کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے۔ (بیہقی) ٭ والدین کی خدمت کا یہ بھی تتمہ سمجھنا چاہیے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے ملنے والوں سے سلوک واحسان کیا جائے۔ (بخاری، الادب المفرد)

٭ والد کے دوست کا حق...... ٭ رسولِ اکرم کا ارشاد ہے: اپنے باپ کے دوست کا خیال رکھو! اس سے قطع تعلق نہ کرو (ایسا نہ ہو کہ اس کی دوستی قطع کرنے کی وجہ سے) اللہ تعالیٰ تمہارا نور بجھا دے۔ (الادب المفرد)

٭ ماں باپ پر لعنت بھیجنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح ارشاد فرمایا: کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے، عرض کیا گیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کوئی اپنے ماں باپ پر کیونکر لعنت بھیج سکتا ہے؟ فرمایا: ''اس طرح کہ جب کوئی کسی کے ماں باپ کو برا بھلا کہے گا تو وہ بھی اس کے ماں باپ دونوں کو برا بھلا کہے گا۔'' (بخاری، سیرۃ النبیؐ)

٭ شوہر و بیوی کے حقوق...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان حقوق کی تقسیم میں انصاف فرماتے تھے کہ اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے ان چیزوں میں جن پر میرا قابو ہے پس تو مجھے اس چیز میں ملامت نہ کر جو خالص تیرے قبضہ میں ہے اور میرے قبضہ میں نہیں (یعنی محبت)۔ (ترمذی) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کہ کونسی عورت سب سے اچھی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو ایسی ہو کہ جب شوہر اس کو دیکھے (دل) خوش ہو جائے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کو بجا لائے اور اپنی ذات اور مال کے بارے میں کوئی ناگوار بات کر کے اس کے خلاف نہ کرے۔ (نسائی، حیوۃ المسلمین) فائدہ: خوشی اور فرمانبرداری اور موافقت کے کتنے بڑے فائدے ہیں۔ (حیوۃ المسلمین) اور ایک حدیث میں ہے کہ جب شوہر کہیں باہر جائے تو اس کی غیر موجودگی

میں اس کے گھر بار اور ہر امانت کی حفاظت کرے۔ (سنن ابی داؤد) حضرت حکیم بن معاویہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہماری بی بی کا ہم پر کیا حق ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہے کہ جیسا تم کھانا کھاؤ اس کو بھی کھلاؤ اور جیسا کپڑا پہنو اس کو بھی پہناؤ اور اس کے منہ پر مت مارو۔ (یعنی قصور پر بھی مت مارو اور بے قصور مارنا تو سب جگہ برا ہے) اور نہ اس کو برا کو سنا دو اور نہ اس سے ملنا جلنا چھوڑ و مگر گھر کے اندر اندر رہ کر (یعنی روٹھ کر گھر سے باہر مت جاؤ)۔ (ابوداؤد، حیوۃ المسلمین) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو عورت اس حال میں وفات پائے کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور خوش ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی) حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ چار چیزیں ایسی ہیں کہ جس کو وہ مل جائیں تو دین و دنیا کی بھلائی اس کو نصیب ہو جائے۔ 1 شکر گزار دل 2 ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنے والی زبان 3 بلاؤں پر صبر کرنے والا جسم اور 4 وہ عورت جو اپنی ذات اور اپنے شوہر کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔ حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی، ایک وہ آدمی جو لوگوں پر سرداری کرے اور وہ لوگ اس سے ناراض ہوں، دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناراض ہو اور وہ آرام سے پڑی سو رہی ہو اور تیسرے وہ آدمی جو اپنے بھائی سے قطع تعلق کرے۔ (بخاری) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان رکھنے والی عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملہ میں کسی کی اطاعت نہ کرے۔ (الترغیب والترہیب) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں اور اس نے اُن کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا

دھڑ گر گیا ہوگا۔ (ترمذی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اپنے شوہر کی فرماں برداری کرے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (الترغیب والترہیب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی۔ (نسائی الادب المفرد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کیلئے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر ونعمت بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کردے اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کردے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔ (ابن ماجہ، الادب المفرد)

اولاد کے حقوق...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ: ▪ مسلمانو! خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی اولاد کے ساتھ برتاؤ کرنے میں انصاف کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔ ▪ جو مسلمان اپنی لڑکی کی عمدہ تربیت کرے اور اس کو عمدہ تعلیم دے اور اس کی پرورش کرنے میں اچھی طرح صرف کرے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔ ▪ مسلمانو! اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کیا کرو۔ (طبرانی) ▪ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم وتربیت ہے۔ (مشکوٰۃ) ▪ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور نماز کیلئے ان کو سزا دو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کردو۔ (مشکوٰۃ شریف) ▪ لوگو! تم قیامت میں اپنے اور باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے پس تم اپنا نام اچھا رکھا کرو۔ (ابوداؤد) ▪ جس نام میں عبدیت اور خدا کی تعریف کا ظہور ہوتا ہے وہ نام اللہ کو بہت پیارا ہے۔ (بخاری) ▪ سب سے مقدم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا ضروری ہے پھر جو لوگ رشتے میں قریب ہوں ان پر خرچ کرنا چاہئے۔ (طبرانی) ▪ ایک دینار جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کیا جائے اور ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں اور ایک دینار کسی مسکین کو دیا جائے اور ایک دینار اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا جائے تو ان سب میں اجر وثواب کے لحاظ سے افضل وہ دینار ہے جو اہل وعیال کے نان ونفقہ پر خرچ کیا جائے۔ (یعنی بچوں پر خرچ کرنا بھی ثواب اور

عبادت کے درجہ میں ہے اس لیے ان پر تنگی نہ کی جائے)۔

اولاد کا نام اور ادب ...... حضرت ابو وہبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم پیغمبروں کے نام پر نام رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔ (ابوداؤد، نسائی) حضرت حبہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن دو مسلمانوں کے تین بچے سن بلوغ کو پہنچنے سے پہلے مر گئے ان کو قیامت کے دن لاکر جنت کے دروازے پر کھڑا کر کے کہا جائے گا بہشت میں داخل ہو، وہ کہیں گے (ہم جب بہشت میں داخل ہوں گے جب) ہمارے ماں باپ بھی داخل ہوں اس پر ان سے یہ کہا جائے گا اچھا تم بھی بہشت میں داخل ہو اور تمہارے ماں باپ بھی۔ (طبرانی کبیر)

لڑکیوں کی پرورش ...... حدیث شریف میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آکر کہتے ہیں: اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو، وہ لڑکی کو اپنے پروں کو سایہ میں لیتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں، یہ کمزور جان ہے جو ایک کمزور جان سے پیدا ہوئی جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت تک خدا کی مدد اس کی شامل حال رہے گی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اس کیلئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔ (طبرانی)

اولاد صالح ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلمنے فرمایا کہ بندہ جب مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزیں کہ ان کا ثواب برابر ملتا رہتا ہے۔ 1 صدقہ جاریہ 2 وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا رہے 3 صالح اور نیک اولاد جو اس کیلئے دُعا گو رہے۔ (ادب المفرد)

وصیت ...... حدیث شریف میں ہے کہ ہر مسلمان جس کے پاس وصیت کرنے کی قابل کوئی چیز ہو اس پر یہ حق ہے کہ دو راتیں اس پر نہ گزریں مگر یہ کہ وصیت اس کے پاس موجود ہو۔ 1 حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک بیٹے کو کوئی چیز دو تو دوسرے کو بھی ویسی ہی دو، ناانصافی بری بات ہے۔ (ترمذی)

ناجائز وصیت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی مرد اور اسی طرح کوئی عورت ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت میں گزارتے ہیں پھر ان کے مرنے کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ ورثاء کو نقصان پہنچادیتے ہیں تو ان دونوں کیلئے جہنم واجب ہوجاتی ہے، اس کے بعد حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث کے مضمون کی تائید میں قرآن شریف کی آیت پڑھی: (مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَا اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ (تا) وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ) (مسند احمد)

بھائی اور بہنوں کے حقوق

بڑے بھائی بہن اور بیٹیوں کا حق...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ویسا ہے جیسا باپ کا حق بیٹے پر۔ (مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس نے پرورش کی دو یا تین بیٹیوں کی یا دو یا تین بہنوں کی تا آنکہ وہ اس سے جدا ہوجائیں (بیاہ شادی کے بعد) یا فوت ہوجائیں تو میں اور وہ شخص جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ فرمایا۔ ایک بیٹی یا ایک بہن کا بھی یہی حکم ہے)۔ (الادب المفرد)

یتیم کا حق

یتیم پر رحم کرنا...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو آدمی کسی یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ نیکی یا بھلائی سے پیش آتا ہو میں اور وہ جنت میں پاس پاس ہوں گے جس طرح میرے ہاتھ کی یہ دو انگلیاں قریب قریب ہیں (دست مبارک کی دو انگلیاں ملا کر اشارہ فرمایا) (الادب المفرد) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان کے گھروں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں سب سے بدتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو۔ (ابن ماجہ) یتیم کا مال کھانے والے اس حال میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ (ابو یعلیٰ)

یتیم کی پرورش...... حضرت عوف بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا: ہے کہ میں اور سیاہ رخساروں والی عورت قیامت کے دن اس طرح ہوں گے۔ (یزید بن زریع اس حدیث کے ایک راوی نے درمیانی اور شہادت کی انگلی کی طرف اشارہ کر کے بتایا کہ جس طرح یہ انگلیاں قریب قریب ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ عورت قیامت کے دن قریب قریب ہوں گے) اور سیاہ رخساروں والی عورت کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جس کا شوہر مر گیا ہو یا اس نے طلاق دے دی ہو اور وہ عورت جاہ و جمال رکھتی ہو لیکن اس نے یتیم بچوں کی پرورش کے خیال سے دوسرا نکاح نہ کیا ہو اور اپنی خواہشات کو روکا ہو یہاں تک کہ اس کے بچے جوان ہو کر اس سے جدا ہو گئے ہوں یا مر گئے ہوں۔

(ابوداؤد، مشکوۃ، حیوۃ المسلمین)

یتیم سے محبت و شفقت...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کیلئے پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گے اور جو شخص یتیم لڑکے یا لڑکی کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے۔ جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہے۔ (بہشتی زیور)

صلہ رحمی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! تمہیں اپنے حسب نسب کے متعلق اس قدر علم حاصل کرنا ضروری ہے جس کی وجہ سے تم اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلۂ رحمی کر سکو (مثلاً باپ، دادا اور مائیں اور جدات اور ان کی اولاد، مرد اور عورت کہ انہیں پہچاننا اور ان کے نام یاد رکھنا ضروری ہیں کہ یہی ذوی الارحام کہلاتے ہیں اور انہیں کے ساتھ صلۂ رحمی کرنے کا حکم ہے) کیونکہ صلۂ رحمی کرنے سے قرابت داروں میں محبت پیدا ہوتی ہے، مال میں کثرت و برکت ہوتی ہے اور عمر میں زیادتی ہوتی رہتی ہے۔ (مسلم) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے چند قرابت دار ہیں اور عجب طرح کی طبیعت کے واقع ہوئے ہیں، میں ان کے ساتھ صلۂ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں، میں ان سے نیکی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا: کہ اگر واقعی میں تو ایسا ہی ہے جیسا کہتا ہے تو گویا تو ان کے منہ میں گرم گرم بھوبل ڈالتا ہے (یعنی تیری عطا ان کے حق میں حرام ہے اور ان کے شکم میں آگ کا حکم رکھتی ہے) اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان پر تیری مدد

کرتا رہے گا جب تک تو اس صفت پر قائم رہے گا۔ (مسلم، الادب المفرد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر جمعرات کی شام یعنی جمعہ کی رات کو لوگوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رشتہ قرابت توڑنے والے کے اعمال قبول نہیں کرتا۔ (الادب المفرد) حضرت ابو ہریرہؓ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں گی تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب سہولت و آسانی سے لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا، پوچھا گیا: کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو تم کو محروم کرے اس کو دو، جو تم سے رشتہ توڑے اس سے ناتہ جوڑو، جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کردو، جب تو یہ کرلے گا تو اللہ تعالیٰ تجھ کو جنت میں لے جائے گا۔ (طبرانی والحاکم وقال صحیح الاسناد، الادب المفرد) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہیں کہ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ بھلائی کرنا عمر کو دراز کرتا ہے اور چھپا کر خیرات کرنا خدا کے غصہ کو فرو کرتا ہے۔ (القضاعی عن ابن مسعود) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میرا نام اللہ ہے! میرا نام رحمٰن ہے! میں نے اپنے نام کو رحم سے مشتق کیا ہے جو اس کو ملائے گا میں اس کو ملاؤں گا، جو قطع رحمی کرے گا میں اس کو قطع کروں گا۔ (ترمذی، ابوداؤد) شعبان کی پندرھویں شب میں تقریباً سب لوگ آزاد کردیئے جاتے ہیں، (یعنی ان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں) مگر قاطع رحم، ماں باپ کا نافرمان اور شراب کا عادی یہ تینوں اس رات میں بھی آزاد نہیں کئے جاتے۔ (بیہقی، ترمذی، ابوداؤد)

پڑوسی کے حقوق...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھے اس پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! کہ کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے ہمسائے کیلئے وہی بھلائی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔ (صحیح مسلم، الادب المفرد) حضرت معاویہ بن حیدہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ وہ بیمار ہوجائے تو اس کی بیمار پرسی کی جائے اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے، اگر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دے، اگر وہ ننگا ہے تو اس کو کپڑے پہنائے اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو مبارک باد دے اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دے اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرے تاکہ وہ ہوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولھے کے دھویں سے اس کو ایذا نہ پہنچائے۔ (طبرانی) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: جب کوئی مسلمان بندہ مرتا ہے اور اس کے قریب تر پڑوسیوں میں سے تین آدمی اس پر خیر کی گواہی دیتے ہوں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں نے بندوں کی شہادت ان کے علم کے مطابق قبول کر لی اور جو کچھ میں جانتا ہوں اس کو میں نے بخش دیا۔ (مسند احمد)

- دوست کا حق...... ابن عونؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے دوست کا اعزاز و اکرام اس طور نہ کرو جو اسے شاق گزرے۔ فائدہ: یعنی ہر شخص کے ساتھ اس کے مرتبہ کے شایان شان برتاؤ کرو۔ (الادب المفرد)

مسلمان کے حقوق

- حفاظت مسلم...... عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: پورا مسلمان تو وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ کے ایذاء سے تمام مسلمان محفوظ رہیں اور پکا مہاجر وہ ہے جو ان تمام باتوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری و مسلم) ترمذی و نسائی نے اس حدیث میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ کامل مومن ہے وہ جس کو لوگ اپنی جان و مال کے بارے میں امانت دار سمجھیں۔ (ترجمان السنۃ)

- دوستوں کو جدا کرنا...... حضرت عبدالرحمٰن بن غنم اور حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بندگان خدا میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلیاں کھاتے ہیں اور دوستوں میں جدائی ڈلوا دیتے ہیں: الخ۔ (احمد و بیہقی)

- دوستوں کی دل شکنی...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو! اور نہ اس سے (ایسی) دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرو۔ (ترمذی) فائدہ: البتہ اگر کسی عذر کے سبب پورا نہ کر سکے تو معذور ہے، چنانچہ زید بن ارقمؓ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس وقت وعدہ پورا کرنے کی نیت تھی مگر وہ وعدہ پورا نہیں کر سکا، اور (اگر آنے کا وعدہ تھا تو) وقت پر آنہ سکا (اس کا یہی مطلب ہے کہ کسی عذر کے سبب ایسا ہوگا) تو اس پر گناہ نہ ہوگا۔ (ابوداؤد، ترمذی، حیات المسلمین)

مشورہ دینا...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے (مسلمان) بھائی سے مشورہ لینا چاہے تو اس کو مشورہ دینا چاہیے۔ (ابن ماجہ)

لوگوں پر رحم کرنا...... حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔ (بخاری و مسلم)

مسلمانوں کو حقیر سمجھنا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا: کہ آدمی کیلئے یہ شر کافی ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھے (یعنی اگر کسی میں یہ بات ہو اور کوئی شر کی بات نہ ہو تب بھی اس میں شر کی کمی نہیں) مسلمان کی ساری چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں، اس کی جان اور اس کا مال اور اس کی آبرو (یعنی نہ اس کی جان کو تکلیف دینا جائز نہ اس کے مال کا نقصان کرنا اور اس کی آبرو کو کوئی صدمہ پہنچانا، مثلاً اس کا عیب کھولنا، اس کی غیبت کرنا وغیرہ) (مسلم، حیوۃ المسلمین)

دوست سے ملاقات کرنا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے یا ویسے ہی ملاقات کیلئے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو بھی پاکیزہ ہے اور تیرا چلنا بھی، تو نے جنت میں اپنا مقام بنالیا ہے۔ (ترمذی)

حقوق مسلم...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمان کے حقوق مسلمان پر چھ ہیں۔ (اس وقت انہی چھ کے ذکر کا موقع تھا) عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: 1 جب اس سے ملنا ہو تو اس کو سلام کر۔ 2 جب وہ دعوت دے کر بلاوے تو قبول کر۔ 3 جب تم سے خیر خواہی چاہے تو اس کی خیر خواہی کر۔ 4 چھینک لے اور الحمد للہ کہے تو یرحمک اللہ کہہ۔ 5 جب بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کر۔ 6 جب مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جا۔

قطع تعلق...... حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں: کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص کیلئے یہ جائز نہیں کہ مومن کو تین دن تک چھوڑے رکھے، جب تین دن گزر جائیں تو اسے چاہئے کہ وہ اس سے ملے اور سلام کرے، اگر (دوسرے نے) سلام کا جواب دے دیا تو دونوں شریک اجر و ثواب ہوں گے اور اگر سلام کا جواب نہ دیا تو سلام کرنے والا بری الذمہ ہو گیا۔

اس پر قطع تعلق کا گناہ نہیں رہا۔ (الادب المفرد، بخاری ومسلم)

- مسلمانوں کی آبرو کا حق...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کو ایسے موقع پر ذلیل کرے گا جہاں اس کی ہتک ہو یا اس کی عزت میں کچھ کمی آئے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسے مقام میں ذلیل کرے گا جہاں وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کا طلب گار ہوگا اور جو شخص کسی ایسی جگہ مسلمان کی مدد کرے گا جہاں اس کی بے عزتی اور ہتک ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے مقام پر اس کی مدد کرے گا جہاں اس کو اللہ تعالیٰ کی مدد درکار ہوگی۔ (ابوداؤد)
- حق طریق (راستہ)...... فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ راہوں پر بیٹھنے سے بچو اور اگر تم بیٹھنے سے باز نہ رہو تو راستہ میں بیٹھنے کا حق ادا کرو! صحابہؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھوں کا بند کرنا (یعنی حرام چیزوں پر نظر نہ ڈالے) اور ایذا سے باز رہنا (یعنی کوئی حرکت ایسی نہ ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو مثلاً راستہ تنگ کردے) اور سلام کا جواب دینا (جواب دینا اس لیے کہ سنت یہ ہے کہ چلنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے) اور لوگوں کو مشروع باتوں کا حکم کرے اور نامشروع باتوں سے منع کرے۔ (مشکوٰۃ)
- حقوق مریض (عیادت)...... مسلمانو! جب تم کسی بیمار کے پاس جاؤ تو اس کو دیر تک زندہ رہنے کی خوشخبری دو کیونکہ تمہارے کہنے سے کسی انسان کی زندگی دراز نہیں ہوسکتی۔ مگر بیمار کی طبیعت خوش ہوجائے گی۔ (ترندی، ابن ماجہ عن ابی سعید)...... بیمار کی مناسب بیمار پرسی یہ ہے کہ مزاج پرسی کرنے والا اس کے پاس سے جلد اٹھ آئے۔ (مسند الفردوس للدیلمی)
- مسکین کا حق...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایسے کمزور کے ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفایت (کفالت) کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندہ کی کفایت وکفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔ (خطیب)
- جانور کا حق...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر حساس جانور جس کو بھوک، پیاس کی تکلیف ہوتی ہو اس کے کھلانے، پلانے میں ثواب ہے۔ (بخاری ومسلم)
- حقوق حاکم ومحکوم...... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا

ہے: کہ بادشاہ روئے زمین پر (مخلوق پر رحمت وشفقت کرنے میں) خدا کا سایہ ہوتا ہے، خدا کے بندے جو مظلوم ہوں اس سایہ میں پناہ لیتے ہیں اگر وہ انصاف کرے تو اس کو ثواب دیا جاتا ہے اور رعیت پر اس کا شکر ادا کرنا واجب ہوتا ہے اور اگر وہ ظلم کرے یا خدا کی امانت میں خیانت کرے تو بارِ گناہ اس پر ہے اور رعیت کو صبر کرنا لازم ہے۔ (بیہقی، مشکوٰۃ) حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانو! اپنے حکمرانوں کو برا نہ کہو اور خدا سے ان کی بھلائی کی دُعا مانگا کرو، کیونکہ ان کی بھلائی میں تمہاری بھلائی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ مسلمانو! تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی نسبت سوال کیا جائے گا جو آدمی لوگوں پر حکومت کرتا ہے وہ ان کا راعی ہے اور لوگ اس کی رعیت ہیں، پس حاکم سے اس کی رعیت کی نسبت باز پرس کی جائے گی، ہر آدمی اپنے گھر والوں کا راعی ہے اور گھر والے اس کی رعیت ہیں، پس ہر آدمی سے اس کے گھر والوں کی نسبت باز پرس ہوگی۔ ہر عورت اپنے خاوند کے گھر کی راعی ہے اور خاوند کا گھر اس کی رعیت ہے۔ پس ہر عورت سے اس کے خاوند کے گھر کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ ہر نوکر اپنے آقا کے مال و اسباب پر راعی ہے اور آقا کا مال و اسباب اس کی رعیت ہے پس ہر نوکر سے اس کے آقا کے مال و اسباب کی نسبت باز پرس کی جائے گی۔ (مسند احمد، بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ مسلمانو! جب تمہارے حاکم نیک دل ہوں اور تمہارے امیر فیاض ہوں اور تمہارے معاملات کی بنیاد مشورہ پر ہو تو زمین کی سطح پر تمہارا رہنا زمین کے پیٹ میں جانے سے بہتر ہے اور جب تمہارے حاکم شریر ہوں اور تمہارے امیر بخیل ہوں اور تمہارے معاملات کا فیصلہ عورتوں کی رائے پر ہو تو زمین کے پیٹ میں تمہارا جانا زمین پر رہنے سے بہتر ہے۔ (ترمذی) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ حاکم کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے خواہ حکم پسند نہ آئے جب تک حاکم کسی گناہ کا حکم نہ دے اور جب وہ کسی گناہ کا حکم دے تو مسلمان پر اس کی اطاعت واجب نہیں۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ گناہ کے کام میں کسی کی اطاعت واجب نہیں، اطاعت صرف نیک کاموں میں واجب ہے۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ تم پر ایسے حاکم مقرر کئے جائیں گے جو اچھے کام بھی کریں گے اور برے کام بھی کریں گے پس جس

شخص نے انکار کیا یعنی اس کے برے فعل کی نسبت اس کے منہ پر کہہ دیا کہ تمہارا یہ فعل شرع کے خلاف ہے اور وہ اپنے فرض سے بری ہوگیا اور جس شخص نے ایسا نہ کیا یعنی اس کو اتنی جرأت نہ ہوئی کہ وہ زبان سے کہہ دے لیکن دل سے اس فعل کو برا سمجھا وہ سالم رہا یعنی اس کے گناہ میں شریک ہونے سے سالم (محفوظ) رہا، لیکن جو شخص اس کے فعل پر راضی ہوا، اور ان کی پیروی کی وہ ان کے گناہ میں شریک ہوا، صحابہؓ نے عرض کیا: کیا ان سے لڑیں یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں جب تک وہ نماز پڑھیں نہیں جب تک کہ وہ نماز پڑھیں۔ (مسلم، مشکوۃ) حضرت وائل بن حجر سلمہ بن یزیدؓ نے نبی کریم سے پوچھا: کہ اے خدا کے نبی! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس معاملہ میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر ہم پر ایسے حاکم مسلط ہوں جو ہم سے اپنا حق مانگیں اور ہمارے حقوق سے انکار کردیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ان کے احکام سنو اور ان کی اطاعت کرو اس لیے کہ ان پر وہ بات فرض ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لی ہے اور تم پر وہ چیز فرض ہے جو تم نے اٹھائی ہے۔ (مسلم، مشکوۃ) حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ سے روایت ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا: کہ ظالم امیر کی دُعا قبول نہیں ہوتی۔ (حاکم) دوسری حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخصوں کا کلمہ بھی قبول نہیں ہوتا ایک ان میں سے وہ حاکم ہے جو اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے۔ (طبرانی) حضرت معقل بن یسارؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: کہ جس بندہ کو اللہ تعالیٰ رعایت کی نگہبانی سپرد کرے اور وہ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ نگہبانی نہ کرے وہ بہشت کی بو نہ پائے گا۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دُعا کرتے سنا ہے کہ اے اللہ! جس شخص کو میری امت کے کسی کام کا والی اور متصرف بنایا گیا ہو اور وہ میری امت پر مشقت اور مصیبت ڈالے تو تو بھی اس پر مشقت و مصیبت ڈال اور جو شخص (حاکم و والی) میری امت پر رحم اور نرمی کرے تو تو بھی اس پر رحم و نرمی کر۔ (مسلم و مشکوۃ)

فریقین کا فیصلہ...... حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور ان میں ایک شخص اظہارِ مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو اوّل شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو، کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لیے قضیہ کی پوری کیفیت ظاہر ہوجائے۔ (ترمذی)

خدمت گار کا حق ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لونڈی و غلام تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے ان کو تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے بس تم میں سے جس کسی کے قبضہ وتصرف میں خدا نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہیے کہ اس کو وہی کھلائے جو وہ خود کھاتا ہے اور اسے ویسا ہی لباس پہنائے جو وہ خود پہنتا ہے، اور اس پر کام کا اتنا ہی بوجھ ڈالے جو اس کے سہار سے زیادہ نہ ہو اور اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کرے۔ (بخاری ومسلم، الادب المفرد) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور کا ارشاد ہے: کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کا خادم کھانا لائے اور اس نے کھانا تیار کرنے میں دھوئیں کی تکلیف اٹھائی ہو تو تم کو چاہیے کہ اس خادم کو اپنے ساتھ کھانے پر نہ بٹھاؤ تو ایک دو لقمے اس کو ضرور دے دو۔ (بخاری ومسلم، ابن ماجہ)

کسب معاش

مال کی قدر ...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو آدمی دولت کو پسند نہیں کرتا اس میں کوئی خوبی نہیں ہے کیونکہ اس کے وسیلہ سے رشتہ داروں کے حق پورے کئے جاتے ہیں اور امانت ادا کی جاتی ہے اور اس کی برکت سے آدمی دنیا کے لوگوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ (بیہقی)

قناعت ...... جناب رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے اس سے ان کی آزمائش کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہو جائیں تو ان کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو ان کی روزی کو وسیع نہیں کرتا۔ (مسند احمد) حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ارشاد فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو آدمی تھوڑی سی روزی پر راضی ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل سے راضی ہو جاتا ہے۔ (بیہقی) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے! کہ جو شخص کسی کام میں کامیاب ہو اس کو لازم ہے کہ اس کو نہ چھوڑے۔ (بیہقی)

معاملہ میں صداقت ...... حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ حضور رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ سب سے عمدہ پیشہ ان سوداگروں کا ہے جو بولتے ہیں تو سچ بولتے ہیں (جھوٹ نہیں بولتے) اور اگر ان کے پاس امانت رکھوائی جائے تو خیانت نہیں کرتے اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس وعدے کے خلاف کبھی نہیں کرتے اور جب کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اس کی بے حد

تعریف نہیں کرتے اور جب کوئی چیز خرید تے ہیں تو اس کی قیمت ادا کرنے میں دیر نہیں کرتے اور اگر ان کا قرض کسی کے ذمہ ہو تو مقروض پر سختی نہیں کرتے۔ (بیہقی)

- حلال روزی کی تلاش......حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے بندے کو حلال روزی کی تلاش میں محنت کرتا اور تکلیف اٹھاتا دیکھے۔ (الدیلمی، ترمذی)

- والدین اور اولاد کیلئے نان نفقہ مہیا کرنا......حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے بوڑھے والدین کیلئے روزی کماتا ہے اور دوڑ دھوپ میں رہتا ہے وہ خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کیلئے محنت کرتا ہے۔ وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے اور جو آدمی اپنی ذات کیلئے محنت کرتا ہے، تاکہ لوگوں سے سوال نہ کرنا پڑے وہ بھی خدا کے راستہ میں ہے۔ (بخاری و مسلم)

- ناجائز آمدنی......حدیث شریف میں ہے کہ (انسان کا جسم) جس گوشت نے حرام آمدنی سے نشوونما پائی وہ جنت میں (سزا پائے بغیر) داخل نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ بحوالہ احمد و دارمی)

- اپنے ہاتھ کی کمائی......حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو چیز تم کھاتے ہو اس میں سب سے بہتر وہ ہے جو تم اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاؤ اور تمہاری اولاد کی کمائی بھی جائز ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مشکوۃ)

- حلال کی کمائی......حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''پاک وحلال کمائی فرض ہے۔ فرض کے بعد'' یعنی فرائض کے بعد جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ حلال کمائی بھی فرض ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ)

- تلاش رزق کا وقت......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: رزق کی تلاش کرو اور حلال کمائی کیلئے صبح سویرے ہی چلے جایا کرو کیونکہ اس وقت کاموں میں برکت اور کشادگی ہوتی ہے۔ (طبرانی)

- معاملہ میں نرمی......نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔ (بخاری) (اس حدیث

میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کیلئے دُعا فرمائی ہے)

تاجر کی نیک خصلتیں...... حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تاجروں میں جب تین خصلتیں ہوں تو ان کی کمائی عمدہ اور حلال ہوگی: 1 جب وہ (کسی سے کوئی چیز) خریدے تو (اس کی) برائی نہ کرے اور 2 جب وہ (کسی کے ہاتھ کوئی چیز) فروخت کرے تو (اس کی بے جا) تعریف نہ کرے اور بیع میں تدلیس نہ کرے (یعنی خریدار سے مال کا عیب نہ چھپائے) اور 3 اس (معاملہ) کے درمیان (جھوٹی) قسم نہ کھائے۔ (اصبہانی)

مزدور کی اجرت...... حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مزدور کو اس کی مزدوری قبل اس کے کہ اس کا پسینہ خشک ہو ادا کردو۔ (ابن ماجہ)

رزق مقدر...... حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی بھیجی ہے کہ کوئی شخص نہیں مرتا جب تک وہ اپنا مقدر رزق پورا نہیں کر لیتا اگرچہ دیر سے اس کو پہنچے، پس جب یہ بات ہے تو تم اللہ کی نافرمانی سے بچو اور روزی تلاش کرنے میں حد اعتدال سے تجاوز مت کرو اور تاخیر رزق کی صورت میں گناہوں کے ساتھ رزق طلب نہ کرنے لگنا اور جو رزق حلال اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ اطاعت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ (بزار)

رعایت باہمی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بلاشک اللہ تعالیٰ خرید و فروخت میں اور قرض کی ادائیگی میں رعایت و مروت کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔ (ترمذی)

تجارت میں صدق و امانت...... عبید بن رفاعہؒ اپنے والد ماجد حضرت رفاعہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے۔ (یعنی عام تاجروں کا حشر بدکاروں کے ساتھ ہوگا) سوائے ان (خدا ترس اور خدا پرست) تاجروں کے جنہوں نے اپنی تجارت میں تقویٰ، نیکی، حسن سلوک اور سچائی کو برتا ہوگا۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

تاجر کی صداقت...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سچا اور امانت دار سوداگر، انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (جامع ترمذی)

کم ناپنا اور تولنا...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپنے

اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا: تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب سے تم سے پہلی قومیں ہلاک ہوئیں (یعنی پورا وزن نہ تولنے اور کم ناپنے کے سبب ہلاک ہوئیں تم ایسا نہ کرنا)۔

- ذخیرہ اندوزی...... حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تاجر کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق دیا جاتا ہے۔ (قحط کے زمانے میں) غلہ کو گرانی کے خیال سے روکنے اور بندر کھنے والا ملعون ہے۔ (ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)
- مال کا صدقہ ...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو ہدایت فرمائی اے کاروبار کرنے والو! مال کے بیچنے میں لغویات کرنے اور جھوٹی قسم کھا جانے کا بہت امکان رہتا ہے تو تم لوگ اپنے مالوں میں سے صدقہ ضرور کیا کرو۔ (ابوداؤد)

قرض

- قرض دار کی رعایت...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ میری امت میں جو شخص قرض کے بار میں پڑ جائے پھر اس کے ادا کرنے میں پوری کوشش کرے اور پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار رہوں۔ (احمد، طبرانی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کو یہ خواہش ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اس کو چاہیے کہ تنگدست قرضدار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے سر سے اتار دے۔ (مسلم)
- قرض کی لعنت...... حضرت عبداللہ بن جحشؓ سے (ایک طویل حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے بارے میں فرمایا: (یعنی کسی کا مال حق جو کسی کے ذمہ آتا ہو) قسم اس ذات کی کہ میری جان اس کے قبضے میں ہے! کہ اگر کوئی شخص جہاد میں شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر دوبارہ شہید ہو جائے پھر زندہ ہو کر (سہ بارہ) شہید ہو جائے اور اس کے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو وہ جنت میں نہ جائے گا جب تک اس کا قرض ادا نہ کیا جائے گا۔ (عین ترغیب از نسائی وطبرانی)
- قرض کی ادائیگی کی نیت...... حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جو آدمی قرض لیتا ہے اور اس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے دن خدا اس کی طرف سے اس قرض کو ادا کر دے گا اور جو قرض لے کر ادا کرنا نہیں چاہتا اور اسی حالت میں مر جاتا ہے قیامت کے دن خدا اس سے فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو نے شاید خیال کیا تھا کہ میں نے اپنے بندے کا

حق تجھ سے نہیں لوں گا پھر مقروض کی کچھ نیکیاں قرض خواہ کو دی جائیں گی اور اگر مقروض نے نیکیاں نہ کی ہوں تو قرض خواہ کے کچھ گناہ لے کر مقروض کو دیئے جائیں گے۔ (طبرانی وحاکم)

قرض کا وبال...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانو! قرض لینے سے بچو کیونکہ وہ رات کے وقت رنج وفکر پیدا کرتا ہے اور دن کو ذلت وخواری میں مبتلا کرتا ہے۔ (بیہقی)

قرض سے پناہ...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کوئی آدمی پیوند پر پیوند لگائے اور پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہیں تو اس سے بہتر ہے کہ وہ قرض لے اور اس کے ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (مسند امام احمد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ مسلمانو! محتاجی اور مفلسی اور ذلت وخواری سے اللہ کی پناہ مانگا کرو۔ (نسائی، حاکم، بن حبان)

دعا ادائے قرض...... حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا: کہ میں تم کو ایسی دعا نہ بتاؤں کہ اگر تمہارے سر پر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا فرما دیں تم یوں کہا کرو: اَللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ o اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ o یَا رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَآءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَۃً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَۃِ مَمَّنْ سِوَاکَ o ترجمہ: ”اے اللہ! مالک تمام ملک کے آپ ملک جس کو چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اور جس سے چاہیں، ملک لے لیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں غالب کر دیتے ہیں اور جس کو آپ چاہیں پست کر دیتے ہیں، آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی بلاشبہ آپ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والے ہیں، اے دنیا وآخرت میں رحمان اور ان دونوں میں رحیم، آپ دیتے ہیں یہ دونوں جہاں جس کو چاہتے ہیں اور روک دیتے ہیں ان دونوں سے جس کو چاہتے ہیں، مجھ پر ایسی رحمت فرمائیے کہ اس کے سبب آپ مجھے اپنی غیر کی رحمت سے مستغنی فرما دیں۔“ (طبرانی فی الصغیر، بہشتی زیور)

قرض دینے کا ثواب...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصے ملتا ہے۔ (بہشتی زیور)

▪ قرض دار کو مہلت دینا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تو ہر روز اتنا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا اور جب اس کا وقت آ جائے اور پھر مہلت دے تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپیہ سے دگنا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔ (بہشتی زیور)

حرمت سود

▪ سود کا گناہ...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں ایک معمولی سا حصہ یہ ہے کہ اس کا گناہ ایسا ہے جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے جماع کرے۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

▪ مقروض کے ہدیہ سے احتیاط...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب کوئی کسی کو قرض دے تو پھر قرض لینے والے سے کوئی ہدیہ قبول نہ کرے۔ (بخاری و مشکوٰۃ)

▪ سود کا وبال...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا اور اگر کوئی شخص ہو گا بھی تو اس کو سود کا بخار (اثر) پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ و مسند احمد، ابوداؤد)

▪ سود کا معاملہ...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کے کھانے والے (یعنی لینے والے) پر اور اس کے کھلانے والے (یعنی دینے والے) پر، اس کے لکھنے والے پر، اس کے گواہ پر، اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں (یعنی بعض باتوں میں)۔ (بخاری و مسلم)

حرمت رشوت

▪ رشوت پر لعنت...... حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر۔ (ابوداؤد، مسلم) ابن ماجہ و ترمذی نے حضرت ثوبانؓ کی روایت میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو ان دونوں

کے درمیان میں معاملہ ٹھہرانے والا ہو۔ (مسند احمد، بیہقی)

رشوت پر دوزخ کا عذاب...... حدیث شریف میں ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں دوزخ کی آگ میں جھونکے جائیں گے۔ (طبرانی، المعجم الکبیر) فائدہ: البتہ جہاں بغیر رشوت دیئے ظالم کے ظلم سے نہ بچ سکے، وہاں (اکراہاً) دینا جائز ہے مگر لینا وہاں بھی حرام ہے۔ (حیوۃ المسلمین)

باب ④

معاشرت

گھر میں داخل ہونے کے آداب

• استیذان (اجازت چاہنا)......عطا بن یسارؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کہ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا میں اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت جب میری ماں وہاں ہو تب بھی اجازت طلب کروں؟ حضور نے فرمایا ہاں! تو اس شخص نے عرض کیا: کہ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں، ایسا نہیں کہ وہ علیحدہ گھر میں رہتی ہوں اور میں علیحدہ رہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر بھی تم اجازت مانگو پھر اس شخص نے عرض کیا: کہ حضور! (صلی اللہ علیہ وسلم) خدمت کیلئے میرا بار بار گھر آنا جانا رہتا ہے اس پر بھی؟ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کہ تم اجازت لے کر اندر جاؤ! کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم کسی موقع پر اپنی ماں کو کھلی حالت میں دیکھو؟ سائل نے عرض کیا کہ نہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اجازت لو۔ (مشکوٰۃ شریف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اذن چاہنا تین بار ہوتا ہے اس لیے اگر اجازت مل جائے تو اچھا ہے ورنہ لوٹ جاؤ۔ (زادالمعاد) صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اذن چاہنے سے قبل سلام کرنا چاہیے اور اپنا نام ظاہر کرے یہ نہ کہے کہ میں ہوں۔ (زادالمعاد) حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کا ضامن ہے، زندگی میں اللہ تعالیٰ ان کو کافی ہے مرنے کے بعد جنت ان کا مقام ہے۔ 1 جو اپنے گھر میں سلام کر کے داخل ہو اللہ تعالیٰ اس کا ضامن ہے۔ 2 جو مسجد کی طرف گیا (تاکہ نماز پڑھے) وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ 3 جو اللہ کے راستہ میں جہاد کیلئے نکلا وہ اللہ تعالیٰ کی ضمانت میں ہے۔ (الادب المفرد)

• سوتے ہوئے کو سلام کرنا......حضرت مقداد بن اسودؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اگر رات کے وقت گھر تشریف لاتے تو اس طرح سلام فرماتے کہ سونے والے کی نیند نہ اچٹے اور

جاگتا ہوا اسے سن لے۔ (ادب المفرد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ...... اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود کسی سے ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے تو عادتِ طیبہ تھی کہ تین مرتبہ سلام کر کے اجازت داخلہ طلب فرماتے، اگر جواب نہ ملتا تو واپس تشریف لے جاتے۔ (زادالمعاد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت محمودہ یہ تھی کہ کبھی دروازے کے سامنے کھڑے ہو کر اجازت داخلہ طلب نہیں فرماتے، بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر سلام کرتے اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہتے، تا کہ اجازت سے قبل مکان کے اندر نظر نہ پہنچے۔ (زادلمعاد)

سلام کے آداب...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ آدمی خدا سے زیادہ قریب ہے جو سلام کرنے میں پہل کرتا ہے۔ (ابوداؤد) سلام کی ابتداء کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح سلام کرتے تھے۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (زادالمعاد) ایک شخص نے حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور فرمایا اس شخص کو تیس (۳۰) نیکیاں ملیں۔ (نسائی، ترمذی) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت طیبہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھ، سر یا انگلی کے اشارے سے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ (زادالمعاد) ابوعبداللہ (یعنی امام بخاری) رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ بی بی قیلہؓ کہتی ہیں کہ ایک مرد نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا: وعلیک السلام ورحمۃ اللہ (الادب المفرد) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرائیل ہیں تمہیں سلام کہتے ہیں، میں نے کہا: وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ دیکھتے ہیں میں نہیں دیکھ پاتی، یہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا۔ (بخاری، الادب المفرد) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک سلام کے جواب کی طرح خط کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ (ادب المفرد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتا دوں جس کو اختیار کر کے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو، آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔ (مشکوٰۃ) حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو

سلام کرو اور جب تم گھر سے باہر جاؤ تو گھر والوں کو سلام کر کے رخصت حاصل کرو۔ (بیہقی، مشکوٰۃ) جب کوئی شخص مجلس میں پہنچے تو سلام کرے اور اگر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بیٹھ جائے اور پھر جب چلنے لگے تو دوبارہ سلام کرے، اس لیے کہ پہلی مرتبہ سلام کرنا، دوسری مرتبہ سلام کرنے سے بہتر نہیں، یعنی دونوں سلام حق اور مسنون ہیں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غریبوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو چاہے تمہاری اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو۔ (بخاری ومسلم) حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ پیارے بیٹے! جب تم اپنے گھر میں داخل ہوا کرو تو پہلے گھر والوں کو سلام کیا کرو یہ تمہارے لیے اور تمہارے گھر والوں کیلئے خیر و برکت کی بات ہے۔ (ترمذی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر درخت یا دیوار یا پتھر بیچ میں اوٹ بن جائے اور پھر اس کے سامنے آئے تو اس کو پھر سلام کرے۔ (ریاض الصالحین، زاد المعاد) حضرت عمرو بن شعیبؓ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہم مسلمانوں کے سوا دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبہ کرنے کی تصریح فرمائی کہ) یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی، کیونکہ یہودی انگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے کرتے ہیں۔ (ترمذی)

سلام کے حقوق...... • مسلمان، مسلمان سے ملے تو اس کو سلام کرنا چاہیے۔ • چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ • سوار بیٹھے ہوئے کو سلام کرے۔ • کم تعداد بڑی تعداد کو سلام کرے۔ • چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ • اشارہ سے سلام کرنا جب مخاطب دور ہو۔ • زور سے سلام کرنا تاکہ مخاطب سن لے۔ (الادب المفرد) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت سے قبل کی منجملہ اور علامات کے، چند علامات یہ ہیں • سلام کا رواج خاص خاص دائروں میں محدود ہونا • تجارت کا اتنا عام طور پر رواج پانا کہ بیوی اپنے شوہر کی مدد کرنے لگے • اہل و نااہل سب کا قلم چل پڑے • جھوٹی شہادت دینے میں بہادر بن جانا اور سچی شہادت کا اخفا کرنا۔ (الادب المفرد)

مصافحہ، معانقہ و دست بوسی...... حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص کو میں نے سنا وہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر رہا تھا کہ آدمی جب اپنے بھائی یا دوست سے ملاقات کرے تو کیا اس کے سامنے جھک جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا اس کے ساتھ معانقہ کرے اور اس کو بوسہ دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس نے کہا: کہ کیا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے اور اس کے ساتھ مصافحہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ (ترمذی) رزینؒ نے اتنا اور زیادہ ذکر کیا ہے مگر یہ کہ وہ بھائی یا دوست سفر سے آیا ہو تو معانقہ کرسکتا ہے۔ (مشکوٰۃ) اور بطور تکریم ہاتھ کا بوسہ دے سکتا ہے۔ (الترغیب والترہیب للمنذری) حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ مریض کی پوری عیادت یہ ہے کہ تم اپنا ہاتھ مریض کی پیشانی پر یا ہاتھ پر رکھ کر اس سے اس کا حال پوچھو اور پورا سلام کرنا یہ ہے کہ سلام کے بعد تم مصافحہ بھی کرو۔ (احمد، ترمذی، مشکوٰۃ) حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جعفر ابن علیؓ سے ملے اور ان کو گلے لگالیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، بیہقی، مشکوٰۃ) حضرت زارعؓ جو عبدالقیس کے وفد میں شامل تھے کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اترے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ) حضرت انسؓ نے ایک مرتبہ غایت درجہ فرحت ولذت کے ساتھ بیان فرمایا: کہ میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مصافحہ کیا، میں نے کبھی کسی قسم کی حریر یا ریشم حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں سے زیادہ نرم نہیں دیکھی، ان کے شاگرد نے جس کے سامنے یہ بیان کیا گیا اسی شوق سے عرض کیا: کہ میں ان ہاتھوں سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں جن ہاتھوں نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا ہے۔ (اس کے بعد یہ سلسلہ جاری ہوا کہ آج تک جاری ہے اور مصافحہ کی حدیث کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ اس حدیث میں مسلسل مصافحہ ہوتا آیا ہے)۔ (خصائل نبوی) حضرت انسؓ (ابن مالک) سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ جب آپس میں ملاقات کیا کرتے تھے تو مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب سفر سے واپس آتے تو آپس میں معانقہ کیا کرتے تھے۔ (طبرانی الترغیب والترہیب للمنذری) حضرت زید ابن حارثہؓ جب مدینے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے دروازے پر پہنچے ان سے معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا۔ (ترمذی)

ہاتھ چومنا...... حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا آپ نے کبھی حضورِ اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے چھوا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں حضرت ثابتؓ نے حضرت انسؓ کے ہاتھ کو چوم لیا۔ (الادب المفرد)

- ھدیہ...... حضرت ابو ہریرہؓ راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا: تھادوا تحابوا آپس میں ہدایا اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہو کہ باہمی محبت بڑھے۔ (بخاری، الادب المفرد) حدیث شریف میں ہے کہ ہدیہ ایسے شخص کا قبول کرو جو ہدیہ کا طالب نہ ہو ورنہ باہمی رنج کی نوبت آوے گی لیکن تم اپنی طرف سے کوشش کرو اس کو کچھ بدلہ دیا جائے اور اگر بدلہ دینے کو میسر نہ ہو تو اس کی ثناء وصفت ہی بیان کرو اور لوگوں کے روبرو اس کے احسان کو ظاہر کر دو اور ثنا وصفت کیلئے اتنا کہہ دینا کافی ہے جزاک اللہ خیرا اور جب محسن کا شکریہ ادا نہ کیا تو خدا تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہ ہوگا اور جس طرح ملی ہوئی نعمت کی ناشکری بری ہے اسی طرح ملی ہوئی چیز پر شیخی بگھارنا کہ ہمارے پاس اتنا اتنا آیا یہ بھی برا ہے۔ (مسند احمد) حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی تمہاری خاطر داری کو خوشبو، تیل، دودھ یا تکیہ پیش کرے کہ خوشبو سونگھ لو یا تیل لگالو، دودھ پی لو یا تکیہ کمر سے لگالو تو قبول کرلو، انکار و عذر مت کرو، کیونکہ ان چیزوں میں کوئی لمبا چوڑا احسان نہیں ہوتا جس کا بار تم سے نہیں اٹھ سکتا ہو اور دوسرے کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ (ترمذی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ باہم تحفہ تحائف دیتے رہا کرو۔ اس سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے محبت بڑھتی ہے اور کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو بکری کے پائے کا کوئی ٹکڑا بھیجنے کو حقیر نہ سمجھے اور یہ خیال نہ کرے کہ تھوڑی چیز ہے کیا بھیجیں؟ جو کچھ ہو بے تکلف دو اور لو۔

- چھینک اور جمائی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینک لیتے تو الحمد للہ فرماتے ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے اور آواز کو پست فرماتے کہ اگر کوئی ہم جلیس جواب میں یرحمک اللہ کہتا تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بالکُمْ سے اس کا جواب دیتے۔ (ترمذی) غیر مذاہب والوں کو چھینک کا جواب حضور یھدیکم اللہ ویصلح بالکم سے دیتے یرحمک اللہ سے ان کو جواب دینا ناپسند فرماتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھینک بہت پست آواز سے لیتے اور اسی کو پسند فرماتے۔ (زاد المعاد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بے شک اللہ تعالیٰ چھینکنے کو دوست رکھتا ہے۔ (کیونکہ چھینکنے سے دماغ میں خفت اور قوائے ادراکیہ میں صفائی آجاتی ہے جو باعث و معین ہو جاتی ہے طاعت میں نشاط اور حضورِ قلب

کیلئے)(مشکوۃ)اور اللہ تعالیٰ جمائی کو ناپسند کرتا ہے(کیونکہ جمائی امتلاء وثقل نفس سے پیدا ہوتی ہے اور جو کدورت حواس وغفلت وسستی و بدفہمی کا باعث ہوجاتی ہے اور طاعت میں نشاط نہیں ہونے دیتی پس اللہ تعالیٰ تو ناخوش ہوتا ہے لیکن شیطان خوش ہوتا ہے)۔بس اسی نتیجہ کے اعتبار سے فرمایا: کہ جمائی شیطان کی جانب سے ہے پس جب تم میں سے کوئی جمائی لے تو حتی الوسع اس کو دفع کرے پس تحقیق کہ جس وقت تم میں سے کوئی جمائی لیتا ہے یعنی منہ کھولتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے۔(مشکوۃ، الادب المفرد) حضرت ابو ہریرہؓ کی حدیث مرفوع میں ہے کہ تم میں سے جس کسی شخص کو جمائی آئے تو اس کو چاہیے کہ امکان بھر اس کو روکے ورنہ بایاں ہاتھ منہ پر رکھ لے۔(الادب المفرد)

▪ سرنامہ پر بسم اللہ لکھنا...... حضرت ابو مسعود جریریؓ کہتے ہیں حضرت حسنؓ سے کسی نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے کہا یہ تو ہر تحریر کا سرنامہ ہے۔(الادب المفرد)

▪ لکھنے کے آداب...... حضرت زید بن ثابتؓ نے حضرت امیر معاویہؓ کو جو مراسلہ لکھا اس کا مضمون یہ تھا، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کی خدمت میں زید بن ثابت کی طرف سے سلام علیک یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ، میں آپ کے سامنے اس معبود کی حمد و ثناء کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد (مضمون خط) (آخر کے الفاظ یہ ہیں) اور ہم اللہ ہی سے سوال کرتے ہیں ہدایت وحفاظت (از خطا) اور اپنے کاموں میں معاملہ فہمی کا اور سلام ہو آپ پر اے امیر المومنین اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت اور اس کی مغفرت (یہ خط) واہب نے جمعرات کے دن کہ رمضان ۴۲ھ کے ۱۲ دن باقی تھے لکھا۔فقط (الادب المفرد)

▪ قلم کی عظمت...... حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کاتب سے فرمایا: کہ قلم کی تعظیم کرو اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اس کو اپنے کان پر رکھ لیا کرو کیونکہ قلم انجام کار کو خوب یاد دلاتا ہے۔(ترمذی)

▪ ہر تحریر کی ابتداء میں درود شریف...... ابتدائے کتب ورسائل میں بسم اللہ اور حمد کے بعد درود وسلام کا لکھنا ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ رسم اوّل حضرت سیّدنا ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں جاری ہوئی۔خود انہوں نے اپنے خطوط میں اس طرح لکھا۔(مثلاً بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم)(زادالسعید)

- امتیاز قومی اور لباس...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور شیطان نے یوں کہا کہ میں ان کو (اور بھی) تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی صورت کو بگاڑا کریں گے۔'' (جیسے داڑھی منڈانا بدن گودوانا وغیرہ) (نسائی) فائدہ: بعض تبدیلی تو صورت بگاڑنا ہے اور حرام ہے جیسی اوپر مثالیں لکھی گئیں اور بعضی تبدیلیاں صورت کو سنوارنا ہے اور یہ واجب ہے، جیسے لبیں ترشوانا، ناخن ترشوانا، بغل اور زیر ناف کے بال لینا اور بعض تبدیلی جائز ہے جیسے مرد کو سر کے بال منڈا دینا یا کٹا دینا یا مٹھی سے زیادہ داڑھی کٹا دینا اور اس کا فیصلہ شریعت سے ہوتا ہے نہ کہ رواج سے، کیونکہ اوّل تو رواج کا درجہ شریعت کے برابر نہیں دوسرے ہر جگہ کا رواج مختلف ہے پھر وہ ہر زمانے میں بدلتا بھی رہتا ہے۔ (حیوۃ المسلمین) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص (وضع وغیرہ میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ انہیں میں ہے۔ (مسند احمد، ابوداؤد) فائدہ: یعنی جو کفار و فساق کی وضع بنائے گا وہ گناہ میں ان کا شریک ہوگا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لعنت کرے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت کرتی ہیں۔ (بخاری) حضرت سوید بن وہبؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جاتی ہے جو شخص زینت کے لباس کو ترک کر دے اس حالت میں کہ وہ اس کے پہننے کی استطاعت وقوت رکھتا ہو اور کسی دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص زیب و زینت کے لباس کو کسر نفسی یا تواضع کے طور پر چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کو عظمت بزرگی کا لباس پہنائے گا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کیلئے نکاح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھے گا۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

- متکبرانہ لباس...... حضرت سالمؒ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لٹکانا، پاجامہ، تہبند، کرتے اور صافے میں بھی ہوسکتا ہے جو آدمی تکبر کے خیال سے پاجامہ، تہبند کرتا یا صافہ کا شملہ زیادہ نیچا لٹکائے گا۔ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ فائدہ: بلا تکبر کے لٹکانا بھی جائز نہیں ہے۔ (ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

- لباس کے آداب...... پاجامہ یا شلوار پہنیں تو اوّل دائیں پاؤں میں پائنچہ پہنے پھر بائیں پاؤں میں پہنے، کُرتہ پہنے تو پہلے داہنی آستین، دائیں ہاتھ میں پہنے، پھر بائیں ہاتھ میں بائیں

آستین پہنے۔ اسی طرح صدری، اچکن، شیروانی وغیرہ دائیں طرف سے پہننا شروع کرے ایسے ہی جوتا دائیں قدم میں پھر بائیں قدم میں پہننا چاہیے اور جب اتارے تو پہلے بائیں طرف کا اتارے پھر دائیں طرف سے اتارے۔ (ترمذی)

میزبانی و مہمانی کے حقوق...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب معزز مہمان آتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس ان کی خاطر داری فرماتے۔ (مدارج النبوۃ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمان کو اپنے دستر خوان پر کھانا کھلاتے تو بار بار فرماتے اور کھایئے اور کھایئے جب مہمان خوب آسودہ ہوجاتا اور انکار کرتا تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اصرار سے باز آتے۔ (ترمذی، زادالمعاد) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور ان دونوں کانوں نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت دے رہے تھے کہ جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے اپنے ہمسایہ کی عزت و اکرام کرنا چاہیے اور جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور اس کا جائزہ دے (حق ادا کرے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) جائزہ دین کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن ایک رات اس کی خدمت کرنا ویسے مہمانداری تین دن رات کی ہے، اس پر مزید جو ہو وہ مہمان کیلئے صدقہ ہے اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ وہ منہ سے اچھی بات ہی نکالے ورنہ چپ رہے۔ (بخاری و مسلم، الادب المفرد) اور مہمان کیلئے یہ حلال (درست) نہیں کہ وہ کسی کے یہاں اتنا ٹھہرے کہ میزبان کو تنگ دل کردے۔ (الادب المفرد) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ آدمی اپنے مہمان کا استقبال دروازے سے باہر نکل کر کرے اور رخصت کے وقت گھر کے دروازے تک پہنچائے۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوۃ، بخاری) ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب دستر خوان بچھایا جائے تو اس پر سے کوئی شخص نہ اٹھے یہاں تک کہ دستر خوان اٹھالیا جائے اور اپنا ہاتھ نہ اٹھائے، اگرچہ وہ سیر ہوچکا ہو، یہاں تک کہ لوگ بھی فارغ ہوجائیں (اور اگر مجبوراً اٹھنا پڑے تو چاہیے کہ عذر کرے) اس لیے کہ اس کے اس طرح کرنے سے (یعنی اٹھ جانے سے) اس کا ساتھی شرمندہ ہوجاتا ہے تو وہ بھی اپنا ہاتھ روک لے گا اور شاید اس کو ابھی کھانے کی خواہش ہو۔ (بخاری، زادالمعاد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے بھائی کو صلہ دو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کیا صلہ دیں: یارسول اللہ؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) فرمایا: جب آدمی اپنے

بھائی کے یہاں جائے اور وہاں کھائے پیے تو اس کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرے یہ اس کا صلہ ہے۔ (ابوداؤد) حضرت ابو کریمۃ السامیؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رات کے آنے والے مہمان کی میزبانی ہر مسلمان پر (جس کے پاس مہمان آئے) واجب ہے۔

- دعوت طعام...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ جو شخص ولیمہ کی دعوت کرے اس کو قبول کر لینا چاہیے اور مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ولیمہ کی دعوت کو قبول کرے یا اسی قسم کی کسی اور دعوت کو قبول کرے۔ (بخاری و مسلم) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ جس شخص کو کھانے پر (خواہ وہ شادی کا ہو یا غیر شادی کا) بلایا جائے اس کو چاہیے کہ دعوت کو قبول کرے اور وہاں جا کر پھر کھائے یا نہ کھائے۔ (مسلم، مشکوۃ)

- فاسق کی دعوت...... عمرانؓ (بن حصین) فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق لوگوں کی دعوت کو قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوۃ)

- کھانے میں تکلف...... حضرت اسماء بنت یزیدؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا لایا گیا پھر ہمارے سامنے کھانا پیش کیا گیا ہم نے عرض کیا کہ ہم کو خواہش نہیں ہے۔ (حالانکہ بھوکے تھے لیکن یہ الفاظ تکلفاً کہہ دیئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ (ابن ماجہ، مشکوۃ)

- ساتھ مل کر کھانا...... حضرت وحشی بن الحربؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم کھانا کھاتے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرتا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مل کر کھاتے ہو یا علیحدہ علیحدہ! ہم نے عرض کیا: کہ ہم سب الگ الگ کھاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ایک دستر خوان پر مل کر کھایا کرو اور کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ لیا کرو، تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔ (ابوداؤد)

عورتوں کے متعلق

- مسلم خواتین کیلئے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات...... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ”کسی مؤمن مرد اور مؤمن عورت کے لئے عورت کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ

جب اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا حکم دیں تو ان کو اس کام میں کوئی اختیار باقی رہے، جو شخص اللہ اور اس کے رسول کا کہنا نہ مانے گا تو وہ صریحاً گمراہ ہو گیا۔'' (پ:۲۲،ع:۴)

پردہ کے احکام...... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ''کہہ دیجئے ایمان دار مردوں سے کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم عورتوں کے دیکھنے سے بچائے رکھیں (یعنی عورتوں کو کھلے طور پر نہ دیکھیں جو شہوت کا محل ہو سکتی ہوں اور ایسے موقع پر نگاہ کو پست رکھیں) اور اپنے ستر کی جگہ کو جس طرح ممکن ہو بچاویں (ایسا ہی کانوں کو نامحرموں سے بچاویں یعنی نامحرم کے گانے بجانے اور خوش الحانی کی آوازیں نہ سنیں اور ان کے حسن کے قصے نہ سنیں جیسا کہ دُوسری نصوص میں ہے) یہ طریقہ (نظر اور دل کے پاک رہنے کے لئے) عمدہ ہے، بے شک اللہ تعالیٰ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور ایسا ہی ایماندار عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی آنکھوں کو نامحرم مردوں کے دیکھنے سے بچائیں) نیز ان کی پُر شہوت آوازیں نہ سنیں جیسا کہ دُوسری نصوص میں ہے) اور اپنی ستر کی جگہ جو پردے یں رکھیں، اور اپنی زینت کے اعضاء کو کسی غیر محرم پر نہ کھولیں سوائے اس کے جو ظاہر ہے اور اپنی اوڑھنی کو اس طرح سر پر لیں کہ گریبان سے ہو کر سر پر آ جائے (یعنی گریبان اور دونوں کان اور سر اور کنپٹیاں سب چادر کے پردہ میں رہیں)، یہ وہ تدبیر ہے کہ جس کی پابندی ٹھوکر سے بچا سکتی ہے اور (دوسرا طریق بچنے کے لئے یہ ہے کہ) اے مسلمانو! خدائے تعالیٰ کی طرف رُجوع کرو سب کے سب (اور اس سے دُعا کرو تا کہ ٹھوکر سے بچاوے اور لغزشوں سے نجات دے) اُمید ہے کہ تم فلاح پاؤ۔ اور زنا کے قریب مت جاؤ (یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جن سے یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو)، زنا نہایت درجہ کی بے حیائی ہے، زنا کی راہ بہت بُری ہے (یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری اُخروی منزل کے لئے سخت خطرناک ہے)۔ (القرآن)

عورتوں کے حقوق کا تحفظ...... حضرت عمرو بن احوص جیثمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی پھر کچھ باتوں کی نصیحت کی، پھر فرمایا: لوگو سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے چلوک سے پیش آؤ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں، تمہیں ان کے ساتھ سختی کرنے کا کوئی حق نہیں، سوائے اس صورت کے کہ جب ان کی طرف کھلی ہوئی نافرمانی سامنے

آئے، اگر وہ ایسا کر بیٹھیں تو خوابگاہوں میں ان سے علیحدہ رہو اور انہیں مارو بھی لیکن ایسی مار ہو کہ کوئی شدید چوٹ نہ آئے، پھر اگر وہ تمہارا کہنا ماننے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کی راہیں مت ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تم پر ہیں، ان پر تمہارا یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو ان لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تم ناپسند کرتے ہو، اور سنو! تم پر ان کا یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ۔ (ترمذی)

- عنداللہ مسلم خواتین کا وقار وحیا...... ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ''اے پیغمبر! آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے، بیشک اللہ تعالیٰ کو سب کی خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور (اسی طرح) مسلمان عورتوں سے (بھی) کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی آبرو کی حفاظت کریں اور اپنا حسن و جمال نہ دکھایا کریں مگر جو چیز اس میں (غالبًا) کھلی ہی رہتی ہے (جس کے ہر وقت چھپانے میں دشواری ہے) اور اپنی اوڑھنیاں اپنے سینوں پر ڈالے رہا کریں اور اپنے حسن و جمال کو (کسی پر) ظاہر نہ ہونے دیں (سوائے ان کے جو شرعاً محرم ہیں)۔ اور مسلمانو! (تم سے جو ان احکام میں کوتاہی ہوگئی تو) تم سب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ (ورنہ معصیت مانع فلاح کامل ہوجاتی ہے)۔ (القرآن)

- نابینا غیر محرم مرد سے بھی پردہ...... حضرت ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اور حضرت میمونہؓ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اچانک ابن ام مکتومؓ آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ابن ام مکتوم سے پردہ کرو۔ ام سلمہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ وہ تو ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو۔ تم انہیں نہیں دیکھ سکتیں۔ (احمد، ترمذی)

- عورت کے باہر نکلنے کا ضابطہ...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ عورتوں کے لئے (گھر سے) باہر نکلنے میں کوئی حصہ نہیں، مگر بحالت اضطراری و مجبوری، (اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ) عورتوں کے لئے راستوں میں (چلنے کا) کوئی حق نہیں سوائے کناروں کے (یعنی

بحالت مجبوری بھی نکلیں تو راستہ کے بیچ میں نہ چلیں تا کہ مردوں سے اختلاط نہ ہو)۔ (طبرانی)

عورتوں کے ساتھ تنہائی...... حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نامحرم عورتوں کے پاس مت جاؤ۔ ایک انصاری نے عرض کیا: یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیور تو موت ہے! (یعنی اس سے بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے)۔ (بخاری، مسلم، ترمذی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: غیر عورتوں کے ساتھ تنہائی میں رہنے سے بچو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب بھی کوئی مرد کسی غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان آ داخل ہوتا ہے (اور اپنے جال پھیلانے لگتا ہے)۔

ستر عورت...... عورت کا سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے، غیر محرم کے سامنے بدن کھولنا دُرست نہیں (سر کے بال کھلے رکھنے پر فرشتوں کی لعنت آئی ہے)، غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے۔

عورت کی آواز...... جس طرح عورت کو احتیاط ضروری ہے کہ غیر مرد کے کان میں اس کی آواز نہ پڑے، اسی طرح مرد کو احتیاط واجب ہے کہ خوش آوازی سے غیر عورتوں کے روبرو اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب کرے کیونکہ عورتیں رقیق القلب ہوتی ہیں، ان کی خرابی کا اندیشہ ہے۔ (متفق علیہ)

نامحرم عورت کو دیکھنا...... حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی مسلمان کسی عورت کے محاسن یعنی حسن و جمال کو دیکھ کر اپنی آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک ایسی عبادت نکال دیتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پاتا ہے، طبرانی نے نظر اوّل کی قید لگائی ہے۔

نامحرم کے گھر میں جانا...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ت داخل ہو تم ایسی عورتوں کے پاس جن کے شوہر موجود نہیں ہیں، کیونکہ شیطان تمہاری رگوں میں خون کے ساتھ چلتا ہے (یعنی غلبۂ شہوت میں شیطانی وسوسوں سے بچنا نہایت ہی مشکل ہے)۔ (ترمذی)

جنت سے محرومی...... حضرت عمار بن یاسرؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

وسلم نے فرمایا: تین شخص کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے: 1 دیوث، 2 مردانی شکل بنانے والی عورتیں، 3 ہمیشہ شراب پینے والا، صحابہؓ نے عرض کیا دیوث کون ہے؟ فرمایا: جس کو اس کی پرواہ نہ ہو کہ اس کی گھر والیوں کے پاس کون آتا ہے؟ کون جاتا ہے؟ (طبرانی)

■ نامحرم عورتوں سے سلام و مصافحہ...... حضرت معقل بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ تم میں سے کسی کے سر میں سوئی چبھودی جائے یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہیں۔ (طبرانی) اجنبی عورتوں کو سلام کرنا، اسی طرح (اجنبی) مردوں کو سلام کرنا جائز نہیں ہے (اس کو ابن القیمؒ نے حلیہ میں عطاء خراسانی سے مرسلاً روایت کیا ہے)، آدمی کا گارے میں اٹے ہوئے اور بدبودار سڑی ہوئی کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے ٹکرا جانا گوارا ہے اس کے مقابلے میں کہ اس کے شانے کسی ایسی عورت سے ٹکرا جائیں جو اس کے لئے حلال نہ ہو۔ (طبرانی، ابوداؤد)

■ عورت کی وضع قطع اور لباس...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی وضع قطع کا لباس پہنے۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کہا گیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی وضع قطع بنانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد، حیات المسلمین) عورتوں کا مصنوعی بالوں کا چونڈا باندھنے سے بھی نہایت زبردست وعید سے روکا ہے۔ (مسلم) حدیث میں ہے کہ عورت کو ایسا باریک دوپٹہ نہ اوڑھنا چاہئے کہ سر کے بال اور جسم نظر آئے۔ (ابوداؤد) عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسا کپڑا پہنیں جس کی آستین پوری ہوں، آدھی آستین کا کرتہ یا قمیص پہننا سخت گناہ ہے، اور ایسا باریک لباس پہننا بھی منع ہے جس سے بدن جھلکتا ہو، ایسی عورتیں قیامت میں برہنہ اُٹھائی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ، بہشتی زیور)

ممنوعاتِ شرعیہ

■ حرمت شراب...... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے اسلام میں جس چیز کو الٹا جائے گا جس طرح بھرے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے وہ شراب ہوگی، یعنی اسلام میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے جس حکم کی خلاف ورزی کی جائے گی اور اس کے حکم کو الٹ دیا جائے گا وہ شراب کی ممانعت کا حکم ہوگا اور پوچھا گیا: یارسول

اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیونکر ہوگا؟ حالانکہ شراب کے متعلق اللہ تعالیٰ کے احکام بیان ہو چکے ہیں اور سب پر ظاہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس طرح ہوگا کہ شراب کا دوسرا نام رکھ لیں گے اور اس کو حلال قرار دیں گے۔ (دارمی، مشکوٰۃ) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب ایسی چیزوں سے منع فرمایا ہے جو نشہ لائیں۔ (یعنی عقل میں فتور لائیں یا جو حواس میں فتور لائیں)۔ اس میں افیون بھی آ گئی اور بعضے حقے بھی آ گئے جس سے دماغ یا ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائیں۔ (ابوداؤد، حیوۃ المسلمین) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے شراب پر، اس کے پینے والے پر، اس کے نچوڑنے والے پر، اس کے بیچنے والے پر، اس کے خریدنے والے پر، اس کے پلانے والے پر، اس کے اٹھانے والے پر اور اس شخص پر جس کیلئے اٹھا کر لے جائی گئی۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: کہ جو چیز زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے نشہ لائے اس کا تھوڑی مقدار میں استعمال کرنا بھی حرام ہے۔ (ترمذی، ابو داؤد، مشکوٰۃ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ چار شخصوں کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں نہ بھیجے گا اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں سے کچھ حصہ ملے گا۔ 1 شراب کا عادی 2 سود خور 3 یتیم کا مال کھانے والا اور 4 ماں باپ کا نافرمان۔ (حاکم)

شراب، سود اور عیاشی..... حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس امت کے بعض افراد رات دن شراب، لہو ولعب میں گذار دیں گے تو ایک دن صبح کو یہ لوگ بندر اور سور کی صورتوں میں مسخ کر دیئے جائیں گے ان میں خسف بھی ہوگا (یعنی زمین میں دھنسا دیئے جائیں گے) ان پر آسمان سے پتھر بھی برسیں گے، لوگ کہیں گے آج کی رات فلاں محلّہ دھنس گیا، ان پر قوم لوط کی طرح پتھر برسیں گے اور قوم عاد کی طرح آندھیوں سے تباہ کئے جائیں گے، اس کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ لوگ شراب پئیں گے اور سود کھائیں گے ریشمی لباس استعمال کریں گے، گانے والیاں ان کے پاس جمع ہوں گی اور یہ لوگ قطع رحم کریں گے۔ (مسند احمد، ابن ابی الدنیا)

لغو کھیل، شطرنج وغیرہ..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

شراب پینے، جوا کھیلنے سے منع فرمایا ہے اور نرد اور شطرنج، نقارہ اور بربط سے بھی منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے: کہ ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ) حضرت ابن شہاب فرماتے ہیں کہ ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا ہے کہ شطرنج وہی شخص کھیلتا ہے جو خطا کار اور گناہ گار ہے۔ (بیہقی، مشکوۃ) شطرنج لغو اور باطل کھیل ہے اور اللہ تعالیٰ لغو اور باطل کو پسند نہیں فرماتا۔ (بیہقی، مشکوۃ)

تصاویر:..... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ کیلئے تشریف لے گئے تھے میں نے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے) ایک نقشین چادر لے کر دروازہ کے اوپر ڈال دی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چادر پڑی ہوئی دیکھی تو اس کو کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھر اور گارے کو لباس پہنایا کریں۔ (متفق علیہ) حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کے پاس تھا۔ ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جارہا تھا۔ ابن عباسؓ نے جواباً عرض کیا میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا جو شخص دنیا میں تصویریں بنائے گا اسے قیامت کے دن ان میں روح ڈالنے کیلئے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں روح نہیں ڈال سکے گا۔ (بخاری شریف)

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے سخت ترین عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جنہوں نے خدا کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے قتال کیا ہو یا ان سے خدا کے نبی نے قتال کیا ہو، یا وہ لڑکا جس نے اپنے والدین کو قتل کیا ہو اسی طرح مصور اور وہ عالم جن کے علم سے لوگوں نے نفع نہ حاصل کیا ہو، یعنی علماء جو اپنے علم سے لوگوں کو نفع نہ پہنچائیں سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ (مشکوۃ شریف) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حضرت جبرئیلؑ آئے تھے کہہ رہے تھے کہ رات حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا مجسمہ سا تھا گھر کے ایک طاق کے پردے پر تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجسمہ کا سر کٹوادیں۔ پردے کے تکیے بنوالیں (تاکہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو نکلوادیں، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ (ترمذی، ابوداؤد، مشکوۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس گھر میں تصویریں یا کتا ہو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ ان تین غرضوں کے علاوہ اگر کسی اور غرض سے کوئی کتا پالے تو

اس کے ثواب میں ہر روز ایک قیراط گھٹتا رہے گا۔ (یعنی صرف مندرجہ ذیل اغراض کیلئے کتا پالا جاسکتا ہے) 1 مواشی کی حفاظت کے لئے۔ 2 کھیت کی حفاظت کیلئے۔ 3 شکار کیلئے۔ (مشکوٰۃ شریف)

راگ راگنی...... صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھنے لگیں گے۔ مسند امام احمد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے ساز اور باجوں کو مٹادوں۔ (ترمذی) سنن ابی داؤد میں حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ساز سنا، تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں اور فرمایا: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ہی ایک موقع پر تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مزامیر کی آواز سنی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی انگشت مبارک اپنے کانوں میں دے لی۔ (ابوداوٗد، ابن ماجہ، مسند احمد) سنن ابن ماجہ میں مروی ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بعضے لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور ان کے سروں پر معازف (باجہ ستار وغیرہ) اور گانے والیوں سے باجہ بجوایا اور گوایا جائے گا اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو بندر اور خنزیر بنادے گا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ ارشاد فرمایا حضور نے میری امت میں خسف (زمین میں دھنسنا) اور مسخ (آدمی سے جانور بنادینا) واقع ہوگا۔ جب علی الاعلان ہوجاویں گے گانے والیاں اور معازف (باجہ وستار) وغیرہ۔ مسند ابن ابی الدنیا میں مروی ہے کہ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک قوم اس امت سے آخر زمانہ میں بندر اور خنزیر بن جائے گی، صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا وہ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل نہ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہ ہوں گے؟ بلکہ صوم وصلوٰۃ و حج سب کچھ کرتے ہوں گے، کسی نے عرض کیا: پھر اس سزا کی کیا وجہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ انہوں نے معازف (باجہ وستار وغیرہ) اور گانے والیوں کا مشغلہ اختیار کیا ہوگا۔ ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعبی سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ نے کہ خدا لعنت کرے! گانے والیوں پر اور اس پر جس کی خاطر گایا جائے۔

دُرَرِ منثورہ

بکھرے موتی

قرآن مجید کی برکت...... حضرت انسؓ و جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مسلمانو! اپنے گھروں میں اکثر قرآن مجید پڑھتے رہا کرو، کیونکہ جس گھر میں قرآن مجید نہیں پڑھا جاتا اس میں خیر و برکت نہیں ہوتی۔ (دار قطنی فی السنن)

صحبت نیکاں...... مسلمانو! اپنے سے بڑوں کے پاس بیٹھا کرو، عالموں سے سوال کیا کرو اور دانشمندوں سے ملا کرو۔ (طبرانی) ہر انسان اپنے دوست کے مشرب پر ہوتا ہے پس پہلے ہی سے دیکھ لینا چاہیے کہ وہ کس کو دوست بناتا ہے۔ (مشکوٰۃ) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک شخص کسی نیک آدمی سے اس کے نیک اعمال کے باعث محبت کرتا ہے مگر وہ خود نیک اعمال اتنے نہیں کرتا جیسے اس نیک آدمی کے اعمال ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کچھ مضائقہ نہیں، آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ (یعنی اس نیک کی محبت کا اسے صلہ ملے گا)۔ (بخاری)

عہد شکنی کا وبال...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جس قوم میں عہد شکنی کی عادت پھیل جاتی ہے اس میں خونریزی بڑھ جاتی ہے، اور جس قوم میں بدکاری پھیل جاتی ہے اس میں موتوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ (ابوداؤد، حاکم، نسائی)

ہم نشین کا اثر...... حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ برے ہم نشین کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور اچھے ہم نشین کے پاس بیٹھنا تنہائی سے بہتر ہے اور نیک بات زبان سے نکالنا خاموشی سے بہتر ہے اور خاموش رہنا بری بات زبان سے نکالنے سے بہتر ہے۔ (حاکم، بیہقی فی شعب الایمان)

کسی کی زمین غصب کرنے کا وبال...... حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی اپنی اور دوسرے آدمی کی زمین کی حد بدل ڈالے اس پر قیامت تک خدا کی لعنت ہے۔ (طبرانی)

ہمسایہ کا انتخاب...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ مسلمانو! گھر بنانے یا لینے سے پہلے اچھے ہمسایہ کو تلاش کیا کرو اور راستہ چلنے سے پہلے اچھے ساتھی کو ڈھونڈ لیا کرو۔ (طبرانی)

پریشان حال کی مدد...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص کسی پریشان حال کی مدد کرے اللہ تعالیٰ اس کیلئے تہتر مغفرت لکھے گا جس میں سے ایک مغفرت تو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کیلئے کافی ہے اور (۷۲) مغفرت قیامت کے دن اس کیلئے درجات بن جائیں گی۔ (بیہقی، حیوۃ المسلمین)

اہل و عیال کا فتنہ...... حضرت ابن مسعودؓ و حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کی ہلاکت اس کی بی بی اور ماں باپ اور اولاد کے ہاتھوں ہوگی کہ یہ لوگ اس شخص کو ناداری سے عار دلائیں گے اور ایسی باتوں کی فرمائش کریں گے جن کو یہ اٹھا نہ سکے گا سو یہ ایسے کاموں میں گھس جاوے گا جن سے اس کا دین جاتا رہے گا پھر یہ برباد ہو جائے گا۔ (بیہقی، حیوۃ المسلمین)

مسلمان بھائی سے بحث و دل لگی...... حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے (خواہ مخواہ) بحث نہ کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو (جو اس کو ناگوار ہو) اور نہ اس سے کوئی ایسا وعدہ کرو جس کو تم پورا نہ کرسکو۔ (ترمذی، حیوۃ المسلمین)

غیبت پر حمایت...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس کے سامنے اس کے مسلمان بھائی کی غیبت ہوتی ہے اور وہ اس کی حمایت پر قدرت رکھتا ہو اور اس کی حمایت کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی حمایت فرمائے گا اور اگر اس کی حمایت نہ کی حالانکہ وہ اس کی حمایت پر قادر تھا تو دنیا و آخرت میں اللہ تعالیٰ اس پر گرفت فرمائے گا۔ (شرح السنہ، حیوۃ المسلمین)

پاکی و صفائی...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمانو! اپنے گھروں کے صحنوں کو صاف رکھا کرو کیونکہ وہ یہودیوں کے مشابہ ہیں جو اپنے گھروں کے صحنوں کو عموماً گندہ رکھتے ہے۔ (طبرانی) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی بنیاد پاکیزگی اور صفائی پر رکھی ہے اور جنت میں وہی آدمی داخل ہوگا جو پاک و صاف ہوگا، جو پاک و صاف رہنے والا ہے۔ (ابو الضعفا) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانو! اپنے جسموں کو پاک و صاف رکھا کرو۔ (طبرانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ خدا تعالیٰ کے بندو!

علاج کرایا کرو کیونکہ خدا تعالیٰ نے بڑھاپے کے سوا ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ برکت کھانے کے بیچ میں نازل کی جاتی ہے، اس لیے تم برتن کے کنارے سے کھاؤ۔ بیچ میں سے مت کھاؤ، کیونکہ بیچ میں سے کھانا بے برکتی کا موجب ہوگا اور تہذیب کے بھی خلاف ہے۔ (ترمذی)

- جسمانی آرائش...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد وغبار سے اٹا ہوا تھا اور بال بکھرے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (صابون وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا۔ (مشکوۃ) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ جس شخص کے سر پر بال اور داڑھی کے بال ہوں اس کو چاہیے کہ ان کو اچھی طرح رکھے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ)

- مدح میں مبالغہ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کو دوسرے شخص کی مبالغہ آمیز تعریف کرتے ہوئے سنا، تو فرمایا: تم نے تو اس کو برباد کر دیا، ایک اور موقع پر کسی سے فرمایا: تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن ماردی، اگر تم کو تعریف کرنا ہی ہو تو یوں کہو کہ میں یہ گمان کرتا ہوں، بشرطیکہ اس کے علم میں وہ واقعی ایسا ہو اور قطعیت کے ساتھ غیب پر حکم نہ لگانا چاہیے۔ (صحیح بخاری، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

- قناعت...... فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: ''خوشخبری ہو اس کو جس کو اسلام کی ہدایت ملی اور اس کی روزی ضرورت کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس پر اس کو قانع بنا دیا ہے۔ (زائد صحیح ابن حبان، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

- بہتان...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اپنے غلام (نوکر) پر تہمت لگائے گا، حالانکہ وہ بے گناہ ہو یعنی اس نے وہ گناہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس مالک کی پیٹھ پر کوڑے لگائے گا، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میں جو برائی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف کرنا بہتان ہے اس سے بچنا چاہیے۔

(سنن ابی داؤد، سیرۃ النبیؐ)

بوڑھے کی تعظیم...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس جوان نے کسی بوڑھے شخص کی اس کے بڑھاپے کے سبب تعظیم وتکریم کی اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کیلئے ایسے شخص کو مقرر کرے گا جو اس کی تعظیم وتکریم کرے گا۔ (ترمذی، مشکوۃ)

ظالم ومظلوم کی اعانت...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: کہ جو شخص کسی مظلوم کی فریاد رسی کرے، اللہ تعالیٰ اس کیلئے تہتر بخششیں لکھ دیتا ہے جن میں سے ایک بخشش وہ ہے جو اس کے تمام کاموں کی اصلاح کی ضامن ہے اور بہتر ۷۲ بخششیں قیامت کے دن اس کے درجات بلند کرنے کا سبب ہوں گی۔ (بیہقی، مشکوۃ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اپنے مسلمان بھائی کی مدد کرو! ظالم ہو یا مظلوم۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) مظلوم کی اعانت تو میں کرتا ہوں ظالم کی مدد کیوں کر کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو ظلم سے روک، تیرا اس کو ظلم سے باز رکھنا ہی مدد کرنا ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ)

مصیبت زدہ کا مذاق...... حضرت واثلہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کر! ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کردے گا۔ (ترمذی)

چند نصیحتیں...... حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کے کرنے کا ہم کو حکم دیا ہے اور چند چیزوں سے ہم کو منع کیا ہے، ہم کو حکم دیا ہے: مریض کی عیادت کا ● جنازے کے ساتھ جانے کا۔ ● چھینکنے والے کیلئے یرحمک اللہ کہنے کا۔ ● قسم کے پورا کرنے کا۔ ● مظلوم کی مدد کرنے کا۔ ● سلام کو رواج دینے کا ● دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرنے کا۔ اور ہم کو منع فرمایا ہے: ● سونے کی انگوٹھی رکھنے سے۔ ● چاندی کے برتنوں کے استعمال سے۔ ● سرخ کپڑے پہننے اور زین پوش بنانے سے۔ ● اور قسی اور تافتہ اور دیبا اور حریر پہننے سے۔ (متفق علیہ)

دوست سے ملاقات...... حضرت ابی رزینؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ان سے فرمایا: میں تجھ کو اس امر (دین) کی جڑ بتادوں؟ کہ تو اس کے ذریعہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی کو حاصل

کر سکے۔ • تو اہل ذکر کی مجلسوں میں بیٹھا کر (یعنی ان لوگوں کے پاس جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں)۔ • اور جب تنہا ہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ تعالیٰ کی یاد میں اپنی زبان کو حرکت میں رکھ۔ • محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے محبت کر اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کیلئے بغض رکھ۔ اے ابو رزین کیا تو جانتا ہے کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو کیا ہوتا ہے؟ اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو اس کیلئے دُعا و استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہے اے پروردگار! اس شخص نے محض تیری رضا کیلئے ملاقات کی تو اس کو اپنی رحمت اور شفقت سے ملا دے، پس اگر تجھ سے یہ ممکن ہو یعنی اپنے بھائی مسلمان کی ملاقات کیلئے جانا تو ایسا کر (یعنی اپنے بھائی مسلمان سے ملاقات کر)۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے آئینہ ہے...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے جب کوئی اس میں عیب دیکھتا ہے تو اس کا اصلاح کی طرف متوجہ کر دیتا ہے۔ (بخاری، الادب المفرد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جب کسی کے دل میں اپنے بھائی (مسلمان) کیلئے خلوص و محبت کے جذبات ہوں تو اسے چاہیے کہ اپنے دوست کو بھی ان جذبات سے آگاہ کر دے اور اسے جتادے کہ وہ اس سے محبت رکھتا ہے۔ (ادب المفرد، مشکوٰۃ)

سوال کی مذمت...... حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ لینا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) و آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے حلال نہیں ہے۔ (الخطیب) جو آدمی بغیر ضرورت سوال کرتا ہے وہ گویا آگ کی چنگاریوں میں ہاتھ ڈالتا ہے۔ (بیہقی) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس پروردگار کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ! کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی رسی لے کر جنگل کو چلا جائے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ لائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے پاس جا کر سوال کرے اور وہ دے یا نہ دے۔ (مالک) حدیث شریف میں ہے لوگوں سے کوئی چیز مت مانگو اور اگر تمہارا کوڑا گر پڑے تو اس کو بھی خود گھوڑے سے اتر کر اٹھاؤ۔ (مسند احمد) حدیث میں ہے مسلمانو! سوال بالکل نہ کرو اور اگر ضرورت مجبور کرے تو ایسے لوگوں سے سوال کرو جو نیک دل ہوں۔ (مسند احمد)

مسلمان کو دیکھ کر مسکرانا صدقہ ہے...... حدیث شریف میں ہے کہ اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔ (ترمذی)

عذر قبول کرنا...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اس نے اس کو معذور نہ سمجھا یا اس کے عذر کو قبول نہ کیا اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ایک ناجائز محصول وصول کرنے والے پر اس کی ظلم وزیادتی کا گناہ ہوتا ہے۔

ایمان کے ساتھ عمل...... ایک دفعہ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) ایمان کے ساتھ کوئی عمل بتایئے، فرمایا: جو روزی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس میں سے دوسروں کو دے، عرض کیا: اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ خود مفلس ہو؟ فرمایا: اپنی زبان سے نیک کام کرے، عرض کیا: اگر اس کی زبان معذور ہو؟ فرمایا: مغلوب کی مدد کرے، عرض کیا: اگر وہ ضعیف ہو مدد کی قوت نہ رکھتا ہو؟ فرمایا: جس کو کوئی کام کرنا نہ آتا ہو اس کا کام کردے، عرض کیا: اگر وہ خود بھی ایسا ہی ناکارہ ہو؟ فرمایا: اپنی ایذارسانی سے لوگوں کو بچائے رکھے۔ (مستدرک حاکم، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

احسان کا شکریہ...... حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص انسانوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس شخص کے ساتھ احسان کیا جائے اور وہ اپنے محسن کے حق میں یہ الفاظ کہے جزاک اللہ خیرا (اللہ تجھ کو جزائے خیر دے) تو اس نے اپنے محسن کی پوری تعریف کردی۔ (مسند احمد، ترمذی، مشکوٰۃ)

سفارش...... حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا: کہ جب کوئی حاجت مند سائل سوال کرے تو اس کی سفارش کرو کہ تم کو سفارش کا ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان سے جو حکم چاہتا ہے جاری فرماتا ہے۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ)

سرگوشی...... حضرت عبداللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تین آدمی ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو آپس میں کانا پھوسی نہ کریں۔ (ادب المفرد)

سونے چاندی کے برتن کا استعمال...... حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے، حریر و دیبا (ریشمی کپڑوں) کو نہ پہنو! چاندی اور سونے کے برتنوں میں نہ پیو! اور سونے چاندی کی رکابیوں اور پیالوں میں نہ کھاؤ! اس لیے کہ یہ چیزیں دنیا میں کافروں کیلئے ہیں اور تمہارے لیے آخرت میں۔ (بخاری ومسلم، مشکوٰۃ)

فحش کلامی ...... حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا کی نظر میں بدترین قیامت کے روز وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔ (بخاری و مسلم)

بے جا مدح ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم تعریف کرنے والے کو (بے جا تعریف کرتے ہوئے) دیکھو تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دو (یعنی اس پر ناگواری کا اظہار کرو)۔ (مشکوٰۃ)

فاسق کی مدح ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس وقت فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالی اس پر غصہ ہوتا ہے اور اس کی تعریف کی وجہ سے عرش دہل اٹھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

صحت اور خوشبو ...... مسند بزار میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالی طیب ہے، طیب کو محبوب رکھتا ہے، پاک ہے اور پاک کو پسند کرتا ہے، کریم ہے کرم کو پسند فرماتا ہے، سخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا ہے اس لیے اپنے مکان اور صحن کو صاف شفاف رکھو۔ (زادالمعاد) صحیح روات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ اللہ تعالی کا ہر مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ ہر سات دن میں کم از کم ایک بار غسل کرے اور اگر اس کے پاس خوشبو ہو تو وہ بھی لگائے اور خوشبو میں یہ خاصیت ہے کہ ملائکہ اس آدمی سے جو معطر ہوتا ہے محبت کرتے ہیں اور شیاطین اس سے نفرت کرتے ہیں اور شیاطین کیلئے سب سے زیادہ دل پسند اور مرغوب، مکروہ اور بدبودار چیز ہے، چنانچہ ارواح طیبہ کو رائحہ طیبہ محبوب ہوتی ہے اور ارواحِ خبیثہ کو رائحہ خبیثہ پسند ہوتی ہے یعنی ہر روح اپنی پسند کی طرف مائل ہوتی ہے۔ (زادالمعاد)

زمین کا تبادلہ ...... اگر کوئی گھر یا زمین بے میل ہونے کی وجہ سے فروخت کرو تو مصلحت یہ ہے کہ جلدی سے اس کا دوسرا مکان یا زمین خرید کرلو ورنہ روپیہ رہنا مشکل ہے یونہی اڑ جائے گا۔ (حیوۃ المسلمین، ابن ماجہ)

غیرت و احسان ...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم دوسروں کے مشورے کے محتاج نہ بنو! بلکہ خود صاحب الرائے اور پختہ ارادہ کرنے والے بنو اور بے بلائے ہوئے کسی کے گھر کھانا کھانے نہ جایا کرو! تم کہتے ہو کہ جو ہم سے نیکی کرے گا ہم بھی اس سے نیکی کریں گے اور جو برائی کرے گا ہم بھی اس سے برائی کریں گے لیکن تم کو چاہیے کہ تم اپنے

آپ کو اس بات کا عادی بنالو کہ جو تمہارے ساتھ احسان کرے تم بھی اس کے ساتھ احسان کرو، اور جو تم سے بدی کرے تم اس سے بھی بدی نہ کرو بلکہ اس پر احسان کرو۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)

عیش و عشرت...... حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: دیکھو! زیادہ چین اور مزے نہ کرنا! اللہ کے نیک بندے چین نہیں کیا کرتے۔ (مسند احمد، بیہقی)

باہم دعوتیں کرنا...... حضرت حمزہ صہیبؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانو! تم میں اچھے وہ ہیں جو باہم ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے رہتے ہیں اور ملاقات کے وقت ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔ (ابن سعد)

آدابِ دُعا...... دُعا کے عمدہ ترین آداب یہ ہیں کہ حلال روزی کا ہونا، راست گوئی کی عادت اور دُعا میں گڑگڑانا، قبولیت کیلئے جلدی نہ کرنا، شروع میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنا، نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود وسلام پڑھنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب پر بھی سلام بھیجنا وغیرہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب دُعا کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا کر ان کی ہتھیلیوں کو چہرے کے مقابل کرتے تھے اور ختم دُعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر ملنا بھی آدابِ دُعا ہے جبکہ نماز کی حالت کے علاوہ ہو۔ (مدارج النبوۃ)

آرام طلبی کی عادت اچھی نہیں...... حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو زیادہ آرام طلبی سے منع فرماتے تھے اور ہم کو حکم دیتے تھے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤں بھی چلا کریں۔ (ابوداؤد) حضرت ابن ابی حدردؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تنگی سے گزر کرو اور موٹا چلن رکھو اور ننگے پاؤں چلا کرو۔ (جمع الفوائد، طبرانی کبیر واوسط) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ بدر کے دن تین تین آدمی ایک ایک اونٹ پر تھے اور حضرت ابولبابہؓ اور حضرت علیؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک سوار تھے، جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے کی باری آتی تو وہ دونوں عرض کرتے: کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے پیادہ چلیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: تم مجھ سے زیادہ قوی نہیں ہو اور میں تم سے زیادہ ثواب سے بے نیاز نہیں ہوں۔ (یعنی پیادہ چلنے میں جو ثواب ہے اس کی مجھ کو بھی حاجت ہے)۔ (شرح السنۃ)

- کسبِ حلال...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ فرض عبادات کی بجا آوری کے بعد حلال طریقہ سے رزق حاصل کرنا سب سے اہم فرض ہے۔ (مشکوۃ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کی حرام مال کی کمائی میں سے نہ صدقہ قبول کیا جاتا ہے نہ اس کے خرچ میں برکت دی جاتی ہے اور جو شخص حرام مال چھوڑ کر مرتا ہے وہ مال اس کے جہنم کا زادِ راہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا بلکہ برائی کو بھلائی کے ذریعہ مٹاتا ہے کیونکہ خبیث خبیث کو نہیں مٹا سکتا ہے۔ (بخاری و مسلم، احمد) حضرت ابوسعید خدریؓ سے (ایک لمبی حدیث میں روایت ہے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مال خوشنما، خوش مزہ چیز ہے، جو شخص اس کو حق کے ساتھ (یعنی شرع کے موافق) حاصل کرے اور حق میں (یعنی جائز موقع میں) خرچ کرے تو وہ اچھی مدد دینے والی چیز ہے۔ (بخاری و مسلم) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا : یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرا عہد یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچ بولوں گا اور اپنے کل مال کو اللہ و رسول اللہ کی نذر کر کے اس سے دست بردار ہو جاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ مال تھام لینا چاہئے یہ تمہارے لیے بہتر (اور مصلحت) ہے (وہ مصلحت یہی ہے کہ گزر کا سامان اپنے پاس ہونے سے پریشانی نہیں ہوتی) میں نے عرض کیا: تو میں اپنا وہ حصہ تھامے لیتا ہوں جو خیبر میں مجھ کو ملا ہے۔ (ترمذی) حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مومن کو لائق نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے، عرض کیا گیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: نفس کو ذلیل کرنا یہ ہے کہ جس بلا کو سہار نہ سکے اس کا سامنا کرے۔ (ترمذی)

- سادگی...... حضرت ابوامامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سادہ زندگی گزارنا ایمان سے ہے۔ (ابوداؤد، حیوۃ المسلمین)

- بدعت...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ خدا کی حمد کے بعد معلوم ہونا چاہیے کہ سب سے بہتر حدیث (بات) خدا کی کتاب ہے اور بہترین راہ (سنت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ ہے اور بدترین چیزوں میں وہ چیز ہے جس کو (دین میں) نیا نکالا گیا ہو اور ہر بدعت (نئی نکالی ہوئی چیز) گمراہی ہے۔ (مسلم)

بدعت کی ممانعت...... حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ہمارے کام (یعنی دین) میں کوئی نئی بات پیدا کی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔ (بخاری و مسلم، حیوۃ المسلمین)

طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

دُعاؤں اور دواؤں سے علاج...... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسموں کا علاج فرمانا تین قسم کا تھا۔ ایک طبی دواؤں سے جنہیں اجزائے جماداتی و حیوانی سے تعبیر کیا جاتا ہے، دوسرا روحانی اور الٰہی دُعاؤں سے جو کچھ ادعیہ، اذکار اور آیات قرآنیہ ہیں اور تیسرا ادویہ کا مرکب ہے جو ان دونوں قسموں سے مرکب ہے یعنی دواؤں سے بھی اور دُعاؤں سے بھی۔

دُعاؤں سے علاج...... قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی شے اعم وانفع اور اعظم شفاء نازل نہیں ہوئی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ''اور ہم نے قرآن سے وہ نازل فرمایا، جو مسلمانوں کیلئے شفاء و رحمت ہے۔'' اب رہا امراض جسمانیہ کیلئے قرآن کریم کا شفا ہونا تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ اس کی تلاوت کے ذریعہ برکت و تیمن حاصل کرنا بہت سے امراض و علل میں نافع اور ان کا دافع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جس شخص کو شفائے قرآن پڑھ کر بھی شفاء نہ ہو اسے حق تعالیٰ کبھی شفا نہ دے گا۔ حدیث میں ہے کہ فاتحۃ الکتاب (سورت فاتحہ) ہر مرض کی دوا ہے، زہریلے جانور کے کاٹے کا افسوس اور مجنون و معتوا کا فاتحۃ الکتاب سے علاج حدیثوں میں ثابت شدہ و مسلمہ ہے، امیر المومنین سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حدیث میں ہے، جو ابن ماجہ میں مرفوعاً مروی ہے کہ خیر الدواء القرآن (بہترین علاج قرآن ہے) معوذتین وغیرہ سے جو کہ اسمائے الٰہی سے ہیں ان سے طلب شفا تو یہ بھی از قسم طب روحانی ہے، اگر وہ نیکوں، متقیوں اور پرہیزگاروں کی زبان پر پوری ہمت و توجہ کے ساتھ جاری ہوں: لیکن چونکہ اس قسم کا وجود شاذ و نادر ہے اس لیے لوگ طب جسمانی کی طرف دوڑتے ہیں اور اس سے غافل و بے پرواہ رہتے ہیں، معوذات سے مراد وہ ہے جو حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے تھے اور بعض قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکفرون بھی مراد لیتے ہیں۔ علمائے کرام نے تین شرطوں کے جمع ہونے

کے وقت دُعائے شفاء کے جائز ہونے پر اجماع کیا ہے، پہلی شرط یہ کہ وہ دُعا کلام اللہ اور اس کے اسماء وصفات کے ساتھ ہو خواہ عربی زبان ہو یا کسی اور زبان میں مگر یہ کہ ان کے معنی جانے جاتے ہوں اور اس اعتقاد کے ساتھ ہو کہ موثر حقیقی حق تبارک وتعالیٰ ہی ہیں اور اس دُعا کی تاثیر اس کی مشیت وتقدیر پر موقوف ہے۔تعویذ کی سند بھی احادیث سے ملتی ہے، ابن مسعودؓ ان بچوں کو جو عقل رکھتے ان کو سکھاتے اور وہ بچے جو عقل وسمجھ نہیں رکھتے انہیں کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر گردن میں لٹکاتے علماء اسے جائز رکھتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ)

- نظر بد کیلئے جھاڑ پھونک...... صحیحین میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا یا کسی کو حکم دیا کہ ہم نظر (کے مرض) میں جھاڑ پھونک کروالیا کریں۔ (زاد المعاد) حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے ایک مرتبہ عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن جعفر کو نظر لگ جاتی ہے کیا میں ان کیلئے جھاڑ پھونک کروالوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، اگر کوئی چیز قضا پر سبقت کر جاتی تو وہ نظر ہو سکتی تھی۔ (یہ حدیث حسن صحیح ہے) (زاد المعاد) فرمایا: کہ اپنے مریضوں کا علاج صدقہ کے ذریعہ سے کرو۔ (الترغیب والترہیب) اور جب عائن (نظر لگانے والے) کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ ہو تو اسے یہ دُعا پڑھ کر اس شر کو دور کرنا چاہیے دُعا یہ ہے: اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ یعنی اے اللہ اس پر برکت فرما۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عامرؓ سے فرمایا: جب سہل بن حنیفؓ نے انہیں نظر لگائی، کیا تم نے دُعائے برکت نہیں کی؟ یعنی اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ نہیں پڑھا! نیز مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سے بھی نظر دور ہو جاتی ہے۔ (زاد المعاد)

- بدنظری کا نبوی علاج...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کا علاج معوذتین سے فرماتے یعنی ان آیات وکلمات سے جن میں شرور سے استعاذہ ہے جیسے معوذتین، سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی وغیرہ علماء کہتے ہیں کہ سب سے اہم واعظم دُعا شفاء سورۂ فاتحہ آیۃ الکرسی اور معوذتین کا پڑھنا ہے۔ اور نظر بد کے دفعیہ کیلئے یہ کہنا چاہیے: مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور اگر دیکھنے والا اس سے خوف زدہ ہے کہ اپنی ہی نظر کا ضرر اسے نہ پہنچے تو وہ یہ کہے: اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَيْهِ: یہ نظر بد کو دور کر دے گا۔ حضور اکرم تمام امراض جسمانی کیلئے رقیہ اور دُعا کرتے تھے مثلاً بخار، تپ، ولرزہ، مرگی، صداع، خوف ووحشت، بے خوابی، سموم، ہموم، الم، مصائب، غم واندوہ، شدت وسختی، بدن

میں درد تکلیف، فقر و فاقہ، قرض، جلنا، درد دندان، حبس بول، اختلاج، نکسیر وضع حمل کی تکلیف وغیرہ ان سب کی دُعائیں اور تعویذ حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں وہاں تلاش کرنا چاہئے۔
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دُعا نظر اور تمام بلاؤں اور مرضوں اور آفتوں کیلئے یہ تھی: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا (مدارج النبوۃ) ترجمہ: اے لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا (بھی) مرض نہ چھوڑے۔"

لاحول ولا قوۃ کا عمل...... حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جسے غم و افکار گھیر لیں اسے چاہیے کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ بکثرت پڑھا کرے۔ علماء عظام فرماتے ہیں کہ اس کلمہ کے عمل سے بڑھ کر کوئی چیز مددگار نہیں ہے۔ (مدارج النبوۃ)

- آیۃ الکرسی...... حدیث شریف میں ہے کہ جو کوئی مصیبت و سختی میں آیت الکرسی اور سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی فریاد رسی کرے گا۔ (مدارج النبوۃ)

- جامع دُعا...... حضرت سعد ابن وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اور یقیناً میں اس کلمہ کو جانتا ہوں کہ نہیں کہتا اسے ہر مصیبت زدہ مگر یہ کہ اس کلمہ کی بدولت حق تعالیٰ سبحانہٗ اس سے اس کو نجات عطا فرما دیتا ہے وہ کلمہ میرے بھائی یونس علیہ السلام کا ہے کہ انہوں نے تاریکیوں میں ندا کی تھی۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔ ترجمہ: (اے اللہ) آپ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، آپ کی ذات پاک ہے، بے شک میں خطا کار ہوں۔ (مدارج النبوۃ) اور اس حدیث کو ترمذی نے بھی ذکر کیا ہے۔

- دُعائے فقر...... حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے عرض: کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا نے مجھ سے پیٹھ پھیر لی ہے اور مجھ کو دنیا نے چھوڑ دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تجھ سے، صلوٰۃ ملائکہ (یعنی فرشتوں کی دُعا) اور وہ تسبیح خلائق جس کی بدولت انہیں رزق دیا جاتا ہے کہاں گئی؟ پھر فرمایا طلوع فجر کے وقت اس دُعا کو سو مرتبہ پڑھو! سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ۔ تو دنیا تیرے پاس پست و ذلیل ہو کر آئے گی۔ پھر وہ شخص چلا گیا اور عرصہ تک نہیں آیا۔ پھر وہ آیا اور اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے پاس دنیا اتنی

وافر آئی کہ میں نہیں جانتا اسے کہاں رکھوں؟ یہ نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بزرگوں نے پڑھی ہے اوراس کے ساتھ ایک تسبیح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ۔ کی بھی پڑھیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تمام گناہوں کی مغفرت کا موجب ہوگا اور یہ وسعت رزق کا سبب بھی ہے، اس لئے کہ استغفار اس کا باعث ہے اور گناہوں کی وجہ ہی سے رزق میں تنگی اور ہر طرح کے غم اور پریشانی پیدا ہوتی ہے۔ (مدارج النبوۃ)

▪ دردسر کی دُعا...... حمیدی بروایت یونس بن یعقوب بن عبداللہ سے دردسر کی دُعا نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دردسر میں اپنے اس ارشاد سے تعوذ فرماتے تھے: بِسْمِ اللّٰهِ الْكَبِيْرِ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ مِنْ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ. ترجمہ: ”خدا کے نام کے ساتھ جو بڑا ہے اور میں پناہ چاہتا ہوں اللہ بزرگ کی ہر رگ اچھلنے والی سے اور آگ کی گرمی کے نقصان سے۔“

▪ ہر درد و بلا کی دُعا...... حضرت ابان بن عثمان اپنے والد عثمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو کوئی تین مرتبہ شام کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔ پڑھے تو صبح تک کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی اور جو شخص اسے صبح کے وقت پڑھے تو شام تک اسے کوئی ناگہانی بلا و مصیبت نہ پہنچے گی۔ (مدارج النبوۃ) ترجمہ: ”شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کے ساتھ نقصان نہیں پہنچا سکتی کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ سنتا اور جانتا ہے۔“

▪ دُعائے طعام...... امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تاریخ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص کھانا سامنے آنے کے بعد پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ خَيْرِ الْاَسْمَآءِ فِي الْاَرْضِ وَالسَّمَآءِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ دَاءٌ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْهِ رَحْمَةً وَّشِفَاءً ۔ ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ جو سب ناموں سے بہتر ہے زمین اور آسمان میں نہیں نقصان دیتی ہے اس کے نام کے ساتھ کوئی بیماری اے اللہ کر دے اس میں شفا اور رحمت۔ اس کو کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ (مدارج النبوۃ)

دانت کے درد کی دُعا...... بیہقی عبداللہ بن رواحہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد دانت کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے اس رخسار پر جس میں درد تھا رکھ کر سات مرتبہ پڑھا: اَللّٰھُمَّ اذْھِبْ عَنْهُ مَایَجِدُ وَفُحْشَهٗ بِدَعْوَةِ نَبِیِّکَ الْمِسْکِیْنِ الْمُبَارَکِ عِنْدَکَ۔ ترجمہ: ''اے اللہ! جو تکلیف یہ شخص محسوس کر رہا ہے اس کو اور اس کی سختی کو دور فرما دیجئے اپنے نبی مسکین کی دُعا سے جو آپ کے نزدیک بابرکت ہے۔'' دست مبارک اٹھانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کے درد کو رفع فرما دیا۔ (مدارج النبوۃ)

دواؤں سے علاج...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طبی دواؤں کے ذریعہ بھی اکثر مرضوں میں علاج کرتے تھے ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو طب وحی کے ذریعہ حاصل ہوتی تھی اگرچہ بعض مواقع میں قیاس واجتہاد اور تجربہ بھی ہوگا۔ یہ کوئی بعید نہیں لیکن ادویہ روحانیہ پر انحصار کرنا اس بناء پر تھا کہ وہ اتم واعلیٰ اور اخص واکمل ہیں۔

امراض وعلاج...... حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا اور اپنے اہل وعیال اور صحابۂ کرام کا معالجہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ تر ادویہ مفردات پر مشتمل تھیں۔

پیٹ میں کھانے کا اندازہ...... حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آدمی نے پیٹ سے زیادہ برتن کبھی پُر نہیں کیا، ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں جن سے اس کی کمر سیدھی رہے، اگر ضروری (زیادہ) کھانا ہو تو پھر تہائی حصہ کھانا، کھانا چاہیے اور تہائی حصہ پانی کیلئے وقف ہے اور تیسرا حصہ سانس کیلئے۔ (مسند، زادالمعاد)

مریض کی غذا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مریضوں کو کھانے پینے پر مجبور نہ کرو کیونکہ اللہ عزوجل انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ، زادالمعاد)

حرام چیز میں شفا نہیں ہے...... اور سنن میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دوا میں شراب ڈالنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مرض ہے علاج نہیں (یہ روایت) ابوداؤد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے شراب سے علاج کیا اسے اللہ شفا نہ دے۔ (زادالمعاد)

مرض میں دودھ کا استعمال...... حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: کہ دودھ کا ثرید (دودھ میں روٹی بھیگی ہوئی یا اور کوئی غذا) مریض کے قلب کو قوت دیتا ہے اور غم دور کرتا ہے۔ جب کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جاتا کہ فلاں کو درد ہے اور وہ کھانا نہیں کھاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: تلبینہ (دودھ آمیز غذا) بنا کر اسے پلانا چاہئے اور فرماتے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ تمہارے پیٹ کو اس طرح دھودیتا ہے کہ جیسے تم اپنے چہروں کو میل سے صاف کردو۔ (زادالمعاد)

- شہد کی تاثیر...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لے پھر وہ کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)
- قرآن و شہد میں شفا...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلو (یعنی ان کا استعمال ضرور کیا کرو) ایک تو شہد دوسرے قرآن (یعنی آیات قرآن) (ابن ماجہ، بیہقی، مشکوٰۃ)

مرض لگنا اور فال بد...... حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ہامہ، بیماری لگنا اور شگون بد کوئی چیز نہیں ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)

- کلونجی کی تاثیر...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ کلونجی سے ہر بیماری سے شفا ہے مگر موت سے نہیں۔ (بخاری و مسلم، مشکوٰۃ)
- منتروں کا استعمال...... حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تک منتروں میں شرک نہ ہو، کوئی حرج نہیں۔ (مسلم، مشکوٰۃ)
- روغن زیتون...... حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کی بیماری میں روغن زیتون اور ورس (ایک بوٹی) کی تعریف کی ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ)
- دوا میں حرام چیز کی ممانعت...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ تم دوا سے بیماری کا علاج کرو۔ لیکن حرام چیز سے علاج نہ کرو۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ)
- ضعف قلب کا علاج...... سنن ابن داؤد میں حضرت مجاہدؒ سے مروی ہے کہ انہیں حضرت سعیدؓ سے روایت پہنچی ہے فرمایا: کہ میں بیمار ہوگیا تھا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت

کیلئے تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینہ پر رکھا میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دل میں محسوس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے دل کا مرض ہے مدینہ کی سات عجوہ کھجوریں ان کی گٹھلیاں نکال کر استعمال کرو۔ (اس مرض میں کھجور ایک عجیب خاصیت رکھتی ہے، خصوصاً مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور، یہ وحی سے متعلق ہے)۔ (زادالمعاد) صحیحین میں حضرت عامر بن ابی وقاصؓ سے مروی ہے کہ انہیں اپنے والد سے روایت پہنچی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو صبح کو ان میں سے سات کھجوریں کھالے اس روز کوئی زہر یا جادو نقصان نہ دے گا۔ (زادالمعاد)

مرگی...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات آفت زدہ کے کان میں یہ آیت پڑھا کرتے تھے: اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ط اور آیت الکرسی سے بھی اس کا علاج کیا جاتا ہے اور آفت زدہ کو بھی اس کا ورد رکھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ اور معوذتین پڑھنے کو بھی یاد فرمایا کرتے تھے۔ (زادالمعاد)

مکھی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم میں سے کسی کے برتن میں مکھی گر جائے تو اسے غوطہ دے کر نکال دو، کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری ہے اور دوسرے میں شفاء۔ (صحیحین، زادالمعاد)

باب ⑤

اخلاقیات

اخلاق حمیدہ

حسن اخلاق ......حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ صاحب ایمان بندہ اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ اختیار کر لیتا ہے جو رات بھر نفل نماز پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔ (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ ''تم سب میں مجھ کو زیادہ محبوب اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں مجھ کو زیادہ برا لگنے والا اور آخرت میں مجھ سے سب سے زیادہ دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق بُرے ہوں۔ (بہشتی زیور) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔ (ابوداؤد، دارمی، معارف الحدیث) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دُعا میں اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرتے تھے ''اے میرے اللہ! تو نے اپنے کرم سے میرے جسم کی ظاہری بناوٹ اچھی بنائی ہے اسی طرح میرے اخلاق بھی اچھے کر دے۔'' (رواہ احمد، معارف الحدیث) روایت ہے کہ بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق۔ (بیہقی، معارف الحدیث) حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو آخری وصیت مجھے کی تھی جبکہ میں نے اپنا پاؤں اپنی سواری کی رکاب میں رکھ لیا تھا، وہ یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کیلئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ یعنی بندگان خدا کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ (موطا امام مالک، معارف الحدیث)

سایہ عرش الٰہی کے مستحق ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس روز کہ سایہ عرش الٰہی کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا سات شخص ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش سایہ میں رکھے گا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات قسم کے آدمی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا، قیامت کے دن میں جس دن کہ اس کی سایہ رحمت کے سوا کوئی دوسرا سایہ نہیں ہوگا: 1 عدل وانصاف سے حکمرانی کرنے والا فرماں روا۔ 2 وہ جوان جس کی نشو ونما اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہوئی (یعنی جو بچپن سے عبادت گزار تھا اور جوانی میں بھی عبادت گزار رہا اور جوانی کی مستیوں نے اسے غافل نہیں کیا) 3 وہ مرد مومن جس کا حال یہ ہے کہ مسجد سے باہر جانے کے بعد بھی اس کا دل مسجد ہی سے اٹکا رہتا ہے، کہ جب تک پھر مسجد میں نہ آجائے۔ 4 وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے باہم محبت کی، اسی پر جڑے رہے اور اسی پر الگ ہوئے (یعنی ان کی محبت صرف منہ دیکھے کی محبت نہیں جیسی کہ اہل دنیا کی محبتیں ہوتی ہیں، بلکہ ان کا حال یہ ہے کہ جب یکجا اور ساتھ ہیں، جب بھی محبت ہے اور جب ایک دوسرے سے الگ اور غائب ہوتے ہیں جب بھی ان کے دل للہی محبت سے لبریز ہوتے ہیں)۔ 5 خدا تعالیٰ کا وہ بندہ جس نے اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تنہائی میں تو اس کے آنسو بہہ پڑے۔ 6 وہ مرد خدا جسے حرام کی دعوت دی کسی ایسی عورت نے جو خوبصورت بھی ہے اور صاحب وجاہت وعزت بھی، تو اس بندے نے کہا کہ میں خدا تعالیٰ سے ڈرتا ہوں (اس لیے حرام کی طرف قدم نہیں اٹھا سکتا)۔ 7 اور وہ شخص جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کیا اور اس قدر چھپا کر کیا کہ گویا اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ اس کا داہنا ہاتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیا خرچ کر رہا ہے اور کس کو دے رہا ہے؟ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث)

نیک کام کا اجراء...... حضرت ابی جحیفہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: جو شخص اسلام میں اچھا طریقہ نکالتا ہے اس کو اسکا ثواب اور اس کے بعد جو اس طریقہ پر عمل کریں گے ان سب کا ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کا ثواب بھی کم نہیں کیا جاتا اور جو شخص اسلام میں کسی برے طریقہ کی بنیاد ڈالتا ہے اس کی گردن پر اس کا گناہ اور ان تمام لوگوں کا گناہ ہوتا ہے جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کریں گے اور عمل کرنے والوں کے ذمہ جو گناہ ہیں ان میں بھی کچھ کمی نہیں آتی۔ (ابن ماجہ)

احسان...... حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دوسروں کی دیکھا دیکھی کام کرنے والے مت بنو اور نہ یہ کہنے والے بنو کہ اگر اور لوگ احسان

کریں گے تو ہم بھی احسان کریں گے اور دوسرے لوگ ظلم کا رویہ اختیار کریں گے تو ہم بھی ویسا ہی کریں گے۔ بلکہ اپنے دلوں کو اس پر پکا کرو کہ اگر اور لوگ احسان کریں تب بھی تم احسان کرو گے اور اگر اور لوگ برا سلوک کریں تب بھی تم ظلم اور برائی کا رویہ اختیار نہ کرو گے (بلکہ احسان ہی کرو گے) (رواہ الترمذی) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ کا جو بندہ بے شوہر والی اور بے سہارا کسی عورت اور کسی مسکین اور حاجتمند آدمی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتا ہو وہ اجر وثواب میں اس مجاہد بندہ کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں دوڑ دھوپ کرتا ہو۔ راوی کہتے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا: کہ اس شب بیدار کی طرح ہے جو رات بھر نماز پڑھتا ہو اور تھکتا نہ ہو اور اس دائمی روزہ دار کی طرح ہے جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہو کبھی بغیر روزے کے رہتا ہی نہ ہو۔ (صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

- **توکل اور رضا بالقضاء**...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ بندگان خدا ہوں گے جو منتر نہیں کراتے اور شگون بد نہیں لیتے اور نہ فال بد کے قائل ہیں اور اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم) حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ آدمی کی نیک بختی اور خوش نصیبی میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے جو فیصلہ ہو وہ اس پر راضی رہے، اور آدمی کی بدبختی اور بدنصیبی میں سے یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے خیر اور بھلائی کا طالب نہ ہو اور اس کی بدنصیبی اور بدبختی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلہ سے ناخوش ہو۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

- **کام میں متانت اور وقار**...... حضرت عبداللہ بن سرجسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی سیرت اور اطمینان و وقار سے اپنے کام انجام دینے کی عادت اور میانہ روی ایک حصہ ہے نبوت کے چوبیس حصوں میں سے۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

- **صدق مقالی اور انصاف**...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: کہ میری امت اسی وقت تک سرسبز رہے گی جب تک کہ یہ تین خصلتیں اس میں باقی رہیں گی ایک تو یہ کہ جب وہ بات کریں تو سچ بولیں۔ دوسری یہ کہ جب وہ لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کریں تو انصاف کو ہاتھ

سے نہ جانے دیں۔ تیسری یہ کہ جب ان سے رحم کی درخواست کی جائے تو وہ کمزوروں پر رحم کریں۔ (متفق علیہ، ابویعلیٰ)

■ جذبات پر قابو...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جس آدمی میں یہ تین باتیں نہ ہوں اس کا کوئی عمل کام نہ آئے گا۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دے۔ دوسرے یہ کہ اگر کوئی نادان آدمی اس پر حملہ کرے تو وہ تحمل سے خاموش ہوجائے۔ تیسرے یہ کہ لوگوں کے درمیان حسن اخلاق کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ (طبرانی)

■ جنت کی ذمہ داری...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مسلمانو! اگر تم چھ باتوں کا ذمہ کرلو تو میں تمہارے لیے جنت کا ذمہ لیتا ہوں۔ ایک تو یہ کہ جب تم بولو تو سچ بولو۔ دوسرے یہ کہ جب تم وعدہ کرو تو اس کو پورا کرو تیسرے یہ کہ جب تمہارے پاس امانت رکھوائی جائے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ چوتھے یہ کہ تم اپنی نظریں نیچی رکھا کرو۔ پانچویں یہ کہ ظلم کرنے سے اپنا ہاتھ روکے رکھو۔ چھٹے یہ کہ اپنے جذبات نفسانی کی باگ ڈھیلی نہ ہونے دو۔ (مسند احمد، حاکم)

■ جنت کی بشارت...... ایک دفعہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی خوبی اور وسعت بیان کی۔ ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے بیتابانہ بولے کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جنت کس کو ملے گی؟ فرمایا ''جس نے خوش کلامی کی۔ بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اکثر روزے رکھے اور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہو۔'' (ترمذی، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

■ صدق و امانت اور کذب و خیانت...... حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سچائی کو لازم پکڑو اور ہمیشہ سچ بولو۔ کیونکہ سچ بولنا نیکی کے راستے پر ڈال دیتا ہے اور نیکی جنت تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جب ہمیشہ ہی سچ بولتا ہے اور سچائی ہی کو اختیار کرلیتا ہے تو وہ مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے اور اللہ کے یہاں صدیقین میں لکھ لیا جاتا ہے اور جھوٹ سے ہمیشہ بچتے رہو کیونکہ جھوٹ بولنے کی عادت آدمی کو بدکاری کے راستے پر ڈال دیتی ہے اور بدکاری اس کو دوزخ تک پہنچا دیتی ہے اور آدمی جھوٹ بولنے کا عادی ہوجاتا ہے اور جھوٹ کو اختیار کرلیتا ہے تو انجام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے یہاں کذابین میں لکھ لیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

■ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی محبت...... عبدالرحمٰن بن ابی قرادؓ سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن وضو کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی صحابہ لے لے کر (اپنے چہروں اور جسموں پر) ملنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو کیا چیز اس فعل پر آمادہ کرتی ہے اور کون سا جذبہ تم سے یہ کام کراتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، ان کا یہ جواب سن کر آپ نے فرمایا: جس شخص کی یہ خوشی ہو اور وہ یہ چاہے کہ اسے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی محبت ہو یا یہ کہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کریں تو اسے چاہئے کہ جب وہ بات کرے تو ہمیشہ سچ بولے اور جب کوئی امانت اس کے سپرد کی جائے تو ادنٰی خیانت کے بغیر اس کو ادا کرے اور جس کے پڑوس میں اس کا رہنا ہو اس کے ساتھ بہتر سلوک کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

- امانت...... حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کسی سے کوئی بات کہے (یعنی ایسی بات جس کا اخفاوہ پسند کرتا ہے) اور پھر وہ چلا جائے تو وہ امانت ہے (یعنی سننے والے کیلئے امانت کی مانند ہے، اور اس بات کی حفاظت امانت کی طرح کرنا چاہئے) (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی خطبہ شاید ایسا ہو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہ فرمایا ہو کہ ''جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا عہد (وعدہ) مضبوط نہیں اس کا دین نہیں۔ (مشکوٰۃ)

- عمر کا لحاظ...... ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو اپنے چھوٹوں پر رحم نہ کھائے، بڑوں کی تعظیم نہ کرے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے وہ ہمارے مشرب کا انسان نہیں۔ (ترمذی، ترجمان السنۃ)

- شرم وحیا...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے، ہمارے دین کا ممتاز اخلاق شرم کرنا ہے۔ (معارف الحدیث) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے۔ جب اس کو شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ومبغوض بن جاتا ہے۔ جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانتداری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے۔ اس کے بعد اس سے صفت رحمت اٹھالی جاتی ہے۔ پھر تو وہ پھٹکار امارا مارا پھرنے لگتا ہے۔ جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ

وقت قریب آ جاتا ہے کہ اب اس سے رشتہ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔(ابن ماجہ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے ایسی حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہئے۔ مخاطبین نے عرض کیا! الحمدللہ ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو (یعنی بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دست بردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لیے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کیا، سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

نرم مزاجی...... حضرت جریرؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا۔ (معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ کیلئے حرام ہے، اور دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے۔ سنو! سنو! میں بتاتا ہوں کہ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہے ہر ایسے شخص پر جو مزاج کا تیز نہ ہو، نرم ہو، لوگوں سے قریب ہونے والا ہو، نرم خو ہو۔ (معارف الحدیث، ابوداؤد)

ایفائے وعدہ اور وعدہ خلافی...... حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی آدمی نے اپنے کسی بھائی سے آنے کا وعدہ کیا اور اس کی نیت بھی تھی کہ وہ وعدہ پورا کرے گا لیکن (کسی وجہ سے) وہ مقررہ وقت پر آیا نہیں، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

تواضع...... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی ہے کہ تم تواضع یعنی فروتنی اختیار کرو کہ کوئی ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے۔ (مشکوۃ) حضرت عمر فاروقؓ نے ایک دن برسر منبر ارشاد فرمایا: کہ لوگو! فروتنی اور خاکساری اختیار کرو

کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، جس نے اللہ کیلئے (یعنی اللہ کا حکم سمجھ کر اور اس کی رضا حاصل کرنے کیلئے) خاکساری کا رویہ اختیار کیا اور بندگان خدا کے مقابلے میں اپنے آپکو اونچا کرنے کی بجائے نیچا رکھنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے خیال اور اپنی نگاہ میں تو چھوٹا ہوگا لیکن عام بندگان خدا کی نگاہوں میں اونچا ہوگا، اور جو کوئی تکبر اور بڑائی کا رویہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچے گرادے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ عام لوگوں کی نگاہوں میں ذلیل وحقیر ہو جائے گا، اگر چہ خود اپنے خیال میں بڑا ہوگا، لیکن دوسروں کی نظر میں وہ کتوں اور خنزیروں سے بھی زیادہ ذلیل اور بے وقعت ہو جائے گا۔ (شعب الایمان، للبیہقی)

- عفو الٰہی سے محرومی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت میں کوئی کلام نہیں کرے گا اور ان کا تزکیہ نہیں کرے گا، اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ان کی طرف نگاہ بھی نہیں کرے گا اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا فرماں روا اور تیسرا نادار وغریب متکبر۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- ادائے شکر...... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نعمت کے اوّل میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ ہو اس نعمت سے (متعلق) قیامت میں سوال نہیں ہوگا۔ (ابن حبان)

- صبر...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو ایسی چیزیں نہ بتلاؤں؟ جن سے اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹاتا ہے اور درجوں کو بڑھاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: ضرور بتلایئے یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وضو کا کامل کرنا، ناگواری کی حالت میں (کہ کسی وجہ سے وضو کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے مگر پھر ہمت کرتا ہے) اور بہت سے قدم ڈالنا مسجدوں کی طرف (یعنی دور سے آنا یا بار بار آنا) اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ الخ (مسلم و ترمذی) فائدہ: ایسے وقت وضو کرنا صبر کی ایک مثال ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی بندہ کا بچہ مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندہ کے بچہ کی جان لے لی

وہ کہتے ہیں ہاں۔ پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں آپ کی حمد وثنا کی اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کیلئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (احمد وترمذی، حیوۃ المسلمین) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار چیزیں ایسی ہیں کہ وہ جس شخص کو مل گئیں اس کو دنیا وآخرت کی بھلائیاں مل گئیں دل شکر کرنے والا اور زبان ذکر کرنے والی، اور بدن جو بلا پر صابر ہو اور بی بی جو اپنی جان اور شوہر کے مال میں اس سے خیانت نہیں کرنا چاہتی۔ (بیہقی، حیوۃ المسلمین)

خلاصہ...... کوئی وقت خالی نہیں کہ انسان پر کوئی نہ کوئی حالت نہ ہوتی ہو خواہ طبیعت کے موافق، خواہ طبیعت کے مخالف، اوّل حالت پر شکر کا حکم ہے، دوسری حالت میں صبر کا حکم ہے تو صبر وشکر ہر وقت کرنے کے کام ہوئے۔ مسلمانو! اس کو نہ بھولنا، پھر دیکھنا ہر وقت کیسی لذت وراحت میں رہو گے۔ (حیوۃ المسلمین) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرے گا خدا اس کو صبر بخشے گا اور صبر سے زیادہ بہتر اور بہت سی بھلائیوں کو سمیٹنے والی بخشش اور کوئی نہیں۔ (بخاری ومسلم)

صبر وشکر...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جو مال ودولت اور جسمانی بناوٹ یعنی شکل وصورت میں اس سے بڑھا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے اس کے دل میں حرص طمع اور شکایت پیدا ہو تو اس کو چاہیے کہ کسی ایسے بندے کو دیکھے جو ان چیزوں میں اس سے بھی کمتر ہو۔ تاکہ بجائے حرص وطمع کے اور شکایت کے صبر وشکر پیدا ہو۔ (بخاری ومسلم، معارف الحدیث) حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندۂ مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اس کے ہر معاملہ اور ہر حال میں اس کیلئے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اس کو خوشی، راحت اور آرام پہنچے تو وہ اپنے رب کا شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کیلئے خیر ہی خیر ہے اور اگر اسے کوئی دکھ اور رنج پہنچتا ہے تو وہ (اس کو بھی اپنے حکیم وکریم رب کا فیصلہ سمجھتے اور اس کی مشیت پر یقین کرتے ہوئے) اس پر صبر کرتا ہے اور یہ صبر بھی اس کیلئے سراسر خیر اور موجب برکت ہوتا ہے۔ (معارف الحدیث، مسلم) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو بندہ کسی جانی یا مالی مصیبت میں مبتلا ہو اور وہ کسی سے اس کا اظہار نہ کرے اور نہ لوگوں سے شکوہ وشکایت کرے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ ہے کہ

وہ اس کو بخش دیں۔ (معجم اوسط طبرانی، معارف الحدیث) حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی (حضرت زینبؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کہلا بھیجا کہ میرے بچے کا آخری دم ہے اور چل چلاؤ کا وقت ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت تشریف لے آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں کہلا کے بھیجا اور پیام دیا کہ بیٹی! اللہ تعالیٰ کسی سے جو کچھ لے وہ بھی اسی کا ہے، اور کسی کو جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے۔ الغرض ہر چیز ہر حال میں اسی کی ہے (اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی چیز دیتا ہے، اور کسی سے لیتا ہے تو اپنی چیز لیتا ہے) اور ہر چیز کیلئے اس کی طرف سے ایک مدت اور وقت مقرر ہے (اور اس وقت کے آجانے پر وہ دنیا سے اٹھالی جاتی ہے) پس چاہیے کہ تم صبر کرو، اور اللہ تعالیٰ سے اس صدمہ کے اجر و ثواب کی طالب بنو۔ صاحبزادی صاحبہ نے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیام بھیجا اور قسم دی کہ اس وقت حضور ضرور ہی تشریف لے آویں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کر چل دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سعد بن عبادہؓ معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ اور بعض اور لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئے۔ پس وہ بچہ اٹھا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا، اس کے اس حال کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اس پر سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا حضرت یہ کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ یہ رحمت کے اس جذبے کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اور اللہ کی رحمت انہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبے سے خالی ہوں گے، وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہوں گے۔ (بخاری و مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حرص و بخل اور ایمان کبھی ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے (یعنی بخل، کنجوسی اور ایمان کا کوئی جوڑ نہیں) (سنن نسائی)

- **سخاوت و بخل**...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ارشاد ہے کہ تم دوسروں پر خرچ کرتے رہو، میں تم پر خرچ کرتا رہوں گا۔ (بخاری)

- **قناعت و استغناء**...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا فرمایا۔ (لیکن ان کی مانگ ختم نہیں ہوئی) اور انہوں نے پھر طلب کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو عطا فرمادیا، یہاں تک کہ جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا وہ سب ختم ہوگیا اور کچھ نہ رہا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان انصاریوں سے فرمایا، سنو! جو مال و دولت بھی میرے پاس ہوگا اور کہیں سے آئے گا میں اس کو تم سے بچا کر نہیں رکھوں گا اور اپنے پاس ذخیرہ جمع نہیں کروں گا بلکہ تم کو دیتا رہوں گا۔ لیکن یہ بات خوب سمجھ لو کہ اس طرح مانگ مانگ کر حاصل کرنے سے آسودگی اور خود عیشی حاصل نہیں ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ کا قانون یہ ہے کہ جو کوئی خود عفیف بننا چاہتا ہے (یعنی دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے اپنے کو بچانا چاہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتا ہے اور سوال کی ذلت سے اس کو بچاتا ہے اور جو کوئی بندوں کے سامنے اپنی محتاجی ظاہر کرنے سے بچنا چاہتا ہے (یعنی اپنے کو بندوں کا محتاج اور نیاز مند بنانا چاہتا) تو اللہ اس کو بندوں سے بے نیاز کر دیتا ہے اور جو کوئی کسی کٹھن کے موقع پر اپنی طبیعت کو مضبوط کر کے صبر کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو صبر کی توفیق دے دیتا ہے (اور صبر کی حقیقت اس کو نصیب ہوجاتی ہے) اور کسی بندہ کو بھی صبر سے زیادہ وسیع کوئی نعمت عطا نہیں ہوئی۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث)

کفایت شعاری...... حضرت انسؓ و ابوامامہؓ و ابن عباسؓ و علیؓ سے (مجموعاً و مرفوعاً) روایت ہے کہ میانہ روی کی چال چلنا (یعنی نہ کنجوسی کرے اور نہ فضول اڑاوے، بلکہ سوچ سمجھ کر اور سنبھال کر ہاتھ روک کر کفایت شعاری اور انتظام و اعتدال کے ساتھ ضرورت کے موقعوں پر مال صرف کرے تو اس طرح خرچ کرنا) بھی آدھی کمائی ہے، جو شخص بیچ خرچ کرنے میں اس طرح بیچ کی چال چلے وہ محتاج نہیں ہوتا اور فضول اڑانے میں زیادہ مال بھی نہیں رہتا۔ (عن عسکری و دیلمی وغیرہما)

معافی چاہنا...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص کے ذمہ اپنے کسی مسلمان بھائی کا کوئی حق ہو (مثلاً غیبت کی ہو یا مال تلف کیا ہو) پس اس کو چاہئے کہ آج (دنیا میں) ان حق تلفیوں کو اس سے معاف کرائے قبل اس کے کہ قیامت میں اس کے پاس نہ دینار ہوگا نہ درہم۔ اگر اس کے پاس نیک عمل ہوگا تو بقدر اس ظلم کے اس کا نیک عمل اس سے لے لیا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی تو اس کے مظلوم بھائی کی برائیاں لے کر اس کے اوپر لادی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ)

- خطا معاف کرنا...... حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکار کر کہے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو لوگوں کی خطائیں معاف کر دیا کرتے تھے۔ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں آئیں اور اپنا انعام لے جائیں کیونکہ ہر مسلمان جس کی یہ عادت تھی بہشت میں داخل ہونے کا حقدار ہے۔ (ابوالشیخ فی الثواب عن ابن عباس) حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی چاہتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے درجے بلند ہوں اس کو چاہئے کہ وہ اس آدمی سے درگزر کرے جس نے اس پر ظلم کیا ہو اور اس کو دے جس نے اس کو نہ دیا ہو اور اس کے ساتھ رشتہ جوڑے جس نے اس سے رشتہ توڑا ہو اور اس کے ساتھ تحمل کرے جس نے اس کو برا کہا ہو۔ (ابن عساکر عن ابی ہریرہ) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے خادم (غلام یا نوکر) کا قصور کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش رہے اس نے پھر وہی عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے خادم کو کتنی دفعہ معاف کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر روز ستر دفعہ۔ (جامع ترمذی)
- خاموشی...... رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو درجہ خاموشی کی وجہ سے انسانوں کو ملتا ہے، وہ ساٹھ برس کی نفل عبادت سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ)
- ایثار...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا: اے ابوبکر! تین باتیں ہیں جو سب کی سب حق ہیں: 1 جس بندہ پر کوئی ظلم کیا جائے اور پھر وہ محض اللہ کے واسطے اس سے چشم پوشی کرلے تو بوجہ اس ظلم کے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ 2 جو بندہ بقصد صلہ رحمی کے بخشش کا کوئی دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ بوجہ اس خصلت (صلہ رحمی) کے اس کے مال میں زیادتی کر دیتا ہے اور 3 جو بندہ سوال کا دروازہ کھولتا ہے اور اس سے اس کا ارادہ یہ ہوتا ہے کہ مال میں کثرت ہو تو اللہ تعالیٰ اس خصلت (سوال) کی وجہ سے اس کی تنگدستی میں اضافہ ہی فرماتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)
- ترکِ لایعنی...... حضرت علی بن الحسین زین العابدینؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے اسلام کے حسن وکمال میں یہ بھی ہے کہ جو بات اس کیلئے ضروری اور مفید نہ ہو اس کو چھوڑ دے۔ (مشکوٰۃ)
- رحم دلی اور بے رحمی...... حضرت جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: وہ

لوگ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت سے محروم رہیں گے جن کے دلوں میں دوسرے آدمیوں کیلئے رحم نہیں ہے اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔ (بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

- نیکی...... حضرت وابصہ بن معبدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: اے وابصہ تو یہ پوچھنے آیا ہے کہ نیکی کیا چیز ہے اور گناہ کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! (یہ سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینہ پر مار کر فرمایا: اپنے نفس سے پوچھ! اپنے دل سے پوچھ تین مرتبہ یہ الفاظ فرمائے اور پھر فرمایا: نیکی یہ ہے کہ جس سے نفس کو سکون ہو اور جس سے دل کو سکون ہو اور گناہ وہ ہے جو نفس میں خلش پیدا کرے۔ اگرچہ لوگ اس کے جواز کا فتویٰ دیں۔ (مسند احمد، دارمی، مشکوٰۃ) حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں: کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: تم کسی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا کرو اور کچھ نہ ہو سکے تو اپنے مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات ہی کر لیا کرو۔ (مسلم)

- صدقات جاریہ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم کی اشاعت کرنا، نیک اولاد چھوڑ جانا، مسجد یا مسافر خانہ بنانا، قرآن مجید ورثہ میں چھوڑ جانا، نہر جاری کرنا اور جیتے جی تندرستی کی حالت میں اپنے مال میں سے خیرات کرنا، یہ سب باتیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی مسلمان کو ملتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ)

- تدبر و تفکر...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! اپنے دلوں کو سوچنے کی عادت ڈالو اور خدا کی نعمتوں پر غور کیا کرو مگر خدا کی ہستی پر غور نہ کرنا۔ (ابوالشیخ فی العظمۃ)

اخلاق رذیلہ

- خود بینی...... زواجر میں دیلمی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خود بینی ایسی بری بلا ہے کہ اس سے ستر برس کے بہترین عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ (دیلمی)

- بے حیائی کی اشاعت...... حضرت علیؓ فرماتے ہیں: بے حیائی کی باتیں کرنے والا اور ان کی اشاعت کرنے والا اور پھیلانے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (الادب المفرد)

- دوسروں کو حقیر سمجھنا...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم و زیادتی نہ کرے (اور جب وہ اس کی مدد و اعانت کا محتاج ہو تو اس کی مدد کرے) اور اس کو بے مدد کے نہ چھوڑے، اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ کرے (کیا خبر ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ ہو، جس کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک مقرب و مکرم ہو) پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے (ہوسکتا ہے کہ تم کسی کو ظاہری حال سے معمولی آدمی سمجھتے ہو، اور اپنے دل کے تقویٰ کی وجہ سے وہ اللہ کے نزدیک محترم ہو۔ اس لیے کبھی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو) آدمی کے برا ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے اور اس کے ساتھ حقارت سے پیش آئے مسلمان کی ہر چیز دوسرے مسلمان کیلئے قابل احترام ہے۔ اس کا خون، اس کا مال اور اس کی آبرو۔ اس لیے ناحق اس کا خون گرانا، اس کا مال لینا اور اس کی آبروریزی کرنا، یہ سب حرام ہیں۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ علاماتِ قیامت میں یہ بات بھی ہے کہ معمولی طبقے کے لوگ بڑے بڑے مکان اور اونچی اونچی حویلیاں بنا کر ان پر فخر کریں گے۔ (بخاری و مسلم)

- ریا...... محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ خطرہ ''شرک اصغر'' کا ہے۔ بعض صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) شرک اصغر کا کیا مطلب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ریا (یعنی کوئی نیک کام لوگوں کے دکھاوے کیلئے کرنا) (معارف الحدیث، مسند احمد) اخلاص وللّٰہیت (یعنی ہر نیک عمل کا اللہ تعالی کی رضا و رحمت کی طلب میں کرنا) جس طرح ایمان و توحید کا تقاضا اور عمل کی جان ہے اسی طرح ریا و سُمعہ یعنی مخلوق کے دکھاوے اور دنیا میں شہرت اور ناموری کیلئے نیک عمل کرنا ایمان و توحید کے منافی اور ایک قسم کا شرک ہے۔ (معارف الحدیث) شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس نے دکھاوے کیلئے نماز پڑھی اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوے کیلئے صدقہ وخیرات کیا اس نے شرک کیا۔ (مسند احمد) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں کچھ ایسے مکار لوگ پیدا ہوں گے جو دین کی آڑ میں دنیا کا شکار کریں گے وہ لوگوں پر اپنی درویشی و مسکینی ظاہر کرنے

اوران کو متاثر کرنے کیلئے بھیڑوں کی کھال کا لباس پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی، مگران کے سینہ میں بھیڑیوں کے سے دل ہوں گے (ان کے بارے میں) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: کیا یہ لوگ میرے ڈھیل دینے سے دھوکا کھارہے ہیں! یا مجھ سے نڈر ہو کر میرے مقابلے میں جرأت کررہے ہیں! پس مجھے قسم ہے کہ میں ان مکاروں پرانہیں میں سے ایسا فتنہ پیدا کروں گا جوان میں سے عقلمندوں اور داناؤں کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ (جامع ترمذی)

زنا..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کہ دونوں آنکھوں کا زنا (شہوت سے) نگاہ کرنا ہے اور دونوں کانوں کا زنا (شہوت سے) باتیں سننا ہے اور زبان کا زنا (شہوت سے) باتیں کرنا اور ہاتھ کا زنا (شہوت سے) کسی کا ہاتھ وغیرہ پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا (شہوت سے) قدم اٹھا کر جانا ہے اور قلب کا زنا یہ ہے کہ (شہوت سے) وہ خواہش کرتا ہے اور تمنا کرتا ہے۔ الخ (مسلم، حیوۃ المسلمین)

غصہ..... حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو چاہیے کہ بیٹھ جائے۔ پس اگر بیٹھنے سے غصہ فرو ہو جائے تو فبہا اور اگر پھر بھی غصہ باقی رہے تو چاہئے کہ لیٹ جائے۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث) سہل بن معاذ اپنے والد ماجد حضرت معاذؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہصلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص پی جائے غصہ کو درآنحالیکہ اس میں اتنی طاقت اور قوت ہے کہ اپنے غصے کے تقاضے کو وہ نافذ اور پورا کرسکتا ہے (لیکن اس کے باوجود محض اللہ کیلئے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور جس پر اس کو غصہ ہے۔ اس کو کوئی سزا نہیں دیتا) تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائیں گے اور اس کو اختیار دیں گے کہ حورانِ جنت میں سے جس حور کو چاہے اپنے لیے منتخب کرلے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ مسلمانو! اگر تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خاموش ہوجائے۔ (عن ابن عباس) وہ آدمی طاقتور نہیں ہے جو لوگوں کو دباتا اور مغلوب کرتا ہے۔ بلکہ وہ آدمی طاقتور ہے جو اپنے نفس کو دبا سکتا اور مغلوب کرسکتا ہو۔ (عن ابی ھریرۃؓ، معارف الحدیث) حضورِاقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ جب غصہ آئے تو وضو کرلینا چاہیئے کہ رضائے الٰہی کیلئے غصہ کے گھونٹ کو پی جانے سے بڑھ کر کوئی دوسرا گھونٹ نہیں ہے۔ اگر کھڑا ہونے کی حالت میں غصہ آئے تو بیٹھ

جائے اور بیٹھنے کی حالت میں غصہ آئے تو لیٹ جائے۔ غصہ کے وقت اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھنے سے غصہ جاتا رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

- غیبت...... حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)! غیبت زنا سے زیادہ سنگین کیوں کر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بات یہ ہے) کہ آدمی اگر بدبختی سے زنا کر لیتا ہے تو صرف توبہ کرنے سے اس کی معافی اور مغفرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوسکتی ہے۔ مگر غیبت کرنے والے کو جب تک خود وہ شخص معاف نہ کردے جس کی اس نے غیبت کی ہے، اس کی معافی اور بخشش اللہ کی طرف سے نہیں ہوگی۔ (معارف الحدیث، شعب الایمان للبیہقی) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کس کو کہتے ہیں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ معلوم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کی کوئی ایسی برائی کا ذکر کرنا جو واقعتہً اس میں موجود ہو، اور اگر اس میں وہ برائی اور عیب موجود ہی نہیں ہے (جو تم نے اس کی طرف منسوب کرکے ذکر کیا) تو پھر یہ تو بہتان ہوا اور یہ غیبت سے بھی زیادہ سخت اور سنگین ہے۔ (معارف الحدیث، حیوۃ المسلمین)

- خیانت...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جس شخص نے تمہیں قابل اعتماد سمجھ کر اپنی امانت تمہارے پاس رکھی ہے اس کی امانت واپس کردو اور جو تم سے خیانت کرے تو تم اس کے ساتھ خیانت کا معاملہ نہ کرو۔ بلکہ اپنا حق وصول کرنے کیلئے دوسرے جائز طریقے اختیار کرو۔ (ترمذی)

- بدگمانی...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو بدگمانیوں سے بچاؤ اس لیے کہ بدگمانی کے ساتھ جو بات کی جائے گی وہ سب سے زیادہ جھوٹی بات ہوگی۔ (ترمذی) اور دوسرے کے معاملات میں معلومات حاصل کرتے مت پھرو اور نہ ٹوہ میں لگو اور نہ آپس میں تناجُش کرو اور نہ ایک دوسرے سے بُغض رکھو اور نہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگو اور اللہ کے بندے بنو۔ آپس میں بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس بات کا حکم اور ہدایت کی گئی ہے کہ ہم اپنے خادموں سے اپنے

مال ومتاع کو مقفل رکھیں اوران کو اگر استعمال کیلئے کچھ دیا جائے تو ناپ کر یا گن کر دیں۔(اس خیال سے) کہ کہیں ان کی عادت نہ بگڑ جائے یا ہم میں سے کسی کو کوئی بدگمانی نہ ہو۔(بخاری)

- دورخی...... حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا میں جو شخص دوڑخا ہوگا اور منافقوں کی طرح مختلف لوگوں سے مختلف قسم کی باتیں کرے گا، قیامت کے دن اس کے منہ میں آگ کی دوزبانیں ہوں گی۔(معارف الحدیث)

- چغل خوری...... عبدالرحمٰن بن غنم اور اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے بہترین بندے وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے اور بدترین بندے وہ ہیں جو چغلیاں کھانے والے، دوستوں میں جدائی ڈالنے والے ہیں اور جو اس کے طالب اور ساعی رہتے ہیں کہ اللہ کے پاک دامن بندوں کو کسی گناہ سے ملوث یا کسی مصیبت اور پریشانی میں مبتلا کریں۔(مسند احمد، شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

- جھوٹ...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کے جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔(جامع ترمذی) اور جامع ترمذی کی دوسری حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا: اور تین دفعہ ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں کو بتاؤں کہ سب سے بڑے کون کون سے گناہ ہیں؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور معاملات میں جھوٹی گواہی دینا اور جھوٹ بولنا، راوی کا بیان ہے کہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سہارا لگائے بیٹھے تھے لیکن پھر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور بار بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کو دہرایا۔ یہاں تک کہ ہم نے چاہا کاش اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جاتے۔ یعنی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسی کیفیت طاری تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے جوش سے فرما رہے تھے کہ ہم محسوس کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر اس وقت بڑا بوجھ ہے اس لیے جی چاہتا تھا کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو جائیں اور اپنے دل پر اتنا بوجھ نہ ڈالیں۔(معارف الحدیث) حضرت ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ جس شخص نے قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق ناجائز طور سے مار لیا تو اللہ نے ایسے آدمی کیلئے دوزخ واجب کر دی ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیا ہے۔ حاضرین میں سے کسی

شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر چہ وہ کوئی معمولی چیز ہو۔ (اگر کسی نے کسی کی بہت معمولی سی چیز قسم کھا کر ناجائز طور سے حاصل کر لی تو کیا اس صورت میں بھی دوزخ اس کیلئے واجب اور جنت اس پر حرام ہوگی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! اگر چہ جنگلی درخت پیلو کی ٹہنی ہی ہو۔ (رواہ مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے ہم کلام ہوگا نہ ان پر عنایت کی نظر کرے گا اور نہ گناہوں اور گندگیوں سے ان کو پاک کرے گا اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔ ابوذر غفاریؓ نے عرض کیا یہ لوگ تو نامراد ہوئے اور ٹوٹے میں پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تین کون کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنا تہبند حد سے نیچے لٹکانے والا (جیسا متکبروں اور مغروروں کا طریقہ ہے) اور احسان جتانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کے اپنا سودا چلانے والا۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ آدمی کیلئے یہی جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو کچھ سنے اسے (بلا تحقیق) بیان کرتا پھرے۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے حاکم کے سامنے جھوٹی قسم کھائی تاکہ اس کے ذریعہ کسی مسلمان آدمی کا مال مارلے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اس حال میں اس کی پیشی ہوگی اللہ تعالیٰ اس پر سخت غضبناک اور ناراض ہوں گے۔ (صحیح بخاری ومسلم)

- مصلحت آمیزی...... ام کلثومؓ (بنت عقبہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جھوٹا اور گنہگار نہیں ہے جو باہم لڑنے والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس سلسلہ میں (ایک فریق کی طرف سے دوسرے فریق کو خیر اور بھلائی کی باتیں پہنچائے اور اچھا اثر ڈالنے والی) اچھی باتیں کرے۔ (بخاری ومسلم)

- ایمان والوں کو رسوا کرنا...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے پکارا اور فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے اسلام لائے ہو اور ان کے دلوں میں ابھی ایمان پوری طرح اترا نہیں ہے۔ مسلمان بندوں کو ستانے اور ان کو عار دلانے سے اور شرمندہ کرنے سے اور ان کے چھپے ہوئے عیبوں کے پیچھے پڑنے سے باز رہو! کیونکہ اللہ کا قانون ہے کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کے چھپے عیبوں کے

پیچھے پڑے گا اور اس کو رسوا کرنا چاہے گا تو اللہ اس کے عیوب کے پیچھے پڑے گا اور جس کے عیوب کے پیچھے اللہ تعالیٰ پڑے گا اور اس کو ضرور رسوا کرے گا۔ (اور وہ رسوا ہو کر رہے گا) اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: سب سے برا سودا اور سب سے بدترین سودوں میں خبیث سودا یہ ہے کہ کسی مسلمان کی آبروریزی کی جائے اور ایک مسلمان کی حرمت کو ضائع کیا جائے۔ (ابن ابی الدنیا، بیہقی)

بخل...... حضرت ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ دھوکہ باز بخیل اور احسان جتانے والا آدمی جنت میں نہ جا سکے گا۔ (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

انتقام...... اس کے بعد فرمایا: اے ابوبکرؓ! تین باتیں جو سب کی سب بالکل حق ہیں پہلی بات یہ ہے کہ جس بندہ پر کوئی ظلم وزیادتی کی جائے اور وہ محض اللہ عزوجل کیلئے اس سے درگذر کرے (اور انتقام نہ لے) تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کی بھرپور مدد فرمائیں گے (دنیا و آخرت میں اس کو عزت دیں گے) اور دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص صلۂ رحمی کیلئے دوسروں کو دینے کا دروازہ کھولے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کو بہت زیادہ دیں گے اور تیسری بات یہ ہے کہ جو آدمی (ضرورت سے مجبور ہو کر نہیں بلکہ) اپنی دولت بڑھانے کیلئے سوال اور گداگری کا دروازہ کھولے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی دولت کو اور زیادہ کم کر دیں گے۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

بغض و کینہ...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور پنج شنبہ کو لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو ہر بندۂ مومن کی معافی کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے، سوائے ان دو آدمیوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں، پس ان کے بارے میں حکم دے دیا جاتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑے رکھو، (یعنی ان کی معافی نہ لکھو) جب تک کہ یہ آپس کے اس کینہ اور باہمی دشمنی سے باز نہ آویں اور دلوں کو صاف نہ کر لیں۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ نہ میں رہا کرو، اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو۔ اور ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو، نہ آپس میں حسد کرو، نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے

سے منہ پھیرو، بلکہ اے اللہ کے بندو! اللہ کے حکم کے مطابق بھائی بھائی بن کر رہو۔ (بخاری ومسلم، معارف الحدیث)

حسد...... حضرت ابو ہریرہؓ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم حسد کے مرض سے بچو، حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد) حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: کہ مسلمانو! تمہارے درمیان بھی وہ بیماری آہستہ آہستہ پھیل گئی ہے جو تم سے پہلے لوگوں میں تھی اور اس سے میری مراد بغض وحسد ہے یہ بیماری مونڈ دینے والی ہے۔ سر کے بالوں کو نہیں بلکہ دین وایمان کو۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، معارف الحدیث)

قساوت قلبی کا علاج...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی قساوت قلبی (سختی قلب) کی شکایت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور مسکین کو کھانا کھلایا کرو۔ (مسند احمد، معارف الحدیث)

منافقت...... حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ چار عادتیں ایسی ہیں کہ جس میں وہ چاروں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو تو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے اور اسی حال میں رہے گا جب تک کہ اس عادت کو نہ چھوڑ دے۔ وہ چار عادتیں یہ ہیں کہ جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے اور جب باتیں کرے تو جھوٹ بولے اور جب عہد معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، اور جب کسی سے جھگڑا اور اختلاف ہو تو بدزبانی کرے۔ (بخاری ومسلم)

ظلم...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددُعا جو ظالم کے حق میں ہو بادلوں کے اوپر اٹھالی جاتی ہے آسمانوں کے دروازے اس دُعا کیلئے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تیری امداد ضرور کروں گا اگرچہ کچھ تاخیر ہو۔ (مسند احمد، ترمذی) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مظلوم کی بددُعا سے بچو۔ یہ بددعا شعلے کی طرح آسمان پر چڑھ جاتی ہے۔ (حاکم) حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے قسم ہے مجھ کو اپنے عزت و جلال کی میں جلد یا بدیر ظالم سے بدلہ ضرور لوں گا اور اس سے بھی بدلہ لوں گا جو باوجود قدرت کے مظلوم کی امداد نہیں کرتا۔ (ابوالشیخ)

ظالم کی اعانت...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو لوگ امراء کی حاشیہ نشینی اختیار کرتے ہیں اور ظالموں کی اعانت کرتے ہیں ان کا انجام سخت خراب ہوگا۔ نہ تو مسلمانوں میں ان کا شمار ہوگا اور نہ وہ میرے حوض کوثر پر آئیں گے خواہ وہ کتنا ہی اسلام کا دعویٰ کریں۔ (اہل سنن) حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال و متاع نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھالیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا بس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں اور کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر ان کے حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔ (بہشتی زیور)

بدگوئی...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے مرتبہ میں کم وہ شخص ہوگا جس کی فحش گوئی اور بدزبانی کے ڈر سے لوگوں نے اس کو چھوڑ دیا ہو۔ (بخاری و مسلم) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام اعضاء سے زیادہ زبان کو سخت عذاب ہوگا، زبان کہے گی اے رب تو نے جسم کے کسی عضو کو اتنا عذاب نہیں کیا جتنا مجھے کیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھ سے ایسی بات نکلتی تھی جو مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی تھی، مجھے اپنی عزت کی قسم! تجھ کو تمام اعضاء سے زیادہ عذاب کروں گا۔ (ابونعیم)

عیب چینی...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک موقع پر) کہا کہ صفیہؓ کا یہ عیب کہ وہ ایسی اور ایسی ہے کافی ہے (یعنی یہ کہ وہ پستہ قد ہے، اور یہ بہت بڑا عیب ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ تم نے اتنا گندہ لفظ منہ سے نکالا ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندا کردے۔ (مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین)

بد نگاہی...... حضرت بریدہؓ کہتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: اے علیؓ! کسی عورت پر اچانک نگاہ پڑ جائے تو نظر پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو، پہلی نگاہ تمہاری ہے، مگر دوسری نگاہ تمہاری نظر نہیں ہے، بلکہ شیطان کی ہے۔ (ابوداؤد، حیوۃ المسلمین)

لعنت کرنا...... رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ جب کوئی شخص کسی پر لعنت کرتا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لیے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانہ نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر ورنہ پھر اسی کہنے والے پر پڑتی ہے۔ بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں اور کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں۔ یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔ (بہشتی زیور)

خودکشی...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنی جان کو ہلاک کیا تو قیامت میں اس کو یہی عذاب دیا جائے گا کہ وہ اپنی جان کو ہلاک کرتا رہے گا اور جس طرح سے دنیا میں اپنی جان کو ہلاک کیا ہے۔ اس طرح دوزخ میں ہلاک کرتا رہے گا جس نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرایا ہوگا وہ پہاڑ پر سے گرایا جاتا رہے گا اور جس نے زہر پیا ہوگا وہ زہر پلایا جاتا رہے گا اور جس نے اپنے آپ کو چھری سے قتل کیا ہوگا وہ چھری سے ذبح ہوتا رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

گناہ

معصیت سے اجتناب...... حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں ایسی ہی جو مشتبہ ہیں۔ تو جو شخص مشتبہ گناہ سے بچے گا وہ بدرجہ اولیٰ کھلے ہوئے گناہوں سے بچے گا اور جو شخص مشتبہ گناہوں کے کر ڈالنے میں جرات دکھائے گا تو کھلے گناہوں میں اس کا پڑ جانا بہت زیادہ متوقع ہے اور معصیتیں اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ ہیں (جس کے اندر کسی کو جانے کی اجازت نہیں اور اس کے اندر بلا اجازت گھس جانا حرام ہے) جو جانور ممنوعہ علاقہ کے آس پاس چرتا ہے۔ اس کا ممنوعہ علاقہ میں گھس جانا بہت زیادہ متوقع ہے۔ (مشکوٰۃ، حیوۃ المسلمین، بخاری)

گناہ کا علاج...... حضرت معاذؓ سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے کو گناہ کرنے سے بچاؤ کیونکہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو جاتا ہے۔ (مسند احمد) حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو تمہاری بیماری اور دوا بتلا دوں؟ سن لو بیماری گناہ ہیں اور تمہاری دوا استغفار ہے۔ (ترغیب بیہقی) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس کا کوئی گناہ ہی نہ تھا۔ (بیہقی مرفوعا شرح السنہ موقوفا) البتہ حقوق العباد میں توبہ کی یہ بھی شرط ہے کہ اہل حقوق سے بھی معاف کرائے۔ (حیوۃ المسلمین)

گناہوں کی پاداش...... حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے ہم دس آدمی حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ ان کو پاؤ۔ 1 جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، وہ طاعون میں مبتلا ہوگی اور ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا و گرفتار ہوگی جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں۔ 2 اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط، تنگی اور ظالم حکام میں مبتلا ہوگی۔ 3 اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا اس سے بارانِ رحمت، اگر بہائم نہ ہوتے تو کبھی اس پر بارش نہ ہوتی اور 4 نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرما دے گا اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو غیر قوم سے، پس یہ جبر لے لیں گے وہ ان کے اموال کو۔ (ابن ماجہ) حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بادشاہوں کا مالک میں ہوں۔ بادشاہوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اور جب بندے میری اطاعت کرتے ہیں میں ان کے بادشاہوں کے دلوں کو ان پر رحمت اور شفقت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں اور جب بندے میری نافرمانی کرتے ہیں میں ان (بادشاہوں) کے دلوں کو غضب اور عقوبت کے ساتھ پھیر دیتا ہوں پھر وہ ان کو سخت عذاب کی تکلیف دیتے ہیں۔ (ابونعیم)

گناہوں کا وبال...... حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: قریب زمانہ آرہا ہے کہ کفار کی تمام جماعتیں تمہارے مقابلے میں ایک دوسرے کو بلائیں گی جیسے کھانے والے اپنے خوان کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا اور ہم اس وقت (کیا) شمار میں کم ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ تم اس روز بہت ہو گے،

لیکن تم کوڑا (ناکارہ) ہو گے جیسے ہوا کی رو میں کوڑا اڑا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہاری ہیبت نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں کمزوری ڈال دے گا۔ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ یہ کمزوری کیا چیز ہے (یعنی اس کا سبب کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (ابوداؤد، بیہقی وحیوۃ المسلمین)

گناہ کبیرہ...... حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ (کی نافرمانی کر کے ان) کو تکلیف دینا اور بے خطا جان کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری) حضرت صفوانؓ (ابن عسال) سے (ایک لمبی حدیث میں) روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی حکم صادر فرمائے۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ کسی بے خطا کو کسی حاکم کے پاس مت لے جاؤ کہ وہ اس کو قتل کرے (یا اس پر کوئی ظلم کرے) اور جادو مت کرو۔ الخ (ترمذی ابوداؤد ونسائی) اور ان گناہوں پر عذاب کی وعیدیں آئی ہیں: ● حقارت سے کسی پر ہنسنا ● کسی پر طعن کرنا ● برے لقب سے پکارنا ● بدگمانی کرنا ● کسی کا عیب تلاش کرنا ● بلا وجہ برا بھلا کہنا ● چغلی کھانا ● دو رویہ ہونا (یعنی اس کے منہ پر ویسا اس کے منہ پر ایسا) ● تہمت لگانا ● دھوکا دینا ● عار دلانا ● کسی کے نقصان پر خوش ہونا ● تکبر وفخر کرنا ● ظلم کرنا ضرورت کے وقت باوجود قدرت کے مدد نہ کرنا کسی کے مال کا نقصان کرنا ● کسی کی آبرو کو صدمہ پہنچانا ● چھوٹوں پر رحم نہ کرنا ● بڑوں کی عزت نہ کرنا ● بھوکوں اور ننگوں کی حیثیت کے موافق خدمت نہ کرنا ● کسی دنیوی رنج سے بولنا چھوڑ دینا ● جاندار کی تصویر بنانا ● زمین پر موروثی کا دعویٰ کرنا ● ہٹے کٹے کو بھیک مانگنا ● داڑھی منڈوانا یا کٹانا ● کافروں یا فاسقوں کا لباس پہننا ● عورتوں کا مردانہ وضع بنانا جیسے مردانہ جوتا پہننا اور بہت سے گناہ ہیں یہ نمونے کے طور پر لکھ دیئے ہیں سب سے بچنا چاہئے اور جو گناہ ہو چکے ان سے توبہ کرتا رہے کہ توبہ سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (حیوۃ المسلمین)

بعض کبائر...... ● ماں باپ کو ایذا دینا ● شراب پینا ● کسی کو پیٹھ پیچھے بدی سے یاد کرنا ● کسی کے حق میں گمان بد کرنا ● کسی سے وعدہ کر کے وفا نہ کرنا ● امانت میں خیانت کرنا ● جمعہ کی نماز ترک کرنا ● کسی غیر عورت کے پاس تنہا بیٹھنا ● کافروں کی رسمیں پسند کرنا ● لوگوں کے دکھاوے کو عبادت کرنا ● قدرت ہونے پر نصیحت ترک کرنا ● کسی کا عیب ڈھونڈنا۔ جس شیخ

سے اعتقاد ہو اس کی پیروی کر کے دوسروں کو برا سمجھنا درست نہیں اور پیروی مجتہد اور شیخ کی اسی وقت تک ہے جب تک ان کی بات خدا اور رسول کے خلاف نہ ہو۔ اگر ان سے کوئی غلطی ہوگئی ہو اس میں پیروی نہیں۔ ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان کو مان لے۔ اللہ اور رسول کی کسی بات میں بھی شک کرنا، اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ● قرآن اور حدیث کے کھلے اور واضح مطلب کو نہ ماننا اور ایچ پیچ کر کے اپنے مطلب کے معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے۔ ● گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ● اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا نا امید ہو جانا کفر کا شیوہ ہے۔ ● اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے اور بڑے گناہ کو محض اپنی مہربانی سے معاف کردے اور بالکل اس پر سزا نہ دے۔ ● عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اسی کے موافق جزا اور سزا ہوتی ہے۔ ● اس لیے گناہوں سے بچنے کا پورا اہتمام ضروری ہے۔ بسا اوقات ایک گناہ سوءِ خاتمہ کا سبب بن جاتا ہے۔

- اشراک فی العبادۃ...... تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کیلئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔ (حیوۃ المسلمین)

- بدعات القبور...... عرس کرنا یا عرسوں میں شریک ہونا۔

- بدعات الرسوم...... کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو کافی سمجھنا۔ ● کسی کی تعریف میں مبالغہ کرنا۔ ● زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ ● سادی وضع کو معیوب جاننا۔ ● مکان میں جانداروں کی تصویریں لگانا۔ (حیوۃ المسلمین)

- علامات قہر الٰہی...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب مال غنیمت اور بیت المال کے مال کو اپنی دولت قرار دیا جائے۔ یعنی بیت المال اور قومی خزانہ جو ملک، رعیت اور مستحق لوگوں کیلئے ہوتا ہے اس کو امراء اور صاحبان منصب اپنی جاگیر سمجھ کر اپنی ذات اور اپنے عیش و عشرت کیلئے استعمال کرنے لگیں۔ ● اور جب امانت کو مال غنیمت سمجھ کر ہضم کیا جانے لگے اور ● جب زکوٰۃ کو تاوان شمار کیا جائے اور جب علم کی تحصیل دین کیلئے نہیں بلکہ محض دنیا طلبی کیلئے ہونے لگے اور ● جب مرد عورت کی اطاعت شروع کردے (یعنی بجائے اس کے کہ خود قوام (سردار) رہے اپنے آپ کو عورت کی قوامیت (ماتحتی)

میں دیدے اور • جب بیٹا ماں کی نافرمانی اور اس سے سرکشی کرنے لگے اور • جب آدمی اپنے دوست سے زیادہ سے زیادہ قریب ہو جائے مگر اپنے ماں باپ سے اتنا ہی دور ہو اور جب مسجدوں میں آوازیں زور سے بلند ہونے لگیں اور • جب قوم کی سرداری اور سربراہی قوم کا فاسق انسان کرنے لگے اور • جب قوم کا رہنما قوم کا بدترین شخص ہونے لگے اور • جب کسی انسان کی عزت محض اس کے شر سے بچنے کیلئے کی جائے اور • جب گانے والیاں اور باجے عام ہو جائیں • اور جب اعلانیہ شرابوں کا دور چلنے لگے اور • جب اس امت کے پچھلے لوگ اگلے لوگوں پر طعن وتشنیع اور لعنت کرنے لگیں تو پھر تم انتظار کرو تند وتیز سرخ آندھی کا اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا زمین میں دھنسنے کا، صورتوں کے مسخ ہونے کا اور پتھروں کے برسنے کا اور اللہ کی طرف سے پے در پے نزول عذاب کا جیسے موتیوں وغیرہ کی ایک لڑی ہے جو ٹوٹ گئی ہو اور پیہم و مسلسل دانے گر رہے ہوں۔ (جامع ترمذی)

باب ⑥

حیات طیبہ کے صبح وشام

نبی الرحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولاتِ یومیہ

بعد فجر...... حضور کا معمول تھا کہ نماز فجر پڑھ کر تسبیحات ذکر کے بعد مسجد ہی میں جائے نماز پر آلتی پالتی مار کر چارزانو بیٹھ جاتے اور صحابۂ کرامؓ پروانہ وار پاس آ کر بیٹھ جاتے یعنی دربار نبوت تھا حلقہ توجہ تھا۔ یہی درسگاہ ہوتی تھی، یہی محفل احباب بنتی تھی۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نزول شدہ وحی سے صحابہ کرام کو مطلع فرماتے تھے۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیوض باطنی اور برکات روحانی کی بارش ان پر فرماتے۔ یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم دین کے مسائل معاشرت کے طریقے، معاملات کے ضابطے، اخلاق کی باریکیاں ان کو تعلیم فرماتے۔ لوگوں کے آپس کے معاملات اور مقدمات کے فیصلے فرماتے۔ اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ سے دریافت فرماتے کہ تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خواب سنتے اور اس کی تعبیر فرماتے۔ کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی فرماتے کہ آج میں نے یہ خواب دیکھا ہے پھر خود ہی اس کی تعبیر بیان فرما دیتے پھر بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ معمول ترک فرما دیا تھا۔ (مدارج النبوۃ) کبھی صحابہ کرام اثنائے گفتگو میں ادب کے ساتھ جاہلیت کے قصے بیان کرتے، قصیدے اور اشعار سناتے یا مزاح کی باتیں کرتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے رہتے کبھی ان پر مسکرا بھی دیتے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اشراق کے نوافل پڑھتے۔ اکثر اسی وقت مال غنیمت یا لوگوں کے وظیفے تقسیم فرماتے۔ جب آفتاب نکل کر دن خوب چڑھ جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت) کی نفلیں کبھی چار، کبھی آٹھ رکعت پڑھ کر مجلس برخاست فرماتے اور جن بی بی کی باری اس دن ہوتی ان کے گھر تشریف لے جاتے، وہاں گھر کے دھندوں میں لگے رہتے۔ اکثر گھر کے مختلف کام خود ہی انجام دیتے۔ دن میں صرف ایک بار کھانا تناول فرماتے، دوپہر میں آرام فرماتے۔ (سیرۃ النبیؐ)

بعد ظہر...... نماز ظہر باجماعت پڑھ کر مدینہ کے بازاروں میں گشت لگاتے، دکانداروں کا

معائنہ واحتساب فرماتے، ان کا مال ملاحظہ فرماتے، ان کے مال کی اچھائی برائی جانچتے۔ ان کے ناپ تول کی نگرانی فرماتے کہ کہیں کم تو نہیں تولتے۔ بستی اور بازار میں کوئی حاجت مند ہوتا تو اس کی حاجت پوری فرماتے۔

- بعد عصر..... نماز عصر باجماعت پڑھ کر ازواج مطہرات میں سے ایک ایک کے گھر تشریف لے جاتے۔ حال پوچھتے اور ذرا ذرا دیر ہر ایک کے یہاں ٹھہرتے اور یہ کام اتنی پابندی سے کرتے کہ ہر ایک کے یہاں مقررہ وقت پر پہنچتے اور سب کو معلوم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وقت کے بہت قدر شناس اور پابند ہیں۔

- بعد مغرب..... نماز مغرب باجماعت پڑھ کر اور نوافل اوابین سے فارغ ہوکر جن بی بی کی باری ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب گزارنے کیلئے وہیں ٹھہرتے۔ اکثر تمام ازواج مطہرات اسی گھر میں آکر جمع ہو جاتیں۔ مدینہ کی عورتیں بھی اکثر جمع ہوتیں اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عورتوں کے دینی مسائل کی تعلیم فرماتے گویا یہ مدرسہ شبینہ اور مدرسہ نسواں قائم ہوتا جس میں انتہائی ادب اور پردہ کے ساتھ عورتیں علم دین، حسن معاشرت، حسن اخلاق کی باتیں اس معلم عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتیں۔ اللہ کے رسول عورتوں کو (جن کی گود بچوں کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے) علم دین سے محروم اور تہذیب اسلامی سے ناآشنا نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ یہیں عورتیں اپنے مقدمات پیش کرتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا فیصلہ فرماتے۔ وہ اپنی پریشانیاں، شکایتیں، مجبوریاں بیان کرتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو حل فرماتے۔ اگر کوئی بیعت ہونا چاہتی تو یہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بیعت فرماتے، ان امور پر کہ "اللہ کا شریک نہ بنائیں گی، چوری نہ کریں گی، بدکاری نہ کریں گی، اپنے بچوں کو قتل نہ کریں گی اور کسی کو بہتان نہ لگائیں گی اور نیک کاموں میں رسول کے طریقے کی خلاف ورزی نہ کریں گی۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بیعت فرماتے اور ان کے لئے استغفار فرماتے۔ یہ مدرسہ نماز عشاء تک قائم رہتا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کو مسجد جاتے، عورتیں اپنے اپنے گھر واپس ہو جاتیں۔

- بعد عشاء..... نماز عشاء باجماعت پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کی قیام گاہ پر جاکر سو رہتے۔ عشاء کے بعد بات چیت کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پسند نہ فرماتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ داہنی کروٹ سوتے اکثر داہنا ہاتھ رخسار مبارک کے نیچے رکھ لیتے۔ چہرۂ انور قبلہ کی

طرف کر کے مسواک اپنے سرہانے ضرور رکھ لیتے۔ سوتے وقت سورۂ جمعہ، سورۂ تغابن، سورۂ صف کی تلاوت فرماتے۔ پھر جب بیدار ہوتے مسواک سے دانت مانجھتے، وضو کرتے، پھر تہجد کی نفلیں پڑھتے۔ کبھی نفل نماز کے سجدہ میں دیر تک دُعا مانگتے۔ پھر آرام فرماتے۔ جب فجر کی اذان ہوتی تو اٹھتے۔ حجرہ شریف ہی میں دو رکعت سنت پڑھ کر وہیں داہنی کروٹ ذرا لیٹ رہتے پھر مسجد میں تشریف لاتے اور باجماعت نماز فجر ادا فرماتے۔ یہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات روزانہ (اول تو پانچوں نمازیں خود ہی قدرتی طور پر وقت کی پابندی سکھاتی ہیں، تھوڑی دیر کے بعد اگلی نماز کا وقت آ کر مسلمان کو متنبہ رکھتا ہے، کہ اتنا وقت گزر گیا، اتنا باقی ہے جو کچھ کام کرنا ہو کرلو۔ اس پابندیٔ وقت کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت یہ تھی کہ اپنے ہر کام کیلئے وقت مقرر فرما لیتے اور اس کو پوری پابندی سے نباہتے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت کام کر لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی وقت کی کمی اور تنگی کی شکایت نہیں کی)۔ (ماخوذ از سیرت النبی مؤلفہ مولانا سید سلیمان ندویؒ)

دن کی سنتیں...... صبح سویرے اٹھتے ہی ان سنتوں پر عمل کرنا شروع کر دیں۔ ● نیند سے اٹھتے ہی دونوں ہاتھوں سے چہرے اور آنکھوں کو ملیں تاکہ نیند کا خمار دور ہو جائے۔ (شمائل ترمذی)

● جاگنے کے بعد جب آنکھ کھلے تو تین بار الحمدللہ کہیں اور تین بار کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھیں۔ ● اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ط پڑھنا سنت ہے۔ (شمائل ترمذی) ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اٹھ کر جانا ہے۔ جب بھی سو کر اٹھے تو مسواک کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد) استنجے وغیرہ کیلئے پانی کے برتن میں ہاتھ نہ ڈبوئیں بلکہ پہلے دونوں ہاتھوں کو تین مرتبہ دھولیں۔ تب پانی کے اندر ہاتھ ڈالیں۔ (ترمذی) اس کے بعد پھر رفع حاجت اور استنجے کیلئے جائیں۔ اس کے بعد اگر غسل کی حاجت ہو تو غسل ورنہ وضو یا بصورت بیماری تیمّم کر کے نماز پڑھیں۔ پھر مسجد میں اوّل وقت جا کر نماز باجماعت ادا کریں۔

گھر سے باہر جانے کی دُعا...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے تو کہے: بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط ترجمہ: ''میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں۔ اللہ ہی پر میرا بھروسہ

ہے کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہوسکتی ہے۔'' تو عالم غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں) اللہ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لیے کافی ہے۔ تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہوگیا اور شیطان مایوس و نامراد ہوکر اس سے دور ہوجاتا ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) اور جب سنت فجر پڑھ کر اپنے گھر سے نماز فجر کیلئے نکلے تو اثناء راہ میں یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا ...... اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔ (سنن ابی داؤد، بخاری، مسلم عن ابن عباس، حصن حصین)

- اشراق کی نماز...... اگر کوئی عذر شرعی نہ ہو تو فجر کی نماز سے فارغ ہوکر اشراق تک ذکر الٰہی میں مشغول رہیں۔ اس میں اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ اس مسجد میں جس جگہ فرض پڑھے ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ اوسط درجہ یہ ہے کہ اس مسجد میں کسی جگہ بھی بیٹھ جائیں ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ مسجد سے باہر چلے جائیں لیکن ذکر الٰہی برابر زبان سے ادا کرتے رہیں جب آفتاب نکلنے کے بعد اس میں چمک آجائے، تقریباً آفتاب نکلنے کے پندرہ منٹ کے بعد دو رکعت نفل پڑھیں تو پورے ایک حج اور پورے عمرہ کا ثواب ملتا ہے اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔ جو شخص اشراق کے وقت دو رکعت نفل پڑھے تو اس کے سب گناہ صغیرہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

- صبح کی دُعا...... حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص صبح اس آیت کو پڑھتا ہے اس کی دن بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا اس کو ثواب مل جاتا ہے اور جو شام کے وقت پڑھتا ہے اس کو رات بھر کی چھوٹی ہوئی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَیُحْیِی الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ (حصن حصین) ترجمہ: ''جس وقت تم لوگوں کو شام ہو اور جس وقت تم کو صبح ہو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو اور آسمان و زمین میں وہی اللہ تعریف کے قابل ہے اور پھر تیسرے پہر اور جب تم لوگوں کو دوپہر ہو، (اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرو) وہی زندے کو مردے سے نکالتا ہے اور وہی مردے کو زندے سے نکالتا ہے اور وہی زمین کو مرنے کے بعد زندہ و شاداب کرتا ہے اور اسی طرح تم (لوگ مرنے کے بعد زمین سے) نکالے جاؤ گے۔'' نماز اشراق سے فارغ ہونے کے بعد اپنے ذریعہ معاش میں مشغول ہوجائیں۔ کسب حلال وطیب حاصل

کریں۔اس کے علاوہ دیگر فرائض و واجبات کی ادائیگی اور تمام امور زندگی میں اتباع سنت کا اہتمام رکھیں۔پھر جب آفتاب کافی اونچا ہو جائے اور اس میں روشنی تیز ہو جائے تو نماز چاشت ادا کریں۔چار رکعت سے لے کر بارہ رکعت اس نماز کی رکعتوں کی تعداد ہے۔(مسلم) حدیث شریف میں وارد ہے کہ چاشت کی صرف چار رکعت پڑھنے سے تن بدن میں جو تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ان سب کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے اور تمام صغیرہ گناہوں کی معافی ہو جاتی ہے۔(مسلم)

قیلولہ......اگر فرصت میسر ہو تو اتباع سنت کی نیت سے دوپہر کے کھانے کے بعد کچھ دیر لیٹ جائے اس کو قیلولہ کہتے ہیں۔اس مسنون عمل کیلئے سونا ضروری نہیں صرف لیٹ جانا ہی کافی ہے(زادالمعاد) حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ سلف صحابہ پہلے جمعہ ادا کرتے تھے پھر قیلولہ کرتے تھے۔(بخاری) حضرت خوات بن جبیرؓ کہتے ہیں کہ دن نکلتے وقت سونا بے عقلی اور دوپہر کو سونا عادت اور دن چھپتے وقت سونا حماقت ہے۔(بخاری) (مطلب یہ ہے کہ رات کے علاوہ اگر کسی وقت نیند کا غلبہ ہو تو دوپہر کا قیلولہ تو ٹھیک ہے مگر صبح و شام سونا حماقت، بے عقلی اور نادانی کی دلیل ہے ان اوقات میں سونا طبیعت میں یہ خصائل و صفات پیدا کر دیتا ہے۔(ادب المفرد) ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد پھر اپنی مصروفیاتِ زندگی میں مشغول ہو جائیں اور عصر کی نماز کا خاص طور پر خیال رکھیں۔قرآن شریف میں اس کا خصوصی حکم آیا ہے۔حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (صلوٰۃ والوسطیٰ سے مراد نماز عصر ہے اس کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے) (بہشتی زیور) عصر کی فرض نماز سے پہلے چار رکعت پڑھنا سنت ہے اور اس کی بڑی فضیلت وارد ہے۔(ترمذی) فجر کی نماز کی طرح عصر کی نماز پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر بیٹھے اور ذکر الٰہی کرتا رہے پھر دُعا مانگے۔(بہشتی زیور)

رات کی سنتیں

نمازِ اوابین......مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نماز دو دو رکعت کر کے پڑھی جاتی ہیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت بھی پڑھ سکتے ہیں۔ان نمازوں کا ثواب بارہ سال کی نفلوں کے برابر ملتا ہے۔(الدرالمختار، سنن ابوداؤد، مشکوٰۃ، بیہقی)

نمازِ عشاء ● پھر وقت پر عشاء کی نماز باجماعت ادا کریں۔ ● عشاء کے فرض سے پہلے چار رکعت سنت ہیں۔(بدائع) ● عشاء کے فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔(مشکوٰۃ) ● عشاء

کی ان دو سنتوں کے بعد بجائے دو رکعت نفل پڑھنے کے چار رکعت نفل پڑھے تو شب قدر کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (الترغیب والترہیب) اور جس کی تہجد کے وقت آنکھ نہ کھلتی ہو تو یہ چار رکعت بعد عشاء تہجد کی نیت سے پڑھ لیا کرے تو یہ تہجد میں شمار ہو جاتی ہیں۔ اگر پچھلی رات کو آنکھ کھل جائے تو اس وقت تہجد کی نماز پڑھ لیں۔ ورنہ چار رکعت ہی کافی ہو جائیں گی۔ (بہشتی زیور، الترغیب) وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی جاتی ہیں۔ فائدہ: بہتر یہ ہے کہ دونوں جگہ یعنی وتر سے پہلے چار رکعت اور وتروں کے بعد دو رکعت نفل میں تہجد کی نیت کرلیا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ تہجد کی فضیلت و ثواب سے محرومی نہ ہوگی۔

- نماز تہجد...... حدیث شریف میں آیا ہے فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز آخر شب میں تہجد کی نماز ہے۔
- تہجد کا افضل وقت...... رات کا آخری حصہ ہے، کم از کم دو رکعت زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہے۔ (بخاری، موطا امام مالک) تہجد کی نماز پڑھنے کی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کی نماز کے بعد ہی چند رکعتیں پڑھ لیں۔ لیکن ثواب میں کمی ہو جائے گی۔ فرض نماز کے علاوہ باقی نمازوں کو اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے، لہٰذا تہجد کی نماز گھر ہی میں پڑھنی افضل ہے۔ رات کی نماز میں افضل یہ ہے کہ دو دو رکعت کر کے پڑھی جائے۔ اس لیے تہجد کی دو دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ (حصن حصین)
- گھر میں آمد و رفت کی دعائیں اور سنتیں...... جو کوئی شخص اپنے گھر میں آئے تو یہ دعا پڑھ کر گھر والوں کو سلام کرے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ ط بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔ (حصن حصین) ترجمہ: ''اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا نکلنا مانگتا ہوں۔ ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور اللہ کے نام کے ساتھ نکلے اور ہم نے اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا۔'' بیہقی میں ایک روایت ہے کہ جب تم گھر میں آؤ اور جاؤ تو سلام کر کے جاؤ بعض علماء نے کہا ہے کہ اگر اس وقت گھر میں کوئی نہ ہو تو اس طرح سلام کرے: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِیْنَ ط اور فرشتوں کی نیت کرے۔ (عن حضرت علی، حصن حصین) گھر میں داخل ہوتے وقت کوئی نہ کوئی ذکر اللہ کرتا رہے اور دعائے ماثورہ پڑھے۔ گھر میں داخل ہوتے وقت جو بھی موجود ہو خواہ بیوی ہی ہو اس کو سلام کرنا مسنون ہے۔ (ابوداؤد) جب گھر والوں میں سے کسی کے بے پردہ ہونے کا اندیشہ ہو تو اطلاع

دے کر اندر داخل ہو۔ (مشکوٰۃ) گھر والوں کو کنڈی سے یا پیروں کی آہٹ سے یا کھنکھارنے سے خبردار کر دینا چاہیے۔ (نسائی) فائدہ: بعض اوقات والدہ، بیٹی، بہن بھی ایسی حالت میں بیٹھی ہوتی ہیں کہ اچانک پہنچ جانے سے ان کو حیا و شرم آتی ہے اس لیے کھنکھار کر گھر میں جائے۔ (ادب المفرد) عشاء کی نماز پڑھنے سے قبل نہ سوئیں ایسا نہ ہو کہ عشاء کی نماز فوت ہو جائے۔ (مشکوٰۃ) عشاء کی نماز کے بعد (بلا ضرورت) دنیوی باتیں کرنا منع ہے (مکروہ تنزیہی ہے) (مشکوٰۃ) البتہ بیوی بچوں سے نصیحت کی کہانیاں یا دلچسپی کی باتیں کرنا مسنون ہے۔ (شمائل ترمذی) ''اندھیری رات ہو اور روشنی کا انتظام نہ ہو تب بھی مسجد میں جا کر نماز عشاء با جماعت ادا کرنا موجب بشارت و ثواب عظیم ہے۔'' (ابن ماجہ) ہر فرض نماز کو جماعت کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا سنت ہے۔ (الترغیب) جو شخص چالیس رات عشاء کی نماز جماعت سے تکبیر اولیٰ سے ادا کرے تو اس کیلئے دوزخ سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (ابن ماجہ)

رات کی حفاظت...... حضرت جابر بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو۔ کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلایا ہے۔ اس لیے دروازے بند کر لیا کرو۔ مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو۔ برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو۔ (بخاری، الادب المفرد) حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو) کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو، اس لیے کہ رات کو خدا اپنی مخلوق میں جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

شام اور رات کی احتیاط..... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا: کہ جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے۔ ہاں جب رات کا کچھ حصہ گذر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو۔ (بسم اللہ یا اور کوئی دُعا) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی

قدرت نہیں رکھتا جو اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنے مشکوں کے دہانے جن میں پانی ہو ان کو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیا کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو۔ اگر چہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو۔ یعنی برتن پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کراہت اور رفع مضرت کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھ دیا کرو اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔ (صحیحین)

- بستر صاف کرنا...... حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی اپنے بستر پر لیٹنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ اپنی لنگی کے اندرونی پلو کھول کر اسے بستر پر جھاڑ لے، معلوم نہیں کیا چیز اس کے بستر پر پڑی ہو پھر دائیں کروٹ پر لیٹے اور یہ دُعا پڑھے: باسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ فَاِنْ اَحْتَسَبْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِیْنَ اَوْ قَالَ عِبَادَکَ الصَّالِحِیْنَ ط ترجمہ: ”آپ ہی کے نام کے ساتھ میں نے اپنا پہلو رکھا پس اگر آپ حساب لیں میری جان کا تو اس پر رحم فرمانا اور اگر پھر آپ اسے بھیجیں تو اس کی حفاظت کرنا جس طرح حفاظت کرتے ہیں آپ اپنے نیک بندوں کی۔ (مشکوۃ ص:۲۰۸، الادب المفرد)

- متفرق سنتیں...... سونے کیلئے پھر مسواک کرلیں۔ (مشکوۃ) سونے سے قبل دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملا کر ان پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر سورۂ اخلاص پڑھیں پھر پوری بسم اللہ پڑھ کر قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور دونوں ہاتھوں پر پھونک کر سر سے پیر تک جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیر لیں۔ پہلے سامنے کے حصے پر پیروں تک اس کے بعد کمر کی طرف ہاتھ پھیریں، اسی طرح تین بار کریں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا۔ (بخاری، ترمذی، حصن حصین)

- رات کی دُعائیں...... وہ دُعا جو رات میں پڑھی جاتی ہیں: ● سورۂ بقرہ کی دو آخری آیتیں پڑھے۔ (صحاح ستہ) ● قل ھو اللہ احد پڑھے۔ (بخاری، مسلم، نسائی) ● قرآن مجید کی سو آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابی ہریرہؓ) ● یا قرآن مجید کی دس آیتیں پڑھے۔ (حاکم عن ابی ہریرہؓ) ● سورہ یٰسین پڑھے۔ (ابن حبان عن جندبؓ، حصن حصین)

- رات میں بستر پر جانے کے وقت...... ۳۳بار سبحان اللہ ۳۳بار الحمد للہ ۳۴بار

اللہ اکبر پڑھیں اور ایک بار کلمہ شریف پڑھ کر سو جائیں۔ تہجد کے لیے مصلیٰ سرہانے رکھ کر سونا سنت ہے۔ (نسائی، مشکوٰۃ) رات میں سونے سے قبل سورۂ واقعہ کا ورد کر لینے سے فاقہ کی نوبت نہیں آتی۔ (الترغیب) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے مسبحات پڑھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مسبحات میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیتوں سے بہتر ہے۔ مسبحات میں یہ چھ سورتیں ہیں۔ ▪ سورۂ حدید ▪ سورۂ جمعہ ▪ سورۂ حشر ▪ سورۂ تغابن ▪ سورۂ صف ▪ سورۃ الاعلیٰ (حصن حصین) تہجد کی نماز کیلئے اٹھنے کی نیت کر کے سونا سنت ہے۔ (نسائی) وضو کا پانی اور مسواک پہلے تیار کر کے سونا سنت ہے۔ (مسلم) جس وقت رات کو آنکھ کھل جائے صبح صادق ہونے سے پہلے پہلے تہجد کی نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مشکوٰۃ) سوتے وقت تین بار استغفار پڑھیں: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ۔ (ترمذی، معارف الحدیث) یہ سنت ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ طہارت کے ساتھ سوئیں۔ (الترغیب) پہلے سے وضو ہے تو کافی ہے ورنہ وضو کر لیں۔ وضو نہ کریں تو سونے کی نیت سے تیمم ہی کر لیں۔ (زاد المعاد)

▪ خواب...... جب کوئی اپنے خواب میں پسندیدہ چیز دیکھے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اس کو بیان کرے۔ (مسلم، نسائی، بخاری) اور دوست کے علاوہ کسی سے بیان نہ کرے۔ (بخاری و مسلم) اور جب خواب میں ناپسندیدہ بات دیکھے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دے۔ (بخاری و مسلم) اور اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ تین تین بار اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے۔ (بخاری، مسلم، ابوداود) پھر وہ خواب ہرگز اس کو نقصان نہ پہنچائے گا۔ (صحاح ستہ) اور جس کروٹ پر ہے اس کو بدل دے۔ (مسلم) یا اٹھ کر نماز پڑھے۔ (بخاری، حصن حصین)

▪ تتمہ...... متذکرہ بالا عبادات وطاعات کے علاوہ ایک مسلمان کی زندگی صبح سے رات تک دینی و دنیوی تمام معاملات میں نہایت سیدھی سادھی اور پاک وصاف ہونا چاہئے مثلاً اپنے اہل وعیال اور دیگر متعلقین کے حقوق کی ادائیگی میں، اپنے ذریعۂ معاش کے معاملات میں، غمی وخوشی کی تقریبات میں، دوست احباب کے تعلقات میں، اپنے ذاتی حالات میں، رہنے سہنے، نشست و برخاست، کھانے پینے، لباس وپوشاک، وضع قطع، اوصاف واخلاق میں نہایت پاکیزگی اور شرافت نفس کے ساتھ ہونا چاہیے۔ حالانکہ معاشرہ اور ماحول کے غلبہ سے ان باتوں کا حاصل

ہونا اوران پر کاربند رہنا بظاہر بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔لیکن اگر اپنے آقائے نامدار اور محسن انسانیت کی طاہر ومطہر زندگی کا مطالعہ کیا جائے اوران کی تقلید اوران کی تعلیمات کی پیروی کی جائے تو پھر ہر بات نہایت آسان معلوم ہوتی ہے اور اسی اتباع سنت مقدسہ کا دوسرا نام حیات طیبہ ہے اور اس کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں مختلف عنوانات کے تحت مذکور ہے۔

ہدایت......قابل توجہ اہم بات یہ ہے کہ متذکرہ بالا عبادات وطاعات کیلئے صبح سے رات تک اپنے تمام طاعات ومعاملات ومعاشرت واخلاق میں خاص طور پر اتباع سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال واہتمام رکھیں جن کی تفصیل اپنے اپنے مقام پر اس کتاب میں وضاحت کے ساتھ مذکور ہے: وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ وَمَا تَوْفِيْقِىْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْمِ ط

باب ⑦

مناکحت ونومولود

مناکحت اور متعلقہ معاملات

نکاح کی ترغیب...... حضرت محمد بن سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمانو! نکاح کیا کرو۔ کیونکہ میں تمہارے سبب اس بات میں دنیا کی اور قوموں سے سبقت لے جانا چاہتا ہوں کہ میری امت شمار میں ان سب سے زیادہ ہے۔ مسلمانو! راہبوں کی طرح مجرد نہ رہا کرو۔ (بیہقی) حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو نکاح کی ذمہ داریاں اٹھانے کی طاقت رکھتا ہو، اسے نکاح کر لینا چاہیے۔ کیونکہ اس سے نگاہیں نیچی رہتی ہیں، اور شرم گاہوں کی حفاظت ہوتی ہے اور جو نکاح کی ذمہ داریاں نہ اٹھا سکتا ہو اس کو چاہیے کہ شہوت کا زور توڑنے کیلئے روزے رکھے۔ (بخاری ومسلم)

عورت کا انتخاب...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عورتوں سے ان کے حسن وجمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ ان کا حسن وجمال انہیں تباہی کی راہ پر ڈال دے، اور نہ ان کے مال ودولت کی وجہ سے شادی کرو ہوسکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور طغیانی میں مبتلا کر دے بلکہ دین کی بنیاد پر ان سے شادی کرو اور کالی کلوٹی باندی جو دین اور اخلاق سے آراستہ ہو وہ بہت بہتر ہے اس خاندانی حسینہ سے جو بداخلاق ہو۔ (ابن ماجہ)

نکاح کا پیغام...... حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے یہاں کوئی ایسا شخص نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور اخلاق سے تم مطمئن اور خوش ہو تو اس سے شادی کر دو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں زبردست فتنہ وفساد پھیل جائے گا۔ (ترمذی)

نکاح کیلئے اجازت...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نکاح شدہ عورت کا نکاح اس کی رائے لیے بغیر نہ کیا جائے اور دوشیزہ کا نکاح اس سے اذن لیے بغیر نہ کیا جائے۔ لوگوں

نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشیزہ کا اذن کیا ہوگا؟ فرمایا: اس کا خاموش رہنا ہی اس کا اذن ہے۔ (زادالمعاد)

- نکاح میں برکت ...... حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ بابرکت نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم مصارف ہوں۔ (مشکوٰۃ)

- مہر...... حضرت عمرؓ کے زمانے میں لوگ عجمی لوگوں کے رسم ورواج سے متاثر ہوکر بھاری بھاری مہر مقرر کرنے لگے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں لوگوں کو توجہ دلائی اور بتایا کہ مسلمانوں کے سوچنے کا انداز کیا ہونا چاہیے۔ لوگو! عورتوں کے بھاری بھاری مہر نہ مقرر کرو۔ اس لیے کہ اگر یہ دنیا ذرا عزت اور شرف کی چیز ہوتی اور اللہ کی نظر میں یہ کوئی بڑائی کی بات ہوتی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس کے مستحق تھے کہ وہ زیادہ سے زیادہ مہر مقرر فرماتے لیکن جہاں تک مجھے علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے نکاح میں بھی بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر مقرر نہیں فرمایا اور نہ صاحبزادیوں کی شادی میں بارہ اوقیہ سے زیادہ مہر باندھا۔ ایک بوڑھی خاتون کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے قرآن شریف کی آیت وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا پڑھتے ہوئے اس پابندی پر اعتراض کیا۔ حضرت عمرؓ منبر پر سے یہ فرماتے ہوئے اتر گئے کہ: كُلُّ النَّاسِ اَعْلَمُ مِنْ عُمَرَ حَتَّى الْعَجَائِزُ ”یعنی ہر شخص عمر سے زیادہ علم والا ہے حتیٰ کہ بوڑھیاں بھی“ اور آپؓ اس مسئلہ میں شدت فرمانے سے رک گئے۔ (ترمذی)

- مہر ادا کرنے کی نیت...... رسول اللہ نے فرمایا: جس کسی مرد نے بھی کسی عورت سے تھوڑے یا زیادہ مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں مہر ادا کرنے کا ارادہ نہیں ہے تو اس نے عورت کو دھوکہ دیا۔ پھر وہ مہر ادا کیے بغیر مر گیا تو وہ خدا کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ زنا کا مجرم ہوگا۔ (الترغیب والترہیب)

- نکاح کا انعقاد...... نکاح ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ کم از کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں سے ایجاب و قبول کے لفظ کہتے سنیں، تب نکاح ہوگا۔ (بہشتی زیور) شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے نہ کرو جو اس کے برابر کے درجہ کا نہ ہو۔ (شرح البدایہ، بہشتی زیور) برابری کی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ نسب میں برابری

• مسلمان ہونا • دینداری • مالداری • پیشہ یا فن میں ہم پلہ ہونا (عالمگیری، بہشتی زیور)

▪ نکاح کیلئے استخارہ کی دُعا..... اگر کسی لڑکی یا عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو تو اوّل تو پیغام یا منگنی کا کسی سے اظہار نہ کرے۔ پھر خوب اچھی طرح وضو کر کے جتنی نفلیں ہو سکے پڑھے، پھر خوب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور عظمت و بزرگی بیان کرے اور اس کے بعد یہ کہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ؕ فَاِنْ رَاَيْتَ اَنَّ فِیْ فُلَانَةٍ (اس جگہ اس کا نام لیا جائے) خَيْرًا فِیْ دِيْنِیْ وَدُنْيَایَ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْ هَالِیْ وَاِنْ کَانَ غَيْرُهَا خَيْرًا مِّنْهَا فِیْ دِيْنِیْ وَاٰخِرَتِیْ فَاقْدِرْ هَالِیْ. ترجمہ: ''اے اللہ تجھے قدرت ہے اور مجھے قدرت نہیں ہے اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا ہوں اور تو غیبوں کا حال جانتا ہے۔ پس اگر تو جانتا ہے کہ فلانی عورت (یہاں اس عورت کا نام لیوے) میرے لیے دین و دنیا اور آخرت کے اعتبار سے بہتر ہے تو اسے میرے قابو میں کر دے اور اگر اس کے علاوہ (کوئی دوسری عورت) میرے دین اور آخرت کیلئے بہتر ہے تو اسی کو میرے لیے مقدر فرما۔'' (مسلم شریف، شمائل ترمذی)

▪ نکاح کیلئے خطبہ مسنونہ..... اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ ؕ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ؕ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ کِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰی هُدٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَکُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَکُلَّ ضَلَالَةٍ فِی النَّارِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّهٗ لَا يَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ . اَمَّا بعد فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا کَثِيْرًا وَّنِسَآءً o وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَيْکُمْ رَقِيْبًا o يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَيَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ o وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

عظِیْمًا ○ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ ترجمہ: "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کرسکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور پیغمبر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حق کی باتیں دے کر بھیجا (اور) جو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے ہیں۔ لیکن حمد وصلوٰۃ کے بعد پس سب کلاموں سے بہتر اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں۔ جن کو دین سمجھ کر کیا جائے اور ہر نئی بات گمراہی ہے اور ہر گمراہی دوزخ میں (لے جانے والی) ہے جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بعد حمد وصلوٰۃ کے شیطان سے اللہ کی پناہ لے کر اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم علیہ السلام) سے پیدا کیا اور اس سے اس کی بیوی کو نکالا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کی (حق تلفی) سے بچو بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر اسلام کی حالت میں۔ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تا کہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کردے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور یاد رکھو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔ نکاح کرنا میری سنت ہے جس شخص نے میری سنت پر عمل کرنے سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔" (حصن حصین، شمائل ترمذی) اس خطبۂ مسنونہ کے بعد ایجاب و قبول کرانا چاہیے۔ ایجاب وقبول کے بعد زوجین کے حق میں دُعا کرنا چاہیے۔ نکاح کے بعد چھوارے، خرمے یا کھجور لٹانا یا تقسیم کرنا مسنون ہے۔ (زادالمعاد)

▪ نکاح کے بعد مبارک باد کی دُعا...... نکاح کرنے والے جوڑے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: بَارَکَ اللّٰہُ لَکُمَا وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍہٖ
ترجمہ: "اللہ تعالیٰ تمہیں برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے اور تم دونوں کا خوب نباہ

کرے۔'' اور فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنی زوجہ کے پاس جانا چاہے تو یہ دُعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا. (ترمذی، زادالمعاد) ترجمہ: ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر یہ کام کرتا ہوں اے اللہ ہمیں شیطان سے بچا اور جو اولاد تو ہم کو دے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔'' حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گھر میں یا مال میں یا اولاد میں اگر برکت عطا فرمادیں تو وہ کہے: مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ترجمہ: ''کیا (بہتر) اللہ نے چاہا، گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا، اللہ ہی کی طرف سے ہے۔'' (زادالمعاد) تو وہ شخص موت کے سوا کوئی اور تکلیف نہ دیکھے گا۔ پہلی رات دلہن کو کچھ ہدیہ تحفہ دینا بھی مسنون ہے۔

ولیمہ...... شب عروسی گزارنے کے بعد اپنے عزیزوں، دوستوں اور رشتہ داروں اور مساکین کو دعوت ولیمہ کا کھانا کھلانا سنت ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ) ولیمہ کیلئے بہت بڑے پیمانے پر انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑا کھانا چند لوگوں کو کھلا دینا بھی کافی ہے۔ (بہشتی زیور) ولیمہ میں اتباع سنت کی نیت رکھنا چاہیے۔ جس ولیمہ میں غریب شریک نہ کئے جائیں اور جو محض نام ونمود کیلئے کیا جائے اس میں کچھ خیر و برکت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کا اندیشہ ہے۔ (زادالمعاد، بہشتی زیور)

نکاح کے بعض اعمال مسنونہ...... صاحب استطاعت کیلئے نکاح کرنا مسنون ہے۔ • بلوغ کے بعد فوراً نکاح کرنا مسنون ہے۔ • نکاح سے پہلے منگنی یعنی پیغام بھیجنا مسنون ہے۔ • منگنی بھیجنا لڑکے یا لڑکی والے کی طرف سے دونوں طریقے مسنون ہیں۔ • نیک اور صالح کی تلاش مسنون ہے۔ • بیک وقت چار نکاح کرنا جائز ہے۔ قرآن وحدیث سے ثابت ہے بشرطیکہ سب کے حقوق ادا کر سکے۔ • بیوہ سے نکاح کرنا بھی مسنون ہے۔ • شوال کے مہینہ میں نکاح کیا جانا مسنون ہے اور پسندیدہ اور باعث برکت ہے۔ • جمعہ کے دن برکت و بھلائی کیلئے نکاح کرنا مسنون ہے۔ • نکاح کے لئے اعلان کرنا مسنون ہے۔ • نکاح مسجد میں کرنا مسنون ہے۔ • مسنون نکاح وہ ہے جو سادگی کے ساتھ ہو اور جس میں ہنگامہ اور نام ونمود کیلئے اسراف نہ ہو۔ • مہر اس قدر مقرر کرنا مسنون ہے جو استطاعت سے زیادہ نہ ہو جس کی مقدار کم از کم دس درہم ہو • مہر مؤجل و معجّل دونوں جائز ہیں۔

- نکاح کا طریقہ...... ایجاب وقبول ارکان نکاح ہیں انہیں سے نکاح منعقد ہوتا ہے۔ نکاح سے قبل ولی کو لڑکی سے اجازت لینا مسنون ہے۔ لڑکی کو بتایا جائے کہ تیرا نکاح فلاں شخص سے بعوض اس قدر رقم مہر کے کیا جاتا ہے کیا تجھے منظور ہے۔ پھر ولی (یا اس کا وکیل) اجازت دے اور قاضی لڑکے سے نکاح قبول کرائے قاضی کو لڑکے کے روبرو یا سامنے بیٹھنا اور خطبہ پڑھنا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور)

- طلاق اور خلع...... حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو عورت بلا کسی معقول وجہ اپنے شوہر سے طلاق چاہے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔ (احمد، ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بری چیز طلاق ہے۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ) حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا معاذ! اللہ تعالیٰ نے جتنی چیزیں روئے زمین پر پیدا کی ہیں ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب لونڈی، غلام کا آزاد کرنا! ہے اور سب سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ طلاق ہے۔ (دارقطنی، مشکوٰۃ)

- بنت رسول حضرت فاطمہ زہراؓ کا بابرکت نکاح...... حضرت فاطمہؓ کی عمر ابھی پندرہ سال کی تھی کہ کئی بڑے بڑے گھرانوں سے پیام آئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ حضرت علیؓ کی عمر اس وقت تقریباً اکیس سال تھی۔ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ میں جا کر پیغام دوں لیکن یہ سوچتا تھا کہ آخر یہ کام کیسے ہوگا؟ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے۔ آخر کار حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت ومحبت نے ہمت بندھائی اور میں حاضر ہوگیا اور اپنا مدعا ظاہر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوش ہوئے اور فوراً قبول فرما کر دریافت فرمایا: ''علی! تمہارے پاس کچھ مال بھی ہے، میں نے کہا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک گھوڑے اور زرہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: گھوڑا تو سپاہی کے پاس رہنا ہی چاہیے۔ جاؤ اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ حضرت علیؓ گئے اور کم وبیش چار سو درہم میں اپنی زرہ بیچ آئے۔ رسول خدا نے حضرت بلالؓ کو بلا کر کچھ خوشبو وغیرہ منگوائی اور حضرت انسؓ کو حکم دیا کہ جاؤ ابوبکر، عثمان، طلحہ، زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور چند انصار کو بلا لاؤ، جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کا خطبہ پڑھا اور تمام عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ کا نکاح

سادگی کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا گواہ رہو میں نے چار سو مثقال چاندی پر اپنی بیٹی (حضرت فاطمہ) کا نکاح علیؓ کے ساتھ کر دیا ہے اور علیؓ نے اسے قبول کر لیا ہے اور دُعا کیلئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی۔ اے اللہ ان دونوں میں محبت اور موافقت پیدا فرمایئے۔ برکت بخشئے اور صالح اولاد عطا فرمایئے۔'' نکاح کے بعد چھوہارے بانٹے گئے اور شب میں ام ایمنؓ کے ہمراہ انتہائی سادگی کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے گھر بھیج دیا۔ عشاء کی نماز کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے اور دونوں کے حق میں دُعا فرمائی۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی کے ساتھ جو سامان دیا وہ چاندی کے بازو بند، دو یمنی چادریں، چار گدے، ایک کمبل، ایک تکیہ، ایک پیالہ، ایک چکی، ایک پلنگ، ایک مشکیزہ اور گھڑا تھا۔ (حصن حصین)

حضرت فاطمہ زہراؓ کی رخصتی کے بعد...... جب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا نکاح حضرت فاطمہؓ سے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: تھوڑا پانی لاؤ۔ چنانچہ وہ ایک لکڑی کے پیالے میں پانی لے کر حاضر ہوئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ ان سے لے لیا اور ایک گھونٹ پانی دہن مبارک میں لے کر پیالے میں ڈال دیا اور فرمایا آگے آؤ وہ سامنے آ کر کھڑی ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینہ اور سر پر پانی چھڑکا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِکَ وَذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور اس کے بعد فرمایا: میری طرف پشت کرو، چنانچہ وہ پشت کر کے کھڑی ہو گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی پانی بھی یہی دُعا پڑھ کر پشت پر چھڑک دیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کی جانب رخ کر کے فرمایا پانی لاؤ حضرت علیؓ کہتے ہیں میں سمجھ گیا۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے ہیں چنانچہ میں نے بھی پیالہ پانی کا بھر کر پیش کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے آؤ۔ میں آگے آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کلمات پڑھ کر اور پیالے میں کلی کر کے میرے سر اور سینہ پر پانی کے چھینٹے دیئے۔ پھر فرمایا پشت پھیرو میں پشت پھیر کر کھڑا ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی کلمات پڑھ کر پیالے میں کلی کر کے میرے مونڈھوں کے درمیانی حصہ پر پانی کے چھینٹے دیئے اس کے بعد فرمایا اب اپنی دلہن کے پاس جاؤ۔ (حصن حصین، شمائل ترمذی)

نومولود

- نومولود کے کان میں اذان دی جائے...... روایت میں ہے: کہ بچہ کی ولادت کے بعد اس کو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا چاہیے۔ جب حضرت حسینؓ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان دی اور اقامت پڑھی۔ (زادلمعاد، طبرانی)
- تحنیک...... حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جب عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خرما منگوایا اور چبا کر لعاب مبارک عبداللہ بن زبیرؓ کے منہ میں لگایا اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔ (زادلمعاد) حضرت عائشہؓ کا بیان ہے: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تحنیک فرماتے اور ان کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرتے۔ (مسلم، بخاری، ترمذی)
- اچھے نام کی تجویز...... بچے کیلئے اچھا سا نام تجویز کرنا چاہیے جو یا تو خدا کے نام سے پہلے لفظ عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ یا پھر پیغمبروں کے نام پر ہونا چاہیے، یا کوئی اور نام جو معنوی اعتبار سے بہتر ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: کہ قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لیے بہتر نام رکھا کرو۔ (ابوداؤد)
- بچہ کو پہلی تعلیم...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو لا الٰہ الا اللہ سکھادو۔ پھر مت پروا کرو کہ کب مرے اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو۔ (ابن سنی، ترمذی، زادالمعاد)
- تعویذ حفاظت...... بچہ کی حفاظت کیلئے نظر بد اور ہر طرح کی آفت بلا، دکھ اور بیماری سے محفوظ رکھنے کیلئے یہ تعویذ لکھ کر گلے میں ڈال دیا جائے: اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ شَرِّ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ ۔ ترجمہ: ”میں اللہ تعالیٰ کے پورے کلموں کے واسطے سے ہر شیطان اور ہر زہریلے جانور کے شر سے اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں۔“ ان کلمات کو پڑھ کر بچہ پر دم کرے یا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ (حصن حصین)

عقیقہ......حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کی طرف سے عقیقہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کرے اور حضرت عائشہؓ کی صحیح روایت سے لڑکے کی جانب سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ثابت ہے۔ (زاد المعاد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ہر لڑکا اپنا عقیقہ کے رہن میں ہوتا ہے اس کی جانب سے ساتویں دن (بکری) قربان کی جائے۔ اس کا سر منڈایا جائے اور اس کا نام رکھ دیا جائے۔ (زاد المعاد) مسئلہ: اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے، ساتویں دن کا خیال کرنا بہتر ہے۔ (بہشتی زیور) حضرت علیؓ سے منقول ہے۔ انہوں نے فرمایا: کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے حضرت حسنؓ کا ایک بکری سے عقیقہ کیا اور فرمایا فاطمہؓ اس کا سر منڈوادو اور اس کے بالوں کے ہم وزن چاندی خیرات کردو۔ چنانچہ ہم نے ان کا وزن کیا جو ایک درہم یا اس سے کچھ کم تھا۔ (زاد المعاد) مسئلہ: عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر بانٹے، چاہے دعوت کر کے کھلائے سب درست ہے۔ مسئلہ: عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی، نانی وغیرہ سب کو کھلانا درست ہے۔ مسئلہ: کسی کو توفیق نہیں اس لیے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔ (بہشتی زیور)

ختنہ......حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: کہ لوگ عام طور سے لڑکے کا ختنہ اس وقت تک نہ کرتے تھے جب تک وہ سمجھدار نہ ہو جاتا۔ اور امام حنبلؒ فرماتے ہیں: کہ ابو عبداللہؒ نے فرمایا: کہ اگر ساتویں دن ختنہ کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (زاد المعاد)

باب ⑧

مرض وعیادت، موت و مابعد الموت

مرض وعلاج

▪ ہر مرض کی دوا ہے...... حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہر بیماری کی دوا ہے جب دوا بیماری کے موافق ہوجاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے مریض اچھا ہوجاتا ہے۔ (مسلم، مشکوۃ) سنن ابی داؤد میں حضرت ابو درداءؓ سے مروی ہے انہوں نے بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ شانہٗ نے مرض بھی نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی اس لیے دوا کرو۔ البتہ حرام چیز سے علاج مت کرو۔ (زادالمعاد)

▪ علاج کا اہتمام اور اس میں احتیاط...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت مرض میں خود بھی دوا کا استعمال فرمایا کرتے اور لوگوں کو علاج کروانے کی تلقین بھی فرماتے۔ ارشاد فرمایا اے بندگان خدا! دوا کیا کرو کیونکہ خدا نے ہر مرض کی شفا مقرر کی ہے بجز ایک مرض کے لوگوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہت زیادہ بڑھاپا۔'' (ترمذی، زادالمعاد) آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کو طبیب حاذق سے علاج کرانے کا حکم فرماتے اور پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (زادالمعاد) نادان طبیب کو طبابت سے منع فرماتے اور اسے مریض کے نقصان کا ذمہ دار ٹھہراتے۔ (زادالمعاد) حرام اشیاء کو بطور دوا استعمال کرنے سے منع فرماتے، ارشاد فرماتے: اللہ تعالیٰ نے حرام چیزوں میں تمہارے لیے شفا نہیں رکھی۔ (زادالمعاد)

▪ مریضوں کی عیادت...... صحابہ کرامؓ میں سے جو بیمار ہوجاتا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے۔ (زاد المعاد) مریض کی عیادت کیلئے کوئی دن مقرر کرنا آنحضرت کی سنت طیبہ میں سے نہیں تھا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دن رات تمام اوقات میں (حسب ضرورت) مریضوں کی عیادت فرماتے۔ (زاد المعاد) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مریض کے پاس عیادت کرنے کے سلسلہ میں شور وشغب نہ کرنا اور کم بیٹھنا بھی سنت ہے؟ (مشکوۃ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے قریب تشریف لے جاتے اور اس کے

سرہانے بیٹھتے اس کا حال دریافت فرماتے اور پوچھتے ''طبیعت کیسی ہے''۔ (زادالمعاد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تو بیمار کی پیشانی اور نبض پر ہاتھ رکھتے۔ اگر وہ کچھ مانگتا تو اس کیلئے وہ چیز منگواتے اور فرماتے مریض جو مانگے وہ اس کو دو اگر مضر نہ ہو۔ (حصن حصین)

تسلی و ہمدردی...... حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی عمر کے بارے میں اس کے دل کو خوش کرو (یعنی اس کی عمر اور اس کی زندگی کے بارے میں اس کو خوش کرو) اس طرح کی باتیں کسی ہونے والی چیز کو رد تو نہ کر سکیں گی، لیکن اس سے اس کا دل خوش ہوگا اور یہی عیادت کا مقصد ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث) اور کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی پیشانی پر دست مبارک رکھتے پھر اس کے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرتے اور دُعا کرتے، اللہ اسے شفا دے، اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کے پاس تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی فکر کی بات نہیں انشاء اللہ تعالیٰ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے یہ بیماری گناہوں کا کفارہ اور طہور بن جائے گی۔ (زادالمعاد)

عیادت کے فضائل...... حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن جب اپنے صاحب ایمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو واپس آنے تک وہ گویا جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ (صحیح مسلم) حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس جاؤ تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو کیونکہ تم جو کچھ کہتے ہو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔ (مسلم ومشکوٰۃ) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ تمہارے لیے دُعا کرے اس کی دُعا فرشتوں کی دُعا کے مانند ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

مریض پر دم اور اس کیلئے دُعائے صحت...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم مریض کیلئے تین بار دُعا فرماتے، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کیلئے دُعا فرمائی: اے اللہ سعدؓ کو شفا دے۔ اے اللہ سعدؓ کو شفا دے، اے اللہ سعدؓ کو شفا دے۔ (زادالمعاد) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر

پھیرتے اور یہ دُعا پڑھتے: اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ. الخ ترجمہ: اے سب آدمیوں کے پروردگار۔ اس بندے کی تکلیف دور فرما اور شفا عطا فرما دے تو ہی شفا دینے والا ہے بس تیری ہی شفاء شفاء ہے۔ ایسی کامل شفاء عطا فرما جو بیماری کو بالکل نہ چھوڑے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرمایا کرتے اور خود اپنا دست مبارک اپنے جسم پر پھیرتے۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو میں وہی معوذات پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دم کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پر پھیرتی۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم مریض کی پیشانی یا دکھی ہوئی جگہ پر داہنا ہاتھ رکھ کر فرماتے: اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا۔ ترجمہ: ''اے اللہ لوگوں کے رب تکلیف کو دور فرما اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں ہے ایسی شفا دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے۔'' یہ دُعا بھی وارد ہے: اَللّٰهُمَّ اشْفِهِ اَللّٰهُمَّ عَافِهِ. ترجمہ: ''اے اللہ اس کو شفا دے اور اس کو عافیت دے۔ یا سات مرتبہ یہ دُعا پڑھتے: اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ۔ ترجمہ: ''میں سوال کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو بڑا ہے اور عرش عظیم کا رب ہے کہ تجھے شفاء بخشے۔'' جس شخص نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت نہ آئی ہو اور یہ دُعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس مریض کو اس مرض سے ضرور شفا دے گا۔ (مسلم، بخاری، ترمذی، زاد المعاد، ابو داؤد، حصن حصین) حضرت عثمان ابن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درد کی شکایت کی جو ان کے جسم کے کسی حصہ میں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس جگہ پر اپنا ہاتھ رکھو جہاں تکلیف ہے اور تین دفعہ کہو بسم اللہ اور سات مرتبہ کہو: اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ ترجمہ: ''میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کی اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس کا مجھے خطرہ ہے۔'' کہتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے میری وہ تکلیف دور فرما دی۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا پڑھ کر حضرت حسنؓ اور حسینؓ کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے۔ اُعِیْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ

وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ ط میں تمہیں پناہ دیتا ہوں۔ اللہ کے کلمات تامہ کی ہر شیطان کے شر سے اور ہر زہریلے جانور سے اور اثر ڈالنے والی آنکھ سے۔ اور فرماتے تھے: کہ تمہارے جد امجد ابراہیم علیہ السلام اپنے دونوں صاحبزادوں اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام پر ان کلمات سے دم کرتے تھے۔ (معارف الحدیث، رواہ البخاری) جس کے زخم یا پھوڑا یا کوئی تکلیف ہوتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر دم کرتے چنانچہ شہادت کی انگلی زمین پر رکھ دیتے پھر دُعا پڑھتے: بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا. ترجمہ: ”میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں، یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے بیمار کو ہمارے رب کے حکم سے شفا دے۔“ اور اس جگہ انگلی پھیرتے۔ (زاد المعاد)

حالت مرض کی دُعا...... جو شخص حالت مرض میں یہ دُعا چالیس مرتبہ پڑھے اگر مرا تو شہید کے برابر ثواب ملے گا اور اگر اچھا ہو گیا تو تمام گناہ بخش دیئے جاویں گے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ط اور اگر مرض میں یہ دُعا پڑھے اور مر جائے تو اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ. (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ) زمانہ بیماری میں صدق دل اور سچے شوق سے یہ دُعا کیا کرے۔ (معارف الحدیث) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهَادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ بِبَلَدِ رَسُوْلِكَ ط ترجمہ: ”اے اللہ مجھے اپنے راستہ میں شہادت کی توفیق عطا فرما اور کیجئے میری موت اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں۔“

بیماری میں زمانہ تندرستی کے اعمال کے ثواب...... حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی بندہ بیمار ہو یا سفر میں جائے اور اس بیماری یا سفر کی وجہ سے اپنی عبادت وغیرہ کے معمولات پورا کرنے سے مجبور ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے اعمال اس طرح لکھتے جاتے ہیں جس طرح وہ صحت و تندرستی کی حالت میں زمانہ اقامت میں کیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

تکلیف وجہ رفع درجات...... محمد ابن خالد سلمیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں اور وہ ان کے دادا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بندۂ مومن کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پا سکتا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ یا پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے پھر اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے۔ یہاں تک کہ ان مصائب و تکالیف (اور ان پر صبر) کی وجہ سے اسے بلند مقام پر پہنچا دیا جاتا ہے جو اس کیلئے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔ (معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد)

- وجہ کفارۂ سیات...... حضرت ابو سعید خدریؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مومن کو جو بھی بیماری جو بھی پریشانی، جو بھی رنج و غم اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا بھی اس کے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان چیزوں کے ذریعہ اس کے گناہوں کی صفائی فرما دیتا ہے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم، معارف الحدیث)

- موت کی یاد اور اس کا شوق...... حضرت ابو ہریرہؓ سے رویت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ''لوگو! موت کو یاد کرو اور اس کو یاد رکھو جو دنیا کی لذتوں کو ختم کر دینے والی ہے۔'' (جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ ''موت مومن کا تحفہ ہے۔'' (شعب الایمان للبیہقی، معارف الحدیث)

- موت کی تمنا اور دُعا کرنے کی ممانعت...... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی کسی تکلیف اور دکھ کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور نہ دُعا کرے اور اگر اندر کے داعیہ سے بالکل ہی مجبور ہو تو یوں دُعا کرے: اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ وَ تَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ۔ ''اے اللہ جب تک زندگی بہتر ہو اس وقت تک مجھے زندہ رکھ اور جب میرے لیے موت بہتر ہو اس وقت مجھے دنیا سے اٹھا لے۔'' (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

- موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو کیا کریں؟...... حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مرنے والوں کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کریں۔ (صحیح مسلم، معارف الحدیث) حضرت معقل بن یسارؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے مرنے والوں پر سورۂ یٰسین پڑھا کرو۔ (معارف الحدیث، مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

- سکرات الموت...... مرنے والوں کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کر دیں اور خود وہ یہ دُعا مانگے: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے

اور اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ. ترجمہ: ''اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ موت کی سختیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما۔'' (ترمذی)

جان کنی...... جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو یعنی اس کے دونوں قدم ڈھیلے ہو جائیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں دب جائیں تو چاہیئے کہ اس کو داہنی طرف قبلہ رخ لٹائیں اور مستحب یہ ہے کہ کلمہ شہادت کی تلقین اس طرح کریں کہ کوئی نیک آدمی اس کے پاس بلند آواز سے کہے: اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَـہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اور اس کے پڑھنے کیلئے اصرار نہ کریں، اس لیے کہ وہ اپنی تکلیف میں مبتلا ہے اگر وہ ایک بار پڑھ لے تو کافی ہے اور اس کے بعد وہ اور کوئی بات کرے تو پھر ایک بار اسی طرح تلقین کرے اور مستحب ہے کہ اس کے پاس سورۂ یٰسین پڑھے، اور نیک اور متقی آدمی اس کے پاس موجود رہیں۔ (ترمذی) جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دُعا پڑھیں: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا۔ (ترمذی) ترجمہ: ''بے شک ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدلہ عنایت فرما۔'' جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی پٹی سے اس کی داڑھی، سر کے ساتھ باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور باندھتے وقت پڑھیں: بِسْمِ اللّٰـہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَھِّلْ عَلَیْہِ مَا بَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہُ بِلِقَآئِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ. ترجمہ: ''شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ کے دین پر اے اللہ اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ زمانہ آسان فرما جو اب اس کے بعد آئے گا اور اس کو اپنے دیدار (مبارک) سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اس کو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے۔ (یعنی دنیا سے)۔''

پھر اس کے بعد اس کے ہاتھ پیر سیدھے کر دیں اور مستحب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر ایک چادر اڑھا دیں اور چارپائی یا چوکی پر رکھیں زمین پر نہ چھوڑیں پھر اس کے دوست احباب کو خبر کر دیں تاکہ اس کی نماز میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں اور اس کیلئے دُعا کریں اور مستحب ہے کہ اس کے ذمہ جو قرض ہو اس کو ادا کریں اور تجہیز و تکفین میں جلدی کریں غسل سے پہلے میت

کے قریب قرآن پڑھنا منع ہے۔ (شرح التنویر، بہشتی زیور)

میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہیے...... حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سعد بن عبادہؓ مریض ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لیے ہوئے ان کی عیادت کیلئے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب اندر تشریف لائے تو ان کو غاشیہ میں یعنی بڑی سخت حالت میں پایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس حال میں دیکھا کہ ان کے گرد آدمیوں کی بھیڑ لگی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ختم ہو چکے؟ (بطور مایوسی یا حاضرین سے استفسار کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی) تو لوگوں نے عرض کیا نہیں ابھی ختم نہیں ہوئے۔ تو رسول اللہ کو ان کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ گیا، جب اور لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے۔'' پھر زبان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''لیکن اس کی غلطی پر یعنی زبان سے نوحہ و ماتم کرنے پر سزا بھی دیتا ہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھنے پر اور دُعا استغفار کرنے پر رحمت بھی فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری وسلم، معارف الحدیث) حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ ان کے شوہر ابوسلمہ کی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ ان کی آنکھیں کھلی رہ گئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بند کیا اور فرمایا جب روح جسم سے نکال لی جاتی ہے تو بینائی بھی اس کے ساتھ چلی جاتی ہے۔ اس لیے موت کے بعد آنکھوں کو بند ہی کر دینا چاہیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سن کر ان کے گھر کے آدمی چلا چلا کر رونے لگے اور اس رنج اور صدمہ کی حالت میں ان کی زبان سے ایسی باتیں نکلنے لگیں جو خود ان لوگوں کے حق میں بددُعا تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگو! اپنے حق میں خیر اور بھلائی کی دُعا کرو اس لیے کہ تم جو کچھ کہہ رہے ہو ملائکہ اس پر آمین کہتے ہیں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس طرح دُعا فرمائی ''اے اللہ ابوسلمہؓ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما اس کے پسماندگان کی اور رب العالمین بخش دے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما۔'' (صحیح مسلم، معارف الحدیث)

میت کیلئے آنسو بہانا جائز ہے......آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے جملہ استرجاع (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنا) اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا اور یہ باتیں گریۂ چشم اور غم سے دل کے منافی نہیں۔ یہی وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی بقضائے الٰہی اور سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیم پر وفورِ محبت وشفقت سے رقت کے باعث رو دیئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وشکر سے بھرپور اور زبان اس کے ذکر وحمد میں مشغول تھی۔ (زادالمعاد)

آنکھ کے آنسو اور دل کا صدمہ......حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ابو یوسف آہنگر کے گھر گئے۔ ابو یوسف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ابراہیم کی دایہ خولہ بنت المنذرؓ کے شوہر تھے اور ابراہیم اس وقت کے رواج کے مطابق اپنی دایہ کے گھر ہی میں رہتے تھے۔ رسول اللہ نے اپنے صاحبزادے کو اٹھا لیا۔ چوما اور ان کے رخساروں پر ناک رکھی۔ جیسا کہ بچوں کو پیار کرتے وقت کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یک دفعہ پھر ان صاحبزادے ابراہیم کی آخری بیماری میں ہم وہاں گئے۔ اس وقت ابراہیم جان دے رہے تھے۔ نزع کے عالم میں تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ (جو ناواقفیت کی وجہ سے سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی چیزوں سے متاثر نہیں ہو سکتے) تعجب سے کہا "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہ حالت؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عوف یہ کوئی بری بات یا بری حالت نہیں بلکہ یہ شفقت اور دردمندی ہے۔ پھر دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل مغموم ہے اور زبان سے ہم وہی کہیں گے جو اللہ کو پسند ہے یعنی (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ) اور اے ابراہیم تمہاری جدائی کا ہمیں صدمہ ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، معارف الحدیث)

میت کا بوسہ لینا......میت کو وفورِ محبت یا عقیدت سے بوسہ دینا جائز ہے بسا اوقات آپ صلی اللہ علیہ وسلم میت کا بوسہ لے لیتے جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعونؓ کا بوسہ لیا اور روئے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیقؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ (زادالمعاد)

- تجہیز و تکفین میں جلدی...... حصین بن وحوحؓ سے روایت ہے کہ طلحہؓ ابن براء بیمار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ ان کی حالت نازک دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے آدمیوں سے فرمایا: میں محسوس کرتا ہوں کہ ان کی موت کا وقت آ ہی گیا ہے۔ اگر ایسا ہو جائے تو مجھے خبر کی جائے اور ان کی تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے کیونکہ مسلمان کی میت کیلئے مناسب نہیں کہ وہ دیر تک اپنے گھر والوں کے بیچ میں رہے۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو اور دفن کے بعد سر کی جانب سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات مفلحون تک اور پاؤں کی جانب اس کی آخری آیات امن الرسول سے ختم سورۂ بقرہ تک پڑھو۔ (بیہقی، شعب الایمان، معارف الحدیث)
- اہل میت کیلئے کھانا بھیجنا...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل میت کیلئے کھانا بھیجیں کیونکہ وہ مصیبت میں مبتلا ہونے کی وجہ سے معذور ہوتے ہیں اور انہیں کھانا پکانے اور اس کا انتظام کرنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ (مدارج النبوۃ) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کا بیان ہے کہ جب ان کے والد ماجد حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت کی خبر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں سے فرمایا: جعفر کے گھر والوں کیلئے کھانا تیار کیا جائے وہ اس اطلاع کی وجہ سے ایسے حال میں ہیں کہ کھانے کی طرف توجہ نہ کر سکیں گے۔ (جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ بھی تھی کہ میت کے اہل خانہ تعزیت کیلئے آنے والے لوگوں کو کھانا نہ کھلائیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ دوسرے لوگ (دوست عزیز) ان کیلئے کھانا تیار کر کے انہیں بھیجیں یہ چیز اخلاق حسنہ کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے اور پسماندگان کو سبکدوش کرنے والا عمل ہے۔ (زادالمعاد)
- موت پر صبر اور اس کا اجر...... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو اٹھا لوں پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کیلئے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ (صحیح بخاری، معاف الحدیث)

میت کا سوگ منانا...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مومن کیلئے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے البتہ بیوہ کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے اس مدت میں وہ کوئی رنگین کپڑا پہنے نہ خوشبو لگائے اور نہ بناؤ سنگھار کرے۔(ترمذی، بخاری)

پسماندگان سے تعزیت...... فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت کی تو اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو ملتا ہے۔(جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث) میت کے اہل خانہ سے تعزیت بھی نبی اقدس کی سنت طیبہ میں داخل تھی۔سنت یہ ہے: کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر سکون و رضا کا ثبوت پیش کیا جائے۔اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی جائے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا جائے، اور مصیبت کے باعث کپڑے پھاڑنے، واویلا اور بین کرتے ہوئے آواز بلند کرنے یا بال منڈوانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیزاری کا اعلان فرمایا ہے۔(زادالمعاد) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میت پر ایسے امور سے احسان فرماتے جو اس کیلئے قبر اور قیامت میں سودمند اور نافع ہو جائیں اور اس کے اقارب اور گھر والوں کے ساتھ تعزیت اور پرسش احوال اور تجہیز و تکفین میں مدد کے ساتھ احسان فرماتے اور صحابۂ کرام کی جماعت کے ساتھ نماز جنازہ پڑھتے اس کیلئے استغفار فرماتے اور اس کے بعد صحابہ کے ساتھ مدفن تک جنازے کے ساتھ جاتے اور قبر کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کیلئے دُعا فرماتے اور کلمہ ایمان پر ثابت قدم رہنے کی تلقین فرماتے اور منکر نکیر کے سوال و جواب سکھاتے اور اس کی قبر پر مٹی وغیرہ ڈال کر تیار کرتے اور رحمت و مغفرت کے نزول کی خاطر سلام و دُعا سے مخصوص توجہ فرماتے۔صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ یہ امر ثابت شدہ ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری نماز جنازہ پڑھائی اس میں چار تکبیریں تھیں اور یہی مقرر و متعین ہو گیا اور درود سلام کے ساتھ نماز جنازہ ختم فرمائی۔یہی مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔(مدارج النبوۃ، زادالمعاد)

میت کا غسل اور کفن...... حضرت ام عطیہ انصاریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک فوت شدہ صاحبزادی کو ہم غسل دے رہے تھے۔اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور ہم سے فرمایا: کہ تم اس کو بیری کے پتوں کے ساتھ جوش دیئے ہوئے پانی سے تین دفعہ یا پانچ دفعہ اور اگر اس سے بھی زیادہ مناسب سمجھو تو غسل دو اور آخری

دفعہ کافور بھی شامل کرلو پھر جب تم غسل دے چکو تو مجھے خبر کردو (ام عطیہ کہتی ہیں کہ جب ہم غسل دے چکے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے دی) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تہہ بند ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا: سب سے پہلے اسے پہنا دو اور اس حدیث کی دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم اس کو طاق بار غسل دو یعنی ۳ یا ۵ یا ۷ بار اور داہنے اعضاء سے اور وضو کے مقامات سے شروع کرو۔ (صحیح بخاری و مسلم، معارف الحدیث)

میت کو نہلانے کا مسنون طریقہ...... جس تختہ پر میت کو غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور بدن کے کپڑے چاک کر کے نکالو اور تہہ بند ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اندر ہی اندر اتارلو اور پھر پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو۔ (جس جگہ زندگی میں ہاتھ لگانا جائز نہیں وہاں مرنے کے بعد بھی بلا دستانوں کے ہاتھ لگانا جائز نہیں) پھر نجاست خارج ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں دستانے پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ پھر پانی سے پاک کرو پھر وضو کراؤ نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت دھلاؤ پھر سر کا مسح، پھر دونوں پیر پھر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیرو اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیرو تو بھی جائز ہے (اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض ونفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پائے) جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا صابن سے یا کسی اور چیز سے جس سے وہ صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی ہے مل کر دھوئے اور صاف کر کے پھر مردے کو بائیں کروٹ لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا نیم گرم پانی تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹائے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے، اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھائے، اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبائے۔ اگر کچھ فضلے خارج ہو تو اس کو پونچھ ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں۔ دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے صاف کر کے کفنا دیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، الدرالمختار، بہشتی زیور) اگر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اسی سے نہلائے

دیں اور بہت تیز گرم پانی سے غسل نہ دیں۔ نہلانے کا جو طریقہ بیان ہوا سنت ہے اور اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلائے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے تب بھی فرض ادا ہوگیا۔ (شرح امدادیہ، بہشتی زیور) جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اگر مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگادو اور پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعض لوگ کفن پر عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے۔ جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زیادہ مت کرو۔ (شرح ہدایہ) ◾ بالوں میں کنگھی نہ کرو ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو۔ سب اسی طرح رہنے دو۔ (شرح ہدایہ) ◾ بہتر یہ ہے کہ میت کا رشتہ دار غسل دے ورنہ کوئی دیندار غسل دے۔ (درالمختار) ◾ غسل دینے والے کو بھی بعد میں غسل کر لینا مسنون ہے۔ (بہشتی زیور) ◾ کفن میں کیا کیا اور کیسے کپڑے ہونا چاہئیں؟ ◾ میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے۔ مرد کیلئے مسنون کفن تین کپڑے ہیں۔ 1 ازار 2 کرتا 3 لفافہ ◾ ازار اور لفافہ سر سے قدم تک اور کرتا آستین اور کلی کا گردن سے پیر تک۔

◾ عورت کیلئے مسنون پانچ کپڑے ہیں۔ 1 کرتا 2 ازار 3 سربند 4 چادر یا لفافہ اور 5 سینہ بند ◾ کرتا مونڈھے سے ٹخنوں تک ◾ سینہ بند سینہ سے گھٹنوں تک یا ناف تک ◾ اوڑھنی یا سربند تین ہاتھ لمبی ◾ ازار سر سے پاؤں تک ◾ لفافہ یا چادر سر سے پیر تک ہونا چاہئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین یمنی کپڑوں میں کفنائے گئے۔ ان تین کپڑوں میں نہ تو کرتا تھا نہ عمامہ۔ (صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ سفید کپڑے پہنا کرو۔ وہ تمہارے لیے اچھے کپڑے ہیں اور ان ہی میں اپنے مردوں کو کفنایا کرو۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، معارف الحدیث) حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ بیش قیمت کفن نہ استعمال کرو کیونکہ وہ جلد ہی ختم ہوجاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، معارف الحدیث) سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے مردوں کیلئے خالص ریشمی یا رنگین کپڑے کا کفن مکروہ ہے عورت کیلئے جائز ہے۔ (بہشتی زیور)

◾ **کفن پہنانے کا مسنون طریقہ**...... کفن کو ایک بار یا تین بار یا پانچ بار خوشبو میں دھونی دیں۔ مرد کیلئے پہلے لفافہ بچھائیں اور اس کے اوپر ازار پھر میت کو اس پر لٹا کر کرتا پہنائیں اور پھر سر اور داڑھی اور بدن پر خوشبو لگائیں۔ مگر زعفران کی خوشبو نہ لگائیں۔ میت کی پیشانی اور ناک

اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانو اور دونوں قدموں پر کافور لگائیں اس کے بعد ازار کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور پھر اسی طرح لفافہ کو پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے لپیٹیں اور کفن کے سرے اور پاؤں کی طرف کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں۔ عورت کیلئے پہلے چادر بچھائیں پھر ازار اس کے اوپر کرتا بچھائیں۔ پھر میت کو اس پر لٹائیں پھر کرتا پہنائیں اور بالوں کے دو حصے کر کے دونوں طرف سے کرتے کے اوپر کر دیں اور سر بند اس کو سر پر اُڑھا کر دونوں کناروں سے دونوں طرف کے بال چھپائیں اور پھر اس کے اوپر ازار پھر لفافہ پھر سینہ بند، سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دیں، پھر چادر لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے سر اور پیر کی طرف کفن کو باندھ دیں۔ ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دیں۔ (فتاویٰ ہندیہ) کفن دینے کے بعد پھر میت کیلئے نماز جنازہ پڑھی جائے۔ مسئلہ: کفن میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دُعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا میت کے سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ یا کوئی دُعا لکھنا بھی درست نہیں۔ (ردالمختار) مسئلہ: جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور وکفن کیا جائے۔ دوسری جگہ لے جانا درست نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (طحطاوی)

میت کو نہلانے کے بعد غسل..... حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ جو شخص میت کو غسل دے تو اس کو چاہیے کہ بعد میں غسل کرے۔ (ابن ماجہ) اور دوسری حدیثوں میں اضافہ ہے کہ اور جو شخص میت کا جنازہ اٹھائے اس کو چاہئے کہ وضو کرے۔

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ..... جنازہ لے جانے کے واسطے مسنون طریقہ یہ ہے کہ جنازہ اٹھاتے وقت بسم اللہ پڑھیں اور چار آدمی چاروں پائے پکڑ کر لے چلیں۔ دس دس قدم پر مونڈھا بدلیں اور چاروں پایوں پر ایسا کریں۔ اس سے بھی افضل طریقہ یہ ہے کہ سرہانے کا پایہ پہلے داہنے مونڈھے پر رکھے دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ۔ پھر دس قدم پر بائیں طرف سرہانے کا دوسرا پایہ پھر دس قدم کے بعد اس کے پیچھے والا پایہ مونڈھے پر رکھے۔ اس طرح ہر شخص ردوبدل کرتا چلا جائے۔ تاکہ ہر شخص چالیس قدم چلے۔ جنازہ لے کر تیزی سے چلنا چاہیے لیکن اس قدر تیز نہ ہو کہ جنازہ ہلنے لگے۔ جنازہ کا سرہانہ آگے رہنا چاہئے۔ (بہشتی گوہر)

• جنازے کے ساتھ پیدل چلنا افضل ہے۔ (بہشتی گوہر) • اور سواری پر جانا بھی جائز ہے مگر جنازے کے آگے جانا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور) • جنازے کے ساتھ جانے والے خاموش رہیں۔ بات چیت کرنا یا بلند آواز سے دُعا یا تلاوت کرنا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور) • قبرستان میں جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر) • افضل یہ ہے کہ جب تک دفن کر کے قبر ہموار نہ ہو بیٹھنا نہ چاہئے۔

جنازہ کے ساتھ چلنے اور نماز جنازہ پڑھنے کا ثواب...... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ایمان کی صفت کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور اس وقت تک جنازے کے ساتھ رہے جب تک کہ اس پر نماز پڑھی جائے اور اس کے دفن سے فراغت ہو تو وہ ثواب کے دو قیراط لے کر واپس ہوگا جن میں سے ہر قیراط گویا احد پہاڑ کے برابر ہوگا اور جو آدمی صرف نماز جنازہ پڑھ کر واپس آ جائے، دفن ہونے تک ساتھ نہ دے تو وہ ثواب کا ایسا ہی ایک قیراط لے کر واپس ہوگا۔ (معارف الحدیث، صحیح بخاری وصحیح مسلم)

جنازہ کے ساتھ تیز رفتار اور جلدی کا حکم...... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنازے کو تیز لے جایا کرو۔ اگر وہ نیک ہے تو قبر اس کیلئے خیر ہے یعنی اچھی منزل ہے جہاں تم تیز چل کے اسے جلد پہنچا دو گے اور اگر اس کے سوا دوسری صورت ہے یعنی جنازہ نیک کا نہیں تو ایک برا بوجھ تمہارے کندھوں پر ہے تم تیز چل کے جلدی اس کو اپنے کندھوں سے اتار دو گے۔ (صحیح بخاری ومسلم، معارف الحدیث) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ پا پیادہ تشریف لے جاتے۔ (ترمذی) اور جب تک جنازہ کندھوں سے اتارا نہ جاتا نہ بیٹھتے۔ فرماتے: اِذَا اتَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَلَا تَجْلِسُوْا حَتّٰی تُوْضَعَ. اور ایک روایت میں ہے جب تک کہ لحد میں نہ رکھا جائے نہ بیٹھو۔ (مدارج النبوۃ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔ اہل سنن نے روایت کیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ جاتے تو پیدل چلتے اور فرماتے میں سوار نہیں ہوتا جبکہ فرشتے پیدل جا رہے ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہو جاتے تو کبھی پیدل تشریف لاتے کبھی سوار ہو کر تشریف لاتے۔ (زاد المعاد) جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کے ساتھ چلتے تو خاموش

رہتے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے۔ (ابن سعد)

- نماز جنازہ کے مسائل...... نماز جنازہ فرض کفایہ ہے کہ میت کے وہ اعزاء جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا پھر وہ شخص جس کو وہ اجازت دے۔ (بہشتی گوہر) نماز جنازہ کیلئے شرط یہ ہے کہ میت سامنے رکھی ہو اور امام اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو، صفوں کو طاق عدد میں ہونا چاہئے۔ (بہشتی گوہر) اگر نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کا وقت نہ ملے تو تیمّم کر کے نماز میں شریک ہو جائے۔ (بہشتی گوہر) مسئلہ: اگر ایک شخص بھی نماز جنازہ پڑھ لے تو فرض ادا ہو جاتا ہے خواہ وہ میت مرد ہو یا عورت، بالغ ہو یا نابالغ۔ (بہشتی گوہر) نماز جنازہ میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

- نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں...... 1 چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔ 2 قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے۔ (بہشتی گوہر)

- نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں...... 1 اللہ تعالیٰ کی حمد 2 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا 3 میت کیلئے دُعا کرنا (بہشتی گوہر) نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذ میں (یعنی سامنے) کھڑا ہو جائے۔ میت اگر عورت کی ہو تو ناف کے سامنے کھڑا ہو اور سب لوگ یہ نیت کریں۔ نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ لِلّٰهِ تَعَالٰى صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ وَدُعَاءً لِّلْمَيِّتِ ۔ یعنی میں نے ارادہ کیا کہ جنازہ کی نماز بمعہ چار تکبیروں کے پڑھوں جو اللہ تعالیٰ کی نماز ہے اور میت کیلئے دُعا ہے۔ (بہشتی گوہر)

- ترکیب نماز جنازہ...... پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰهُ اَكْبَر کہے اور ہاتھ باندھ لے اور سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَاءُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے۔ ترجمہ: ”اے اللہ ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا نام بہت برکت والا ہے اور تیری بزرگی بہت برتر ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔“ پھر اللہ اکبر کہہ کر درود شریف پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ وہ درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے وہ پڑھے پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اللہ اکبر کہے اس کے بعد یہ دُعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا

وَاُنْثَانَا ط اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط ترجمہ: ''اے اللہ تو ہمارے زندوں کو بخش دے اور ہمارے مردوں اور ہمارے موجود لوگوں کو اور ہمارے غیر موجود لوگوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو اے اللہ ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے تو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے تو موت دے تو اسے ایمان پر موت دے۔'' جس کو یہ دُعا یاد نہ ہو وہ کوئی اور دُعا پڑھے، پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے داہنی پھر بائیں طرف سلام پھیرے۔ تکبیر اور سلام صرف امام بلند آواز سے کہے۔ (بہشتی گوہر) اگر میت بچہ ہے تو یہ دُعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا. ترجمہ: ''اے اللہ اس بچہ کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا۔'' اگر میت لڑکی کی ہو تو اس طرح پڑھے: اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ط ترجمہ: ''اے اللہ اس بچی کو تو ہمارے لیے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لیے اجر اور ذتوشہ (آخرت) اور سفارش کرنے والی اور سفارش قبول کی ہوئی بنا۔''

- جنازہ میں کثرت تعداد کی برکت اور اہمیت...... حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کیلئے سفارش کریں یعنی مغفرت و رحمت کی دُعا کریں تو ان کی سفارش اور دُعا ضرور قبول ہوگی۔ (صحیح مسلم شریف، معارف الحدیث) حضرت مالک بن میسرہؒ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنا کہ جس مسلمان بندے یا بندی کا انتقال ہوا اور مسلمانوں کی تین صفیں اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور اس کیلئے مغفرت و جنت کی دُعا کریں تو ضرور ہے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے مغفرت اور جنت واجب کر دیتا ہے مالک بن میسرہؒ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ (سنن ابی داؤد)
- قبر کی نوعیت...... قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے۔ قد سے زیادہ نہ

ہونی چاہیے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو۔ بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (رد المختار، مدارج النبوۃ) یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم ہو اور بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں۔ صندوق خواہ لکڑی کا ہو، پتھر یا لوہے کا ہو بہتر یہ ہے کہ صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ (ردالمختار) قبر کو پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے۔ البتہ جہاں زمین نرم ہونے کی وجہ سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختوں سے بند کیا جا سکتا ہے اور صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ (بہشتی گوہر) حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر کو اونچا نہ بناتے اور اسے اینٹ پتھر وغیرہ سے پختہ تعمیر نہ کرتے اور اسے قلعی اور سخت مٹی سے نہ لیپتے۔ قبر انور کے اوپر کوئی عمارت اور قبہ نہ بناتے اور یہ سب بدعت اور مکروہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں صحابہؓ کی قبریں بھی زمین کے برابر ہیں سنگریزے سرخ اس پر چسپاں ہیں۔ (مدارج النبوۃ، سفر السعادۃ) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے صاحبزادے عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ والد سعد بن ابی وقاصؓ نے اپنے مرض وفات میں وصیت فرمائی تھی کہ میرے واسطے بغلی قبر بنائی جائے اور اس کو بند کرنے کیلئے کچی اینٹیں کھڑی کر دی جائیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کیا گیا تھا۔ (معارف الحدیث)

دفن کے بیان میں...... میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے۔ یہ میت کی قبر کی گہرائی کم از کم اس کے قد کے نصف کے برابر کھودی جائے۔ لیکن قد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ میت کو پہلے قبر کے کنارے قبلہ کی طرف رکھ کر اتاریں۔ لحد میں رکھتے وقت کہیں: بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پھر میت کو داہنی کروٹ قبلہ رخ لٹائیں اور کفن کی گرہیں کھول دیں۔ پھر قبر تختوں وغیرہ سے بند کر دیں۔ پھر سرہانے کی طرف سے مٹی گرائیں۔ ہر شخص کو تین بار مٹھی بھر کر مٹی قبر میں ڈالنا چاہیے۔ پہلی بار مٹی ڈالتے وقت کہیں مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار کہیں وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار کہیں وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ پھر قبر کو اونٹ کے کوہان کے برابر اونچی بنائیں اور اس پر پانی چھڑکیں۔ قبر کے سرہانے سورۂ بقر کی شروع کی آیتیں مفلحون تک اور پھر پائینتی کی طرف سورۂ بقر کی آیت امن الرسول سے آخر تک پڑھیں قبر کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز نہیں۔ (بہشتی گوہر) عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے۔ (بہشتی گوہر) مٹی ڈالنے کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ (درمختار و شامی)

دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا اور میت کیلئے دُعائے مغفرت کرنا قرآن مجید پڑھ کر ثواب پہنچانا مستحب ہے۔ (درمختار، شامی، عالمگیری) قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار، شامی و بحر) قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو، ورنہ جائز نہیں۔ (درمختار و شامی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ لحد بنواتے اور قبر گہری کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراغ کرواتے۔ (زادالمعاد) اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کو دفن کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بھاری پتھر اٹھایا اور ان کی قبر پر رکھ دیا۔ (مدارج النبوۃ)

- تدفین کے بعد...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو خود بھی استغفار فرماتے اور دوسروں کو بھی فرماتے کہ اپنے بھائی کیلئے استغفار کرو اور ثابت قدم رہنے کی دُعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کو منکر نکیر کے جواب میں ثابت قدم رکھے۔ (ابوداؤد) اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند حضرت ابراہیم کی قبر پر پانی چھڑکا اور اس پر چند سنگریزے رکھے۔ (زادالمعاد)

- قبر پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت...... حدیث شریف میں مروی ہے کہ قبروں پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

- وہ کام جو خلاف سنت ہیں...... یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نہیں کہ قبروں کو (بہت زیادہ) اونچا کیا جائے، نہ پکی اینٹوں اور پتھروں سے یا کچی اینٹوں سے پختہ کرنا اور لیپنا سنت میں داخل ہے اور نہ ان پر قبے بنانا مسنون ہے۔ (زادالمعاد) قبروں پر چراغ جلانا بھی ممنوع ہے اور قبروں کے مواجہہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (مدارج النبوۃ)

- نماز غائبانہ...... حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غائبانہ نماز جنازہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن یہ صحیح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ حبشہ نجاشی کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھی اور حضرت معاویہ لیثیؓ پر بھی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی۔ (لیکن ان کی میت حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کر دی گئی تھی) اور یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت تھی۔ غائبانہ نماز جنازہ کو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالیٰ مطلقاً منع کرتے ہیں۔ (مدارج النبوۃ) اور ائمہ حنفیہ کا اس کے عدم جواز پر اجماع و اتفاق ہے۔ کسی میت پر دو دفعہ نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ اگر ولی آئے تو یہ اس کا حق ہے

کوئی اور شخص اس کا حق ساقط نہیں کر سکتا۔ جنازہ کا نمازی کے سامنے موجود ہونا صحت نماز جنازہ کی شرط ہے۔ (مدارج النبوۃ)

- زیارتِ قبور...... قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا (برائے عبرت و تذکرہ موت) مردوں کیلئے مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم از کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبر کی زیارت کیلئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے۔ جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو، جیسا کہ آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔ (بہشتی گوہر) ▪ کبھی کبھی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ ▪ کبھی کبھی شب برات کو بھی قبرستان جانا ثابت ہے۔ ▪ قبرستان میں جا کر اس طرح کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَاَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَّنَحْنُ بِالْاَثَرِ ط پھر جو کچھ ہو سکے پڑھ کر ثواب پہنچا دیں مثلاً سورۂ فاتحہ، آیت الکرسی، سورۂ یٰسین، سورہ تبارک الذی، سورۂ الھٰکم التکاثر اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار یا سات بار یا جس قدر آسانی سے پڑھا جا سکے پڑھ کر کہے یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دے۔ (بہشتی گوہر) حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ مرنے والوں کی زیارت اس لیے فرماتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دُعائے ترحم و استغفار فرمائیں۔ ایسی زیارت جو اس معنی اور غرض کیلئے ہو اور اس میں کسی بدعت و کراہت کے ارتکاب کی راہ نہ ہو تو یہ زیارت مسنون و مستحب ہے۔ (مدارج النبوۃ) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں کہ تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد اور فکر پیدا ہوتی ہے۔ (سنن ابی ماجہ) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر مدینہ ہی میں چند قبروں پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف رُخ کیا اور فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ ط ترجمہ: ''سلام تم پر اے اہل قبر۔ اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہم سے آگے جانے والے ہو اور ہم تم سے پیچھے آنے والے ہیں۔'' (جامع ترمذی، معارف الحدیث)

- تعزیت...... جس گھر میں غمی ہو اس کے یہاں تین دن میں کسی ایک دن ایک بار تعزیت کیلئے جانا مستحب ہے۔ متعلقین کو صبر و تسلی کی تلقین کرنا سنت ہے۔ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی

مغفرت فرمائیں اس کے گناہ معاف فرمائیں اور اس پر اپنی رحمت نازل فرمادیں اور پسماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ ہمسایہ اور قرابت داروں کو میت کے گھر والوں کیلئے دو ایک وقت کا کھانا پہنچانا بھی سنت ہے۔ (بہشتی گوہر)

ایصالِ ثواب...... سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں وہ اس طرح کہ کسی قسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ ہو۔ اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب پہنچا دیں۔ قبل دفن قبرستان میں فضول باتوں اور خرافات میں وقت گزارنے کی بجائے کلمہ پڑھیں اور ثواب بخشتے رہیں۔ (بہشتی زیور) کسی کی موت کے بعد رحمت ومغفرت کی دُعا کرنا، نماز جنازہ ادا کرنا اعمال مسنونہ ہیں۔ ان کے ساتھ دوسرا طریقہ نفع رسانی کا یہ ہے کہ میت کی طرف سے صدقہ کیا جائے یا کوئی عمل خیر کر کے ان کو ہدیہ کیا جائے۔ اسی کو ایصال ثواب کا درجہ دیا جاتا ہے۔ ان کے بارے میں ذیل کی حدیث ملاحظہ ہو۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے۔ جب واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہوگیا۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کیلئے فائدہ مند ہوگا؟ اور اس کا ثواب پہنچے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں پہنچے گا۔ انہوں نے عرض کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ بناتا ہوں اپنا باغ (مخراف) میں نے اپنی مرحومہ والدہ کیلئے صدقہ کردیا: (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

حضورِ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب تعزیت معاذ بن جبلؓ کے بیٹے کی وفات پر......

ترجمہ: (شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے، اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے معاذ بن جبل کے نام، تم پر سلامتی ہو، میں تمہارے سامنے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ حمد وثنا کے بعد اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے۔ اس لیے کہ بے شک ہماری جانیں، ہمارا مال، ہمارے اہل وعیال اور ہماری اولاد (سب) اللہ بزرگ و برتر کے خوشگوار عطیے اور رعایت کے طور پر سپرد کی ہوئی چیزیں ہیں، جن سے ہمیں ایک معین مدت تک

فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر ان کو اللہ تعالیٰ (واپس) لے لیتا ہے۔ پھر ہم پر فرض عائد کیا گیا ہے کہ جب وہ دے تو ہم شکر ادا کریں اور جب وہ آزمائش کرے اور ان کو واپس لے لے تو صبر کریں۔ تمہارا بیٹا بھی اللہ تعالیٰ کی ان ہی خوشگوار نعمتوں اور سپرد کی ہوئی رعایتوں میں سے (ایک رعایتی عطیہ) تھا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس سے قابل رشک اور لائق مسرت صورت میں نفع پہنچایا اور (اب) اجر عظیم، رحمت و مغفرت اور ہدایت کا عوض دے کر لے لیا، بشرطیکہ تم صبر (وشکر) کرو۔ لہٰذا تم صبر (وشکر) کے ساتھ رہو (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کر دے، کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو کہ رونا دھونا کچھ نہیں لوٹا کرلاتا اور نہ ہی غم و اندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ سلامتی ہو تم پر۔ فقط (ترمذی، حصن حصین، معارف الحدیث)

درود شریف

عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلَآئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰآَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ؕ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَارَبَّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ ؕ ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود بھیجتے تھے (پہلے سورۂ احزاب کی یہ آیت تلاوت فرماتے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے) ''اے میرے اللہ میں تیرے فرمان کی بسرو چشم تعمیل کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اس خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے، خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں اور اس کے ملائکہ مقربین اور انبیاء وصدیقین اور شہداء وصالحین کی اور اس ساری مخلوقات کی جو اللہ کی تسبیح وحمد کرتی ہے بہترین دُعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمد بن عبداللہ کیلئے جو خاتم النبیین سیّد المرسلین، امام المتقین اور رسول رب العلمین ہیں، جو اللہ کی طرف سے شہادت ادا کرنے والے ہیں، اللہ کے فرمانبردار بندوں کو رحمت وجنت کی بشارت سنانے والے جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور تیرے ہی روشن کئے ہوئے چراغ ہیں، اور ان پر سلام ہو۔ (کتاب الشفاء، معارف الحدیث)

نعت شریف

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ ۔۔۔ وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

فَانْسُبْ اِلٰى ذَاتِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَانْسُبْ اِلٰى قَدْرِهٖ مَاشِئْتَ مِنْ عِظَمِ

فَاِنَّ فَضْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَيْسَ لَهٗ ۔۔۔ حَدٌّ فَيُعْرِبَ عَنْهُ نَاطِقٌ بِفَمِ

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِيْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ ۔۔۔ وَاَنَّهٗ خَيْرُ خَلْقِ اللّٰهِ كُلِّهِمِ

يَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا ۔۔۔ عَلٰى حَبِيْبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ نُصْرَتُهٗ ۔۔۔ اِنْ تَلْقَهُ الْاُسْدُ فِيْ اٰجَامِهَا تَجِمِ

(قصیدہ بردہ)

ترجمہ: ’’آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسم بامسمی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو سردار دنیا و آخرت کے، جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کی طرف جو خوبیاں (باستثنائے مرتبہ الوہیت) تو چاہے منسوب کردے وہ سب قابل تسلیم ہوں گی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کردے، وہ سب صحیح ہوں گی۔ کیونکہ حضرت رسالت پناہ کے فضل کی کچھ حد و نہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کی ظاہر و باطن بیان کرسکے۔ پس نہایت ہمارے فہم و عقل کی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ کے توسل سے ہو تو اگر شیروں کا گروہ بھی اسے اپنی جھاڑیوں میں ملے تو وہ اس کا مطیع ہو جائے گا۔‘‘

مناجات

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

یا اللّٰہ یا رحمن و یارحیم یا حی یا قیوم برحمتک نستغیث، یا اللہ! یہ محض آپ کا فضل وکرم عمیم ہے کہ آپ نے اس عاجز و بے نوا بے مایۂ علم وعمل کو ایک والہانہ ذوق وشوق عطا فرما کر اپنے محبوب نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل وشمائل مقدسہ کی احادیث متبرکہ کو مختلف عنوانات زندگی کے ذیل میں جمع کرنے اور مرتب کرنے کی توفیق و سعادت نصیب فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّباً ط یا اللہ تو پھر اپنے الطاف واحسان وبندہ نوازی سے اس تالیف ناچیز کو اپنی مربیانہ بارگاہ اور اپنے محبوب اور ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی کریمانہ نگاہ میں شرف قبولیت عطا فرما کر دونوں جہان میں سرفرازی عطا فرما دیجئے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط اور یا اللہ جن نفوس قدسیہ کی متبرک تصانیف سے میں نے استفادہ کیا ہے، ان سب کی ارواح پاک پر اپنی خاص رحمتوں کا دائماً نزول فرماتے رہیئے، اور ان سب کو اپنے مقامات قرب ورضا میں پیہم ترقی درجات عطا فرماتے رہیے اور ان کے فیوض وبرکات علمیہ ودینیہ کو قیامت تک قائم ودائم رکھئے۔ آمین

یا اللہ! اس کتاب کے مطالعہ کرنے والوں کو بھی اس کے تمام علمی وعملی منافع سے بہرہ اندوز فرمایئے اور اطاعت واتباع اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توفیق وافر وواثق عطا فرمایئے۔ آمین

یا اللہ! اس کتاب کے معاملہ میں درمے قدمے سخنے وقلمے جن مخلص احباب نے معاونت کی ہے ان سب کو دارین میں اجر عظیم عطا فرمایئے۔ آمین

یا اللہ! اس کارِ خیر کو ہم سب کیلئے خیرات جاریہ کا واسطہ وسیلہ بنا دیجئے، اور ہمارے اہل وعیال اور آباؤ اجداد اور اعزہ واقربا کیلئے یا اللہ اس کو سرمایۂ نجات آخرت بنا دیجئے۔ آمین

یارب العلمین آمین بحق رحمة للعالمین شفیع المذنبین صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تسلیماً کثیراً کثیراً ۔

یا اللہ ہماری یہ مناجات آپ قبول ہی فرمالیجئے۔ یا اللہ! آپ لطیف وخبیر ہیں مجیب الدعوات ہیں۔ قاضی الحاجات ہیں۔ عفو وکریم ہیں رحمٰن ورحیم ہیں۔

سبحان الملک القدوس سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ط

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ صَلَوٰاتِکَ وَرَحْمَتَکَ وَبَرَکَاتِکَ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَخَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ اِمَامِ الْخَیْرِ وَقَائِدِ الْخَیْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰھُمَّ ابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا یُّغْبَطُ بِہِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ ط (ابن ماجہ)

بندۂ عاجز و بے نوا

محمد عبدالحی عفی عنہ

ای/ ۶۵ بلاک ایف، شمالی ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸، پاکستان